از- آیت اللہ مظاہری

معاد

قرآن کی نظر میں

ترجمہ

سید انوار احمد بلگرامی

مصباح القرآن ٹرسٹ ◎ پاکستان

Presented by: https://jafrilibrary.com

از- آیت اللہ مظاہری

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar No. 2
Karachi
Ph. 7211795

معاد

قرآن کی نظر میں

ترجمہ

سید انوار احمد بلگرامی

مصباح القرآن ٹرسٹ © پاکستان

Presented by: https://jafrilibrary.com

نام کتاب ———— معاد قرآن کی نظر میں

مصنف ———— آیت اللہ شیخ حسین مظاہری

مترجم ———— سید انوار احمد بلگرامی

ناشر ———— مصباح القرآن ٹرسٹ رجسٹرڈ
۱۰۔ گنگا رام بلڈنگ دی مال لاہور

کتابت ———— دار الکتابت حضرت کیلیانوالہ

مطبع ———— زاہد بشیر پرنٹرز

تاریخ اشاعت اوّل ———— ذوالقعدہ ۱۴۰۸ھ

Rs 30.

تاریخ اشاعت دوم ————

ہدیہ ———— ۲۵/۰۰

ملنے کا پتہ
قرآن سنٹر
۲۴۔ افضل مارکیٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

Presented by: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

پہلی نشست	۲۳
آغازِ سخن	۲۳
جہادِ اکبر میں کامیابی کی راہیں	۲۶
جبلت انسانی کے دو رخ	۲۷
اسلام کی نظر میں عقل	۲۷
اسلام کی نظر میں علم	۲۸
اسلام کی نگاہ میں وجدانِ اخلاقی	۲۹
اسلام کی نظر میں تربیت کا عنصر	۳۰
اسلام و قانون	۳۱
اسلام اور قومی نگرانی	۳۱
ان عوامل کی محدودیت	۳۲
علم کی محدودیت	۳۲
تربیت و قانون کی محدودیت	۳۳
انسان کو کنٹرول کرنے کا بنیادی عامل معاد ہے۔	۳۳
دوسری نشست	۳۵
معاد سے انکار کا سبب	۳۵
پہلی مثال	۳۶

Presented by: https://jafrilibrary.com
Presented by: https://jafrilibrary.com

صفحہ	مضمون
۳۷	دوسری مثال
۳۸	ہم قوانین الٰہی سے روگردانی کیوں کرتے ہیں۔
۳۸	علم کی قسمیں
۳۹	امام زین العابدینؑ کے کلام میں 'یقین'
۳۹	موت سے غفلت
۴۰	حکایت
۴۱	مکی سورتوں میں معاد کا ذکر
۴۱	حصولِ یقین
۴۳	مشارطہ
۴۳	مراقبہ
۴۳	محاسبہ
۴۴	معاتبہ و معاقبہ
۴۵	**تیسری نشست**
۴۵	موت دراصل منتقل ہونا ہے۔
۴۵	موت دراصل پیدائش ہے
۴۶	لذاتِ بہشتی
۴۷	عالم آخرت عالم جمع الجمعی ہے
۴۷	موت ارتقاء کا ایک مرحلہ ہے
۴۸	سرائے جاوید
۴۸	موت سے ڈرنے کی وجہ
۴۸	ا۔ جہالت
۴۹	ب۔ دُنیا سے وابستگی

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

مضمون	صفحہ
چوتھی نشست	۵۲
معاد کے حقیقی ہونے کے ثبوت	۵۲
فطرت	۵۲
خلقت کا با مقصد ہونا	۵۴
عدلِ خداوندی	۵۵
ارتقاءِ انسانی	۵۷
پانچویں نشست	۵۹
معاد جسمانی	۵۹
لذات بہشت	۵۹
عذاب جہنم	۶۰
حضرت عزیرؑ پیغمبر کا واقعہ	۶۱
حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ	۶۲
روزِ قیامت ہاتھ اور پیر گواہی دیں گے۔	۶۳
داستان ابی بن کعب	۶۳
معاد جسمانی کے اثبات میں سورۂ قیامت کی ابتدائی آیات۔	۶۴
عالم آخرت میں کھانا پینا	۶۵
چھٹی نشست	۶۶
عالم آخرت میں کھانے پینے پر شبہ	۶۶
شبہ سے متعلق تقریر	۶۶
شبہ کے بارے میں دوسری تقریر	۶۷
ان شبہات کا جواب	۶۷
فلسفیانہ بنیاد	۶۸

Presented by: https://jafrilibrary.com

مضمون	صفحہ
اس شبہ کا قرآن کے ذریعہ سے جواب۔	۷۰
ساتویں نشست	۷۳
انسان دنیائی تشخص کے ساتھ محشور ہوگا۔	۷۳
عاداتِ انسانی کو افعال اور نیتیں بناتی ہیں۔	۷۳
احکام الٰہی سے سرکشی کا نتیجہ	۷۵
جھوٹ بولنے کا انجام	۷۶
وہ لوگ جو محشر میں نابینا ہوں گے۔	۷۷
آٹھویں نشست	۸۰
تجسم اعمال کا دوسرا معنیٰ	۸۰
بہشت وجہنم کا وجود	۸۰
قیامت اعمالِ انسان کا حاصل ہے	۸۱
بہشت کے لیے خام مال اور سامان	۸۲
عالم آخرت میں اعمالِ انسانی اس کے رفیق ہوں گے۔	۸۲
ذکر	۸۳
آثار اعمالِ انسان	۸۳
انسان کے اعمال کا پلٹنا	۸۳
اعمال کو آنکھوں سے دیکھنا	۸۴
امام امت کا اس بارے میں قول	۸۵
اعمالِ انسانی کا حاضر ہونا	۸۵
ذکر	۸۷
نویں نشست	۸۹
ایک اعتراض کا جواب	۸۹

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

مضمون	صفحہ
عمل وجزا کی یکسانیت	۸۹
توبہ	۹۰
مرحوم شیخ محمد حسین اصفہانی (کمپانی) کا نقطہ نظر	۹۱
توبہ اور اعمال پر اس کے اثر کے بارے میں کلامِ امام خمینی	۹۲
تحقیقی نقطہ نظر	۹۲
مومن جہنم میں نہیں جائے گا۔	۹۳
جہنم بھی اللہ کا لطف ہے	۹۳
نفس پر توبہ کا اثر	۹۴
اعمال کے علت و معلول کا اثر	۹۵
دسویں نشست	۹۶
معاد کی منزلیں	۹۶
وقتِ موت پہلی منزل	۹۶
مرحوم آقا میرزا جواد ملکی تبریزی (قدس سرہ) کی موت کا وقت	۹۸
کافروں پر موت کے وقت کے بارے میں ایک روایت	۹۹
مرنے والوں کے سرہانے حضرت امیرالمومنینؑ	۱۰۲
مرتے وقت ایمان کی کیفیت	۱۰۲
گیارھویں نشست	۱۰۳
ایک اعتراض کا جواب	۱۰۳
قرآن اور روایات کی رُو سے ثبوت	۱۰۳
آئمہؑ طاہرین فیض کا وسیلہ ہیں	۱۰۵
قبضِ رُوح کا خدا اور فرشتوں سے ربط	۱۰۵
اماموں کا جواب	۱۰۶

Presented by: https://jafrilibrary.com

مضمون	صفحہ
بارھویں نشست	۱۰۹
عالم برزخ	۱۰۹
عالم برزخ کی ایک جھلک	۱۱۱
برزخ کی پہلی منزل	۱۱۱
منکر نکیر کا سوال	۱۱۲
فشارِ قبر	۱۱۲
معاذ کا قِصّہ	۱۱۲
برزخ کا ثواب و عذاب	۱۱۳
برزخ کا زمانہ	۱۱۳
برزخ کی مُدت ذہن سے منسوب ہے	۱۱۴
عالم برزخ میں "صبر" کا کام آنا	۱۱۵
اہل بیتؑ کی محبت کا اثر	۱۱۶
عالم برزخ اور حقوق العباد	۱۱۶
آدمیوں کی عزت	۱۱۷
تیرھویں نشست	۱۱۸
صور کا پھونکا جانا	۱۱۸
صور پھونکے جانے سے کیا مراد ہے	۱۱۸
پھونکنے کی کیفیت	۱۱۹
مُردوں کا زندہ ہونا	۱۲۰
کچھ روزِ محشر کے بارے میں	۱۲۰
قیامت کے مقامات	۱۲۲
اولیاء اللہ کا ان مقامات کے خوف سے رونا	۱۲۲

Presented by: https://jafrilibrary.com

صفحہ	مضمون
۱۲۳	دشوار مقامات
۱۲۶	**چودھویں نشست**
۱۲۶	کوثر
۱۲۶	روایت ثقلین
۱۲۸	پیغمبر اکرمؐ اور امام علیؑ حوض کوثر کے کنارے
۱۲۹	امام علیؑ کے ہاتھوں جام کوثر پینا
۱۲۹	ہر شخص اپنے امام کے ساتھ محشور ہوگا۔
۱۳۱	اہل بیتؑ سے محبت کرنا۔
۱۳۳	**پندرھویں نشست**
۱۳۳	حساب و کتاب
۱۳۳	نامۂ عمل
۱۳۳	نامۂ عمل کا سیدھے ہاتھوں میں دیا جانا
۱۳۴	بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال کا دیا جانا
۱۳۵	سورۂ انشقاق میں اسی معنی کی آیت
۱۳۵	ایک دوسری آیت
۱۳۶	امام حجت
۱۳۷	نامۂ عمل کے معنی
۱۴۱	**سولھویں نشست**
۱۴۱	قیامت کے دن میزان
۱۴۲	تناسب میزان
۱۴۲	ہر چیز کے وزنی ہونے کا تناسب اس کے نفس سے ہے۔
۱۴۳	میزان اعمال کے معنی

Presented by: https://jafrilibrary.com
Presented by: https://jafrilibrary.com

مضمون	صفحہ
۱۔ شخصیت کا میزان	۱۴۳
۲۔ تجسمِ اعمال کا میزان	۱۴۴
۳۔ نامۂ اعمال کا میزان	۱۴۴
۴۔ میزان امام علیؑ	۱۴۵
ذکر	۱۴۶
سترھویں نشست	۱۴۸
۱۔ انسان کے اعضاء وجوارح	۱۴۸
ذکر	۱۵۰
۲۔ فرشتے	۱۵۰
۳۔ پیشوایانؑ دین	۱۵۰
پیشوایانؑ دین کی گواہی کا طریقہ	۱۵۱
دوسرے گواہان	۱۵۲
حساب کے بعد انسان کا حال	۱۵۲
پُل صراط	۱۵۳
صراط سے اہلِ بہشت کے گزرنے کی کیفیت	۱۵۴
کافروں کا بہشت میں آنا ممنوع	۱۵۵
صراط کے دوسرے معنی	۱۵۵
اٹھارھویں نشست	۱۵۷
شفاعت	۱۵۷
شفاعت کے معنی	۱۵۸
دُعاؤں میں یہی معنی	۱۵۹
حجت پر قیام عالم	۱۶۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

صفحہ	مضمون
۱۶۱	پیشوایان دین کا دُعا کرنا
۱۶۲	اہل بیتؑ کا اختیار تام
۱۶۳	وہ لوگ جو شفاعت کے قابل نہیں ہوں گے۔
۱۶۴	**انیسویں نشست**
۱۶۴	انسان کے سفر کی انتہا
۱۶۵	دوزخ کے طبقات اور دروازے
۱۶۶	سفر
۱۶۶	دوزخ کے درجات
۱۶۶	ویل
۱۶۷	عذاب دوزخ کی شدت
۱۶۷	بہشت اور اس کے درجے اور طبقے
۱۶۸	بہشت کے دروازے
۱۶۸	صبر کے مختلف انداز
۱۶۹	دوسرے دروازے
۱۶۹	باب الشیعہ
۱۶۹	ذکر
۱۷۰	باب التوبہ
۱۷۱	**بیسویں نشست**
۱۷۱	بہشت اور دوزخ کا پس منظر
۱۷۱	جسم و جان کا جلنا
۱۷۲	دوزخیوں کو آگ گھیرے گی
۱۷۳	دوزخ کا طوق و زنجیر

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

صفحہ	مضمون
۱۷۴	دوزخیوں کا کھانا
۱۷۵	بہشت کا منظر
۱۷۶	بہشت کی قسمیں
۱۷۶	بہشت کی لذتیں
۱۷۶	لذاتِ معنوی
۱۷۷	پروردگار کا سلام
۱۷۸	مشاہدۂ انوارِ جمال
۱۷۹	پروردگار کا پیغام
۱۷۹	بہشتیوں کی شان
۱۸۰	بہشتیوں کی عام شان
۱۸۱	رضوانِ الٰہی
۱۸۲	ذکر
۱۸۲	دوزخیوں اور اہل بہشت کے درمیان مکالمے
۱۸۴	حرفِ آخر

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

امام خمینی:

اگر تم نے اپنے نفس کی تطہیر کی۔
اگر اپنے اعمال کی قرآن سے مطابقت پیدا کی
اگر اپنے اخلاق کو قرآن کے سانچے میں ڈھال لیا۔
اگر اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا۔
تو پھر کسی چیز سے خوف کی ضرورت نہیں۔
ادھر مرنا سہل اور آسان ہے
کوئی مشکل بات نہیں۔

امام اُمت کا پاسداران کو خطاب
(۲۲/۳/۵۸ھ ش)

Presented by: https://jafrilibrary.com
Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

معاد در قرآن اُستاد حسین مظاہری کی وہ معروف کتاب ہے جس میں انہوں نے اس بات کو بہت عمدہ پیرائے میں پیش کیا ہے کہ :

اگر انسان معاد پر یقین رکھتا ہے تو اس کو اپنے آپ پر کنٹرول کی طاقت میسّر آجاتی ہے۔

بُرائیوں سے بچنے ، دُوسروں پر زیادتی نہ کرنے ، حقوق ادا کرنے، بڑے کا اُدب اور چھوٹوں سے شفقت سے پیش آنے ، اللہ کے سامنے شکر گزاری میں جُھکنے کا بہترین وسیلہ موت اور موت کے بعد حساب کتاب کی یاد ہے۔

اگر امتحان نگاہوں کے سامنے نہ ہو اور امتحان میں ناکامی کا خوف دل میں نہ ہو تو شاید ہی کوئی طالب علم ہو گا جو اپنا تعلیمی نصاب پڑھے گا۔ وہ شاذ ہی شاذ افراد ہونگے جو علم کی قدر و قیمت اور اس کی افادیت کا شعور رکھ کر تعلیم حاصل کرتے ہوں۔ اکثریت ان ہی کی ہے جو امتحان میں کامیابی کی خاطر اور اس میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی خاطر تعلیم کی طرف راغب ہوتے ہیں اور اس مقصد کے حصول کے لیے جدوجہد کرتے ہیں۔

مُسلمان کے لیے بھی ضروری ہے کہ اس کی نگاہوں کے سامنے حیات بعد ازممات کے سارے مراحل ہوں تاکہ وہ واقف رہے اور خبردار رہے کہ وہ جیسی کھیتی بوئے گا ویسی کاٹے گا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

معاد کی منزلیں ہیں۔ قرآن کی زبان میں پہلی منزل "سکرات موت" ہے اور آخری منزل جنت میں داخل ہونا یا جہنم کی آگ میں ڈال دیا جانا ہے۔ اسکے بیچ میں قبض روح، قبر، برزخ، حشر، میزان، شفاعت اور پھر سفر کی منتہا ہے۔

نیکوں کا سفر بہشت میں اور بدکاروں کا دوزخ میں جاکر ختم ہوگا۔

وان الی ربك المنتهی (نجم-۴۲)

اور یہ کہ آپ کے پروردگار ہی کے پاس پہنچنا ہے۔

کبھی انسان کا سفر رحمت الٰہی تک انجام پذیر ہوتا ہے جس کا مظہر بہشت ہے اور کبھی مظہر قہر و غضب الٰہی یعنی دوزخ انجام ہوتا ہے۔

اس سفر کی روئیداد آقای حسین مظاہری کی زبانی اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں: یہ نایاب موضوع ہے اس لیے کہ دنیا کی زندگی ہماری آنکھوں پر اپنی چکا چوند کے پردے ڈالے ہوئے ہے۔ مصنف نے یہ پردہ ہٹا کر حقیقت کی ایک جھلک دکھائی ہے۔ ہم اس کو چشم دل سے بغور دیکھیں اور پھر معاد کی تیاری میں مصروف ہو جائیں۔ اور جناب امیرؑ کا یہ قول دہرائیں کہ اے دنیا تو مجھے دھوکہ نہیں دے سکتی۔

اس قابل مطالعہ کتاب کا جدید فارسی سے ترجمہ جناب سید انوار احمد بلگرامی نے کیا۔ مصباح القرآن ٹرسٹ سید انوار احمد بلگرامی کا مشکور ہے کہ انہوں نے اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر اس کی اشاعت ممکن بنائی۔

خداوند عالم ہم سب کی سعی قبول فرمائے اور توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

بحق محمدؐ و آل محمدؐ۔

مصباح القرآن ٹرسٹ

شاہراہ قائد اعظم - لاہور پاکستان

Presented by: https://jafrilibrary.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

حمد و سپاس خداوند تبارک و تعالےٰ اور رسول خداؐ اور ائمہ ہدیٰ (صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین) پر صلوات و سلام کے خالص ہدیئے اور شہدائے اسلام کی تابناک ارواح پر درود کے بعد عرض ہے کہ :-

یہ کتاب حجت الاسلام والمسلمین استاد حسین مظاہری کی ان بیس تقاریر کا مجموعہ ہے۔ جو انھوں نے مرکز مطالعہ و تحقیقات کی فرمائش پر ماہِ مبارک رمضان ۱۴۰۴ھ میں دانش کدہ تربیتی مربی میں سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی کے سامنے کی تھیں۔ اور پھر اس مرکز نے کیسٹوں کے ذریعے ان کو نقل کیا اور استاد کے ایک نظر ڈالنے کے بعد شائع ہوئی۔

استاد مظاہری نے "معاد" کے جیسے اہم مسئلے کو بہت خوبصورت اور شیریں انداز میں آیات و روایات سے استفادہ کرتے ہوئے اور متعلق حکایات سے مزین کرکے پیش کیا ہے۔

اس کتاب میں مواعظ اور مسائل اخلاقی اور پُر ذوق اور عرفانی مطالب کی کوئی کمی نہیں کی گئی ہے۔

موجودہ کتاب میں اس دارِ غرور سے عالم امن و سرور کی طرف انسان کی روانگی اور سفر، برزخ میں زندگی، موت کی حقیقت، موت سے خوف کے اسباب، برزخ کے عذاب اور لذتیں، آکل او ماکول کے بارے میں شبہات کا ازالہ، تجسم اعمال، حشر، معاد کے منازل، موت کے وقت سے لیکر بہشت میں وارد ہونے تک یا دوزخ میں داخل کیے جانے تک، ائمہ اطہار کی شفاعت، کوثر وغیرہ بھی آپ پڑھیں گے۔

اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ وقت کی کمی کے باعث اور سامعین کی دیگر مصروفیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے استاد مظاہری نے ان ۲۰ تقاریر میں اختصار سے کام لیا۔ جو حضرات کتاب میں مندرج موضوعات پر مزید [illegible] کر سکتے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ معاد شناسی ۔ ۱۰ جلد

—— آقائی سید محمد حسین حسینی تہرانی (انتشارات حکمت)

۲۔ معاد از نظر رُوح و جسم ۔ ۲ جلد

—— آقائی محمد تقی فلسفی (ہئیت نشر معارف اسلامی)

۳۔ حیات پس از مرگ۔

—— علامہ فقید مرحوم سید محمد حسین طباطبائی (انتشارات اسلامی)

۴۔ زندگی جاوید یا حیاتِ اخروی۔

—— شہید مطہری (انتشارات صدرا)

۵۔ معاد

—— آقائی محسن قرائتی (انتشارات اسلامی)

۶۔ بسوئے جہانِ ابدی

—— آقائی زین العابدین قربانی (انتشارات شفق)

یہاں اُستاد بزرگوار کے لیے توفیقات میں اضافے کی دُعا کرتے ہُوئے اور شکریہ ادا کرتے ہُوئے کہ انھوں نے ہمیشہ ہم لوگوں پر عنایات و الطاف کی ہیں۔ دو نکتہ بیان کرنا ضروری خیال کیا جاتا ہے۔

۱۔ کیسٹ سے تقریر کو کاغذ پر منتقل کرتے ہُوئے اس کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ مطالب اسی طور پر پیش ہُوں جو ترکیب ان کی شرح میں تھی۔ محض جُملہ بندی میں معمولی تبدیلی کی گئی ہے۔ اور جن جُملوں کی تکرار تھی۔ ان کو بعض جگہ حذف کیا گیا۔ حتی الامکان آیات و روایات کی سند اور حوالے صحیح صحیح نقل کیے گئے ہیں۔ اگر ان میں کوئی نقص نظر آئے تو ہم سے منسوب کیا جائے اور امید ہے کہ قارئین عزیز اس سے درگذر کریں گے۔

۲۔ کتاب کے بعض عام موضوعات جو براہ راست سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی کے ارکان سے خطاب کیے گئے۔ ان کے متعلق عرض ہے کہ، ابتدا میں یہ کتاب سپاہ کے درس کے طور پر شائع کی گئی تھی۔ بعد میں عمومی استفادے کے قابل بھی سمجھی گئی تو اس کے نشر کرنے

Presented by: https://jafrilibrary.com

کا حق اُستاد سے انتشارات شفق، کو سپرد کیا گیا۔

امید ہے کہ سپاہ کے وہ افراد ہماری طرف سے شکریہ قبول کریں گے۔ جنہوں نے ٹیپ سے کاغذ پر منتقل کرنے اور کتاب کی تدوین میں بہت محنت کی تھی۔

آخر میں سپاہِ اسلام کے مجاہدین کی حقیقی فتح کی آرزو اور امام اُمّت کے طُولِ عُمر کی دُعا کے ساتھ امید ہے کہ ہماری یہ ناچیز خدمت حضور مقدس ولی اللہ الاعظم حضرت بقیۃ اللہ ارواحنالہ الفداء اور ان مجاہدین کی سعی جو عرصہ پیکار میں ہیں، شرف قبولیّت پائیں گے

(والسلام علی عباد اللہ الصالحین)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com
Presented by: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معاد در قرآن

استاد حسین مظاہری

ترجمہ از فارسی

سید انوار احمد بلگرامی

آغازِ سُخن

پہلی نشست

معاد اور قیامت کا موضوع بہت دلچسپ ہے اور ہر مسلمان کے لیے اس سے واقفیت نہ صرف ضروری بلکہ واجب ہے۔

اس مطالعہ اور تحقیقات کے دوران ہم فلسفیانہ اصطلاحات کے پیچ وخم میں نہیں پڑیں گے اور کوشش کریں گے کہ برادرانِ عزیز سپاہ پاسدارانِ انقلاب اسلامی ایران کی فکر کے مطابق ہماری گفتگو ہو۔ چنانچہ اس بحث کو صرف قرآنی آیات کے تحت آگے بڑھائیں گے اور ضرورت پڑے گی تو اہل بیت عصمتؑ طہارتؑ کی روایات سے مدد لیں گے۔ فلسفیانہ بحث میں پڑنے سے پرہیز کریں گے۔

نظر میں رکھنا چاہیئے کہ معاد اور مرنے کے بعد سرنوشتِ انسانی جیسے موضوعات بہرحال پیچیدہ اور مشکل ہیں۔ مگر جن آیات اور تفاسیر سے بحث کے دوران استفادہ کیا جائے گا۔ ان کے مطالعے اور غور وخوض سے یہ مُشکل حل کی جا سکتی ہے۔

پروردگار کی عنایات سے اور حضرت بقیۃ اللہؑ کی تائید سے تھوڑا تھوڑا کر کے اس بحث کو انجام تک پہنچاؤں گا۔ تاکہ برادران پاسدار، محاذِ جنگ پر مورچوں میں بیٹھے ہُوئے عزیزان اس سے استفادہ کرسکیں۔

انسان دو بُعد DIMENSION کا حامل ہے۔ اوّل بُعدِ معنوی جس کو رُوح کہتے ہیں اور دوسرے بُعدِ مادی جس کو جسم کہا جاتا ہے۔

جبلتیں مادی جسم سے متعلق ہیں۔ جو انسان کا بُعدِ مادی ہے۔ اس کے نفسیاتی رجحانات اس کی رُوح سے استنباط کرتے ہیں۔ انسان کے اندر یہ دونوں بُعد جنگ کی حالت میں ہیں۔ ایسی

Presented by: https://jafrilibrary.com

جنگ کو پیغمبر اکرمؐ نے اس کو "جہادِ اکبر" کہا ہے۔ حدیث میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَ الْمَلَائِكَةَ وَرَكَّبَ فِيْهِمُ الْعَقْلَ وَخَلَقَ الْبَهَائِمَ وَرَكَّبَ فِيْهَا الشَّهْوَةَ وَخَلَقَ بَنِيْ اٰدَمَ وَرَكَّبَ فِيْهِمُ الْعَقْلَ وَالشَّهْوَةَ۔ فَمَنْ غَلَبَ عَقْلُهٗ عَلٰى شَهْوَتِهٖ فَهُوَ اَعْلٰى مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَمَنْ غَلَبَ شَهْوَتُهٗ عَلٰى عَقْلِهٖ فَهُوَ اَدْنٰى مِنَ الْبَهَائِمِ۔

ترجمہ: "اللہ تعالےٰ نے ملائکہ کو خلق کیا اور ان میں عقل رکھ دی۔ حیوانات کو خلق کیا اور ان میں شہوت رکھ دی۔ انسان کو خلق کیا اور عقل اور شہوت دونوں کو اس میں رکھا۔ چنانچہ ہر وہ شخص کہ جس کی عقل شہوت پر غلبہ حاصل کر لیتی ہے۔ وہ فرشتوں سے بھی اعلیٰ ہے اور جس کی شہوت عقل پر غالب آگئی وہ حیوانات سے بھی پست تر ہے۔"

ملائکہ کا وجود نورانی ہے اور وہ نفسانی میلانات سے مبرا ہیں۔ یہ عشق الٰہی سے زندہ ہیں۔ ان کے مقابلے میں حیوانات عقل و دانش اور معرفت سے محروم ہیں اور فقط اپنے کھانے پینے، سونے اور اپنی شہوانی خواہشات کو پورا کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے لطف و کرم سے انسان دو قوتوں "عقل" اور "شہوت" کے امتزاج کے ساتھ دنیا میں قدم رکھتا ہے۔ چنانچہ عقل کی قوت کے ذریعے وہ فرشتوں سے ارفع ہو سکتا ہے اور شہوات کی پیروی سے جانوروں سے بھی بد تر بن سکتا ہے۔ یعنی آدمی کا وجود ان دونوں قوتوں کی جنگ اور "جہادِ اکبر" کا میدان ہے۔ اس جہادِ اکبر میں جب انسان شہوانی قوتوں پر غلبہ حاصل کر کے اس کو اپنے اختیار میں لے آتا ہے تو خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند مرتبہ حاصل کرتا ہے اور پیغمبر و ولی کا ہم نشین بھی بن سکتا ہے۔

سورہ نساء آیت ۶۹: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔

ترجمہ: اور جو شخص اللہ اور رسولؐ کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے۔ جن پر اللہ تعالےٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین

Presented by: https://jafrilibrary.com

اور شہداء اور صالحین اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔"

خداوند تعالیٰ ان سے فرماتا ہے۔

سورۂ فجر۔آیات ۲۷-۳۰۔ یَاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝

ترجمہ:۔"اے اطمینان والی رُوح تو اپنے پروردگار کے جوارِ رحمت کی طرف واپس آجا اس طرح سے کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش۔ پھر میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا"

رسد آدمی بہ جائی کہ بہ جز خدا نبیند
بنگر کہ تا چہ حد است مقام آدمیت
اگر این درندہ خوئی ز طبیعتت بمیرد
ہمہ عمر زندہ مانی بہ روان آدمیت!
طیران مرغ دیدی تو زپائی بند شہوت بدرآئی
تا ببینی طیران آدمیت

Presented by: https://jafrilibrary.com

اگر انسان "جہادِ اکبر" میں کامیاب ہو جائے تو پرواز و سیر الٰہی کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ مگر یہ پرواز معنوی و الٰہی کسی طور پر بھی الفاظ سے ادا نہیں کی جا سکتی۔ کوئی شخص اس پرواز کی لذت کا اندازہ نہیں کر سکتا نہ بیان کر سکتا ہے۔

سورۃ السجدہ۔آیت ۱۷:۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ کوئی نہیں جانتا کہ کیا کیا نعمتیں اور دیدۂ دل کو روشنی بخشنے والی لذتیں نیکوکاروں کے لیے جزا کے طور پر عالمِ غیب میں ان کے لیے ذخیرہ کی گئی ہیں۔"

مگر انسان اس داخلی محاذ جنگ میں کامیاب نہ ہو اور اپنے بُعدِ مادی یعنی شہوت ریاست طلبی، زر پرستی، ہوی و ہوس کے جال میں گرفتار ہو جائے تو حیوان سے بھی نیچے درجے میں گر جائے۔

سورہ اعراف آیت ۱۷۹:۔ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: "یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں۔ بلکہ یہ لوگ زیادہ بے راہ ہیں"۔

سورہ انفال آیت ۲۲۔ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰہِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝

ترجمہ: "بے شک بدترین خلائق اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں، جو بہرے ہیں، گونگے ہیں، جو کہ ذرا نہیں سمجھتے"۔

یعنی ان کی عقل کی طاقت شہوت کی قوت سے شکست کھا گئی۔

جہادِ اکبر میں کامیابی کی راہیں

اس مقصد کیلئے کہ ہمارا بعد معنوی ہمارے بعد مادی پر غلبہ پا سکے اور ہمارا ملکوتی پہلو ناسوتی پہلو پر حاکم ہو جائے ہم کو چاہیئے کہ بعض عوامل کو اپنی روح کی مدد سے بروئے کار لائیں۔

اس سلسلے میں علمائے اخلاق و سیر و سلوک نے بہتیرے نظریات کا اظہار کیا ہے۔ اسلام سے پہلے اور بعد کے فلسفیوں کے اس بارے میں اپنے اپنے عقائد ہیں۔ ماہرین نفسیات بھی اس ضمن میں نظریات بیان کرتے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ انسان کی اس داخلی جنگ میں کامیابی کے عوامل کے بارے میں علماء کے مختلف نظریات ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ "عقل" ہی اس محاذ پر کامیابی کی ضامن ہے اور عقل کو اس کامیابی کی اساس گردانتے ہیں۔

بعض جہادِ اکبر میں کامیابی کی بنا "علم" کو جانتے ہیں۔ افلاطون اور اس کے شاگرد اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا یقین ہے کہ انسان کا "علم" جتنا زیادہ ہوتا جائے گا، اس کی کامیابی کے امکانات اتنا ہی زیادہ ہوتے جائیں گے۔

کچھ وہ لوگ ہیں کہ کامیابی کا بنیادی عامل "وجدان اخلاقی" یا قرآن کی اصطلاح میں "نفس لوامہ" کو جانتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اگر انسان کا "وجدانِ اخلاقی" بیدار ہو جائے تو نفس امارہ بخوبی کنٹرول ہو سکتا ہے۔

چوتھا گروہ کہتا ہے کہ مؤثر عامل "صحیح تربیت" ہوتی ہے۔ اگر انسان کی تربیت ہو جائے تو جہادِ اکبر میں وہ مادی طاقت پر غلبہ حاصل کر سکتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک پانچویں گروہ کا یقین ہے کہ اس جنگ میں کامیابی فقط قانون کے وسیلے سے ممکن ہے۔
چھٹے گروہ نے قومی نگرانیؔ، کو کامیابی کا سبب قرار دیا ہے۔

یہ بحث بہت لمبی چوڑی ہے اور ہمارا قصد اس بحث کو طول دینا نہیں۔ بس یہ کہنا کافی ہے۔ کہ اسلام مندرجہ بالا عوامل کو فرد اور معاشرے کے کنٹرول میں مؤثر جانتا ہے مگر ان میں سے کسی کو بھی "تہذیب نفوس" کے لئے کافی نہیں سمجھتا اور انسان کی حساس اور طوفانی داخلی جنگ میں ان عوامل کو کارگر نہیں سمجھتا۔

گویا یہ عوامل عام حالات میں بُعدِ معنوی کو کامیابی تک پہنچا سکتے ہیں۔ مگر دوسری صورت میں اس سے قاصر ہیں۔

جبلّتِ انسانی کے دُو رُخ

اس بحث کی وضاحت کے لیئے ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ انسان کے میلانات و رجحانات دو قسم کے ہوتے ہیں۔

ا۔ عام اور طبیعی حالت۔ مثلاً بھوک پیاس جو طبیعی ہیں کنٹرول ہو سکتی ہے۔ اقتدار کی خواہش زر پرستی، جنسی خواہشات، دُنیا سے دوستی وغیرہ جب فطری حُدود میں ہوں تو مندرجہ بالا عوامل سے ان کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

ب۔ حالتِ بحرانی۔ بعض اوقات انسانی جبلت سرکشی پر اُتر آتی ہے اور اپنی فطری حُدود سے تجاوز کر جاتی ہے۔ ایسی صورت میں مندرجہ بالا عوامل میں سے کوئی بھی اس سرکشی کو روکنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

اسلام کی نظر میں عقل

اسلام مندرجہ بالا عوامل کو صرف اس طور پر مؤثر جانتا ہے جس انداز پر قرآن شریف نے عقل

ؔ قومی نگرانی و نظارت ملی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی کو کہا گیا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

کے بارے میں فرمایا ہے۔

سورۂ زمر آیت ۱۷، ۱۸، فَبَشِّرْ عِبَادِ ○ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○

ترجمہ:۔"میرے ان بندوں کو خوشخبری سُنا دیجئے جو اس کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں۔ پھر اس کی اچھی اچھی باتوں پر چلتے ہیں۔ یہی ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی اور یہی ہیں جو اہل عقل ہیں"

اس آیت مبارکہ میں خرد مند اور عقل مند بندگان خدا کو مژدۂ سعادت سنایا گیا ہے[1]

اسلام کی نظر میں علم

علم کے بارے میں بھی اسلام خصوصی نظر و عنایت رکھتا ہے۔ کسی بھی دوسرے مکتبۂ فکر اور عقیدے میں علم اور علم کے تحصیل کو اتنی اہمیت نہیں دی گئی ہے جتنی اسلام کے انسان ساز مکتب میں۔

اسلام جس قدر علم کی قدر کرتا ہے۔ کہیں اور اس کی اتنی قدر و قیمت نہیں۔

سُورۂ مجادلہ آیت ۱۱۔۔۔۔۔۔ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○

ترجمہ:۔" اللہ تعالیٰ تم میں ایمان والوں کے اور ان لوگوں کے جن کو علم عطا ہوا ہے درجے بلند کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے"

جیسا کہ آپ جانتے ہیں، اسلام میں انسان کی بڑائی اور برتری کی بنیاد حسب نسب، مقام و اقتدار ثروت و دولت وغیرہ نہیں، زمانۂ جاہلیت کی ساری برتری اور امتیازات پیروں تلے روندے جاچکے

---

[1] عقل سے مراد وہی ہے جو امام جعفر صادقؑ نے اس سوال کے جواب میں کہ عقل کیا ہے؟ فرمایا تھا (کافی، جلد ۱، صفحہ ۱۱) کسی نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ عقل کیا ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا وہ چیز ہے جس کے وسیلے سے خدا کی عبادت کی جاتی ہے اور جنت حاصل کی جاتی ہے۔ اس شخص نے کہا: اور جو معاویہ کے پاس تھی وہ کیا چیز ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا: وہ فریب ہے، شیطنت ہے، جو عقل سے شباہت رکھتی ہے مگر عقل نہیں ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

تھے۔ علم بے شک برتری اور تشخص کا سبب بنتا ہے اور عالمان باعمل کے بڑے درجات ہیں اور ان کا احترام سارے ہی لوگوں پر واجب ہے۔

بزرگوں کا قول ہے کہ :- اَلعِلمُ دلیلُ المعرفۃ

علم معرفت پروردگار کیلئے راہنما ہے یعنی علم میں رہبری کی خاصیت ہے۔

اسلام کی نگاہ میں وجدان اخلاق

قرآن میں وجدان اخلاقی اور روز قیامت کا یکجا ذکر ہوا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے نفس لوامہ کی جو وجدان اخلاقی ہی کے معنی میں ہے، قسم کھائی ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۙ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ؕ

(قیامت ۱-۲)

ترجمہ :- "میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی اور قسم کھاتا ہوں ایسے نفس کی جو اپنے اوپر ملامت کرے۔

نفس لوامہ کا ذکر قیامت کے ساتھ کرنے میں ایک بہت ہی گہرا نکتہ پوشیدہ ہے اور وہ یہ کہ قیامت کے دن مقام، دولت، رشوت اور زور زبردستی کام نہیں آئے گی۔

سورۃ البقرآیت ۴۸ :- ...... لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْـًٔا وَّ لَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝

ترجمہ :- نہ کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے کچھ معاوضہ ادا کر سکتا ہے اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی سفارش قبول ہو سکتی ہے اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی عوض لیا جا سکتا ہے اور نہ لوگوں کی طرف داری چل سکے گی۔

وجدان اخلاق جو قرآن کی اصطلاح میں نفس لوامہ ہے۔ اس کی ضرب وتازیانہ اس انداز کا ہے کہ اس کو زور زبردستی اور حیلے بہانے سے دبایا نہیں جا سکتا۔ چنانچہ وجدان اخلاق بہترین نگہبان اور محافظ ہے اور اس طرح سے مؤثر ہے کہ گناہ کے ارتکاب سے قبل متنبہ کر دیتا ہے۔

اور دنیا اور آخرت میں گناہ ... کرتا ... اگر ... ارتکاب ... گناہ کے دوران بھی گنا ہگار

Presented by: https://jafrilibrary.com

کو معصیت سے باز رکھتا ہے۔ گناہ سے آلودہ ہونے کے بعد بھی سرزنش کرتا ہے (تاکہ توبہ کی نوبت آجائے۔ مترجم) اسی لیے اس کو نفس لوامہ کہا گیا ہے۔

وجدان اخلاقی ایک دوسرے بعد کا بھی حامل ہے۔ یعنی انسان کو نیکیوں کے انجام دینے سے پہلے، اس کے دوران اور نیکی انجام پالنے کے بعد حوصلہ افزائی کرتا ہے اور ترغیب دیتا ہے اور اس طرح شائستہ اعمال کی انجام دہی کے لیے زمین ہموار کرتا ہے۔ قرآن کی اس آیت

لَآ أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَلَآ أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ۔

میں نفس لوامہ کی جو قسم کھائی گئی ہے وہ "جہاد اکبر" میں اس عامل کی اہمیت کی دلیل ہے۔

اسلام کی نظر میں تربیت کا عنصر

اسلام میں تربیت کے عنصر کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ چنانچہ سورہ تحریم۔ آیت ۶ میں فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔

ترجمہ:۔"اے ایمان والو! تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔"

آیت شریفہ کی نظر اس بات پر ہے کہ تربیت الٰہی کے ذریعے خود کو اور اپنے متعلقین کو آتش دوزخ سے بچایا جا سکتا ہے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا (سورۂ زمر۔ آیت ۱۵)

قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ۔

ترجمہ:۔"آپ کہہ دیجئے کہ پوری طرح نقصان اٹھانے والے وہ لوگ ہیں جو اپنی جانوں سے اور اپنے متعلقین سے قیامت کے روز خسارے میں پڑے۔ یاد رکھو کہ صریح خسارہ یہی ہے۔"

یعنی روز قیامت کچھ لوگ آشکار نقصان اور شقاوت میں ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے۔ جنھوں نے دنیا میں اپنے اور اپنے [illegible] کی [illegible] اصلاح کی طرف

Presented by: https://jafrilibrary.com

توجہ نہیں دی تھی یا ان کو غلط تربیت دی تھی۔ اُوپر پیش کی ہوئی ان دونوں آیتوں سے تربیت کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

اسلام و قانون

یہ بات چھپی ہوئی نہیں ہے کہ اسلام ایک سِلسلۂ قوانین کا حامل ہے۔ یہ قوانین تمام ضروری پہلوؤں کے بارے میں مثلاً موضوعات حقوق، اجتماعی، سیاسی، اقتصادی، خاندانی اور عبادات وغیرہ سے متعلق موجود ہیں۔

ان قوانین کی پیروی اور پابندی پر قرآن نے بہت اصرار کیا ہے اور ان سے سرکشی کو ظلم قرار دیا ہے۔

وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔

(سورۃ بقرۃ۔ آیت ۲۲۹)

ترجمہ:۔ "اور جو شخص خدائی ضابطوں سے باہر نکل جائے۔ سو ایسے لوگ ظالموں میں سے ہیں۔"

خداوند تعالےٰ ظالموں کو کبھی ہدایت نہیں دیتا اور ایسے لوگ رحمت وعنایت اور ہدایت الٰہی سے محروم ہیں۔ چنانچہ اس عامل (یعنی قانون) کو بھی اسلام کی تائید حاصل ہے۔

اسلام اور قومی نگرانی

قومی نگرانی دراصل امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو ہی کہا جا سکتا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلام کے مقدس فروعِ دین میں سے ایک ہے۔

سُورۃ آلِ عمران۔ آیت ۱۱۰۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

ترجمہ:۔ "تم لوگ خیر اُمّت ہو کہ جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے۔ تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لائے ہو۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com

یعنی معاشرہ حقیقت میں اس وقت اسلامی ہوتا ہے۔ جب وہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عمل دخل ہو۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

سورۃ توبہ۔ آیت ۷۱:۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ......

ترجمہ:۔ "اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔"

اسی سے قومی نگرانی یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت روشن ہو جاتی ہے۔

ان چھ عوامل کی محدودیت

اوپر ذکر ہوا ہے کہ عقل، علم، وجدان اخلاقی تربیت، قانون اور قومی نگرانی کے ذریعے "نفس امارہ" پر کنٹرول کیا جا سکتا ہے اور اس پر نظر رکھی جا سکتی ہے۔ اسلام ان چھ عوامل کو بہت اہم سمجھتا ہے چنانچہ علمائے اسلام نے ان میں سے ہر ایک موضوع پر متعدد قیمتی کتابیں لکھی ہیں۔ اور بہت دقیق اور سودمند تحقیقات ان پر موجود ہیں۔ مگر جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا۔ ان "عوامل" کی افادیت صرف عام حالات اور غیر بحرانی دور تک محدود ہے۔ جب انسان کی داخلی جنگ شدت اختیار کر جاتی ہے اور قوائے حیوانی اور جبلت شہوانی کی سرکشی بڑھ جاتی ہے تو ان میں سے کوئی بھی یا سب ہی عوامل مل کر بھی نفس امارہ کی اس سرکشی اور طغیانی کو روک نہیں سکتے۔ جب آدمی پر غصہ سوار ہوتا ہے تو کوئی چیز اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی۔ جب بھوک ڈیرہ ڈال دیتی ہے اور حد سے بڑھ جاتی ہے تو وہ خود اپنی اولاد تک کو قربان کر دیتا ہے۔ ان حالات میں مذکورہ بالا عوامل میں سے کون سا عامل ہے جو انسان کی حفاظت کرے؟

علم کی محدودیت

کیا آج دنیا کے پاس علم نہیں ہے؟ تو پھر آخر نیتجۃ انسانیت پر ..... میزائل کیوں

Presented by: https://jafrilibrary.com

پھینکے جا رہے ہیں؟

کیا ایٹم کا ریزہ ریزہ ہونا علم میں پیش رفت کی علامت نہیں تو پھر علم کی اس پیش رفت سے انسانی اقدار کیوں مسخ ہو رہی ہیں۔ اس علمی پیش رفت کا ثمر انسانیت کو "بم" کی صورت میں ملا جو ہیروشیما اور ناگاساکی کے نہتے معصوم عوام کے سروں پر گرایا گیا کہ لاکھوں بے گناہ خون میں نہا گئے۔

یہاں افلاطون سے کہنا چاہیے کہ بے شک علم نے ایٹم کو شگافتہ کیا، مگر آدمی کے نفس امارہ کو رام نہیں کر سکا۔ انسان کی طغیانی کو نہ روک سکا۔ بلکہ الٹا اس کی خونخواری اور درندگی میں اضافہ کا باعث ہوا۔

تربیت و قانون کی محدودیت

آج تربیت و قانون متمدن دنیا کی خصوصیات میں سے ہے۔ یہاں تک کہ حیوانات تک کی مدد کے لیے قوانین وضع کئے جا چکے ہیں۔ مگر آج اس دنیا میں جہاں قانون حیوانات کی حمایت اور حفاظت کرتا ہے۔ وہاں ساتھ ساتھ افغانستان، لبنان اور ایران کے مظلوم و مجبور مسلمانوں اور دوسرے مستضعفین کے سروں پر بم برسائے جاتے ہیں۔ دنیا کے مستکبرین نہتے معصوم انسانوں کو نیست و نابود کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ قانون اور تربیت دونوں کا وجود مسلم ہے۔ مگر یہ دونوں انسان کو غارتگری اور درندگی سے روکنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ چنانچہ دوسرے عوامل کی طرح یہ دونوں عوامل بھی اپنی فعالیت میں محدود ہیں۔ اور جیسے جیسے جبلت کی سرکشی بڑھتی جاتی ہے۔ ان عوامل کے اثرات بھی کم سے کم ہوتے جاتے ہیں۔

انسان کو کنٹرول کرنے کا بنیادی عامل معاد ہے۔

متذکرہ بالا عوامل کی ایک گونہ کمزوری اور عمل کے میدان میں ان عوامل کی محدودیت کے اسباب کو "حُبِ دنیا" کی جبلت کی طغیانیوں میں تلاش کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ سارے گناہوں کی جڑ یہ "حُبِ دُنیا" میں پائی جاتی ہیں۔ اور جب یہ خواہش دنیا سرکشی کرتی ہے، تو پھر

Presented by: https://jafrilibrary.com

ہر شقی القلبی ممکن ہو جاتی ہے۔ صرف ایک ہی عامل ہے جو اس قدر طاقت ور ہے کہ ان کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اوپر بیان کیے ہوئے عوامل میں سے کسی میں بھی یہ طاقت و قوت نہیں اور یہ قوی عامل "مبداء اور معاد پر اعتقاد" ہے۔

عالم برزخ، حساب کتاب، بہشت و دوزخ پر یقین رکھنا ہی وہ بنیادی عامل ہے جو انسان کو کنٹرول کر سکتا ہے اور اس کی صحیح راستے پر ہدایت بھی کر سکتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دوسری نشست

معاد سے انکار کا سبب

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝۱ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝۲
اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝۳ بَلٰى قٰدِرِيْنَ
عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝۴ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ
اَمَامَهٗ ۝۵ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝۶

(قیامت - ۱ تا ۶)

ترجمہ: "میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی اور قسم کھاتا ہوں ایسے نفس کی جو اپنے اوپر ملامت کرے۔ کیا انسان خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں ہرگز جمع نہ کریں گے ہم ضرور جمع کریں گے۔ کیونکہ ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کی پوروں تک درست کردیں۔ بلکہ آدمی یوں چاہتا ہے کہ اپنی آئندہ زندگی میں بھی فسق و فجور کرتا رہے۔ پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا۔"

روزِ قیامت اور حساب و کتاب سے انکار اور اس کے جھٹلانے کی وجہ یہ ہے کہ انسان چاہتا ہے کہ ہر کام اپنی خواہش کے مطابق کرلے اور اس کے سامنے کسی قسم کی بھی رکاوٹ نہ ہو۔

سورۂ مبارکہ قیامت کی ابتدائی آیات مختصر طور سے اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ آدمی کا قیامت اور حساب و کتاب پر اعتقاد ہو تو وہ اس کی جبلتوں اور نفسانی خواہشات کی طغیانی کو کنٹرول کرنے میں موثر عامل کی حیثیت رکھتا ہے۔

اسی طرح سورۂ مطففین میں ہم پڑھتے ہیں کہ "اگر انسان معاد پر ظن رکھتا ہو تو اسے اپنے آپ پر کنٹرول کی طاقت میسر آجاتی ہے اور احسن طریقے سے معاد پر یقین نفسانی خواہشات پر قابو پانے کا بنیادی عامل ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝١ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ
يَسْتَوْفُوْنَ ۝٢ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝٣
اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝٤ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝٥

(سورہ مطففین آیت ۱ تا ۵)

ترجمہ:- بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔ کیا ان لوگوں کو اس کا یقین نہیں ہے کہ وہ ایک بڑے سخت دن میں زندہ کر کے اُٹھائے جائیں گے۔"

بے شک صرف تاجر ہی اس آیت مبارکہ کے مصداق نہیں ہیں۔ بلکہ ہر وہ منتظم اور ذمہ دار شخص جو اپنے فرائض پر عمل نہیں کرتا۔ وہ تمام لوگ جو اپنا حق تو لے لیتے ہیں، مگر اس کے عوض ضروری کام انجام نہیں دیتے۔ ان پر بھی اس آیت کا حکم صادق آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص جانکنی کی سختی پر ایمان رکھتا ہو، جو حیات اُخروی کا اولین مرحلہ ہوتا ہے۔ وہ کبھی سرکشی نہیں کرے گا۔ یہاں جانکنی کی دو مثالیں بیان کرتا ہوں۔ تاکہ موت کی سختی کا اندازہ ہو سکے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

پہلی مثال

لقاء اللہ نامی کتاب میں ذکر ہے کہ حضرت سلمان سے ایک قریب المرگ شخص نے قبض رُوح اور جانکنی کی کیفیت اس طرح بیان کی۔

"اے سلمان اگر میرے جسم کو قینچی سے کاٹا جاتا اور میری ہڈیوں کو آرے سے چیرا جاتا تو یہ بات ہماری جانکنی کی کیفیت سے آسان ہوتی۔ جبکہ میں اہل خیر و سعادت میں شمار ہوتا ہوں۔ کہنے لگا کہ موت کے وقت میں نے ایک تنو مند شخص کو زمین و آسمان کے بیچ میں دیکھا کہ خشمگیں نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا ہے۔ جیسے ہی اس نے میری آنکھوں، کان اور زبان کی طرف اشارہ کیا میں اندھا، بہرا اور گونگا ہو گیا۔ اس کے باوجود کہ موت کے فرشتے نے مجھے خوشخبری دی کہ میں نیک لوگوں میں سے ہوں۔ مگر وہ شخص میرے قریب ہوتا گیا اور میرے ہر ہر عضو سے رُوح قبض کرنا شروع کی۔ میں نے محسوس کیا گویا میں آسمان سے زمین پر پٹخ دیا گیا۔ آخر کار [illegible] پہنچا اور میری

Presented by: https://jafrilibrary.com

رُوح یکبارگی بدن سے کھینچ لی۔ اگر یہ موت کسی پہاڑ پر واقع ہوتی تو وہ ریزہ ریزہ ہو چکا ہوتا۔

دوسری مثال

شیخ مفیدؒ حضرت امام جعفر صادقؑ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں۔
جب اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ کسی فاجر کی رُوح قبض کرائے تو موت کے فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُس دشمن خدا کے پاس جائے اور اسکی خبیث رُوح قبض کر کے دوزخ میں ڈال دے۔ اس وقت فرشتۂ موت پرہیبت اور خشمناک چہرے کے ساتھ پہنچتا ہے اس کی سانس آگ کے شعلے لگتی ہے۔ آنکھوں سے بجلی کے کوندے نکلتے ہیں۔ اور آواز بجلی کی کڑک کی مانند ہوتی ہے سر اُس کا آسمان میں اور پیر ہوا میں۔ ایک پیر مشرق میں دوسرا مغرب میں۔ ا۔۔ یں لرزتا ہے۔ پانچ سو فرشتے اس کے ساتھ ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں آتشیں تازیانہ ہے۔ یہ سارے آتش دوزخ کا ایک حصہ ساتھ لیے اس فاجر کے قریب آتے ہیں۔ اُس کے گلے میں شراب دوزخ انڈیلتے ہیں۔ عقل اُس کی ماؤف ہو جاتی ہے۔ نالہ و فریاد شروع کر دیتا ہے۔ گڑگڑا کر کہتا ہے: "مجھے دنیا میں واپس بھیج دیں۔" جواب ملتا ہے کہ ہرگز نہیں۔ دُنیا میں واپسی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ملک الموت اس کے بدن میں سیخ ڈال کر اس کے پیر سے رُوح نکالنا شروع کرتا ہے۔ جب اُس کی رُوح زانو تک پہنچتی ہے تو فرشتہ موت الگ کھڑا ہو کر اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے۔ کہ اُس کو تازیانے مارو تاکہ جانکنی کی سختی کا اندازہ کرے۔ جب رُوح گلے تک پہنچ جاتی ہے تو اُس کو کوڑے لگاتے ہیں اور ان آیاتِ الٰہی کی تلاوت کرتے ہیں۔

أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ ۖ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٩٣﴾ (سُورۂ انعام آیت ۹۳)

ترجمہ:۔ "ہاں اپنی جانیں نکالو۔ آج تم کو ذلّت کی سزا دی جائے گی۔ اُس سبب سے کہ تم اللہ تعالےٰ کے خلاف جھوٹی باتیں بکتے تھے اور تم اللہ تعالےٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com

اس کی جان نکال لینے کے بعد اس کے جسم پر ہتھوڑے مارتے ہیں اور اس کی ہڈیوں کو چور چور کر دیتے ہیں۔ اس وقت تعفن اس کے بدن سے خارج ہونے لگتا ہے، جس سے آسمان والے آزردہ ہو جاتے ہیں اور خداوند تعالیٰ نے جس فاجر پر لعنت کی ہے۔ اس شخص کی نفرین کرنے لگتے ہیں

ہم قوانین الٰہی سے رُوگردانی کیوں کرتے ہیں

اگر ہم اس قسم کی روایات پر تھوڑی بھی توجہ دیں تو انسان اپنے آپے میں آجائے اور اپنی نفسانی خواہشات کی سرکشی سے باز آجائے۔ جب اس قسم کی باتوں کے وقوع پذیر ہونے کا خیال آئے تو وہ ہوا و ہوس کی پیروی چھوڑ دے۔ مگر یہ بھی سوال ذہن میں اُبھرتا ہے کہ آخر دنیا میں اس قدر علم اور فرمان باری تعالیٰ کی مخالفت کیوں موجود ہے؟ جواب آسان ہے۔ چونکہ لوگوں کا روز قیامت پر یقین نہیں ہے۔ یقین و علم دو مختلف چیزیں ہیں، علم جاننا ہے۔ جبکہ یقین کسی چیز پر اطمینان قلبی پیدا کرنے کا نام ہے۔

علم کی قسمیں

ا۔ ایک وہ علم جو عقل سے مربوط ہے۔ جیسے تفکرات عقلی اور فلسفیانہ براہین اور دلائل، اس قسم کی مثال وہ دلائل و براہین ہیں جو قیامت کے اثبات کے لیے پیش کیے جائیں۔ قیامت کا علم اور اثبات قیامت کے لیے عقلی دلائل اگرچہ ضروری ہیں۔ مگر قربت الٰہی کے سفر میں چنداں معاون نہیں، اس لیے کہ صرف علم انسان کو کنٹرول نہیں کر سکتا۔

ب۔ وہ علم جو دل سے مربوط ہے، جس کو معرفت بھی کہتے ہیں۔ پہلی قسم کی طرح یہ تعلیم اور تعلّم کے ذریعے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ ذوقی اور معنوی ہے اور اس کا حصول صرف عمل کے ذریعے ممکن ہے۔ یہ علم انوار الہیہ کی ضیا ہے اور اسی کو "یقین" کہتے ہیں۔ گویا قلب سے جو مشاہدہ کیا جائے اس کو یقین کہتے ہیں، آنکھوں کے مشاہدے کو نہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

امام زین العابدین کے کلام میں "یقین"

ابوحمزہ ثمالی کی دُعا میں ہم پڑھتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا تُبَاشِرُ بِهٖ قَلْبِیْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَنْ يُّصِيْبَنِیْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِیْ وَرَضِّنِیْ مِنَ الْعَيْشِ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ (مفاتیح الجنان)

بارِ الٰہا مجھے ایسا ایمان عطا فرما جو ہمیشہ قلب میں برقرار رہے اور یقین کامل عطا فرما تا کہ میں جان لوں کہ جو کچھ تیرے قلمِ تقدیر نے لکھا ہے۔ اس کے علاوہ مجھ تک کچھ اور نہیں پہنچے گا۔ اور جو کچھ تو نے میری قسمت میں لکھا۔ اس پر ہم کو راضی رکھ اے ارحم الراحمین!

امام سجاد علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے عقل نہیں یقین قلبی مانگ رہے ہیں۔ چنانچہ یہ دل ہے جو انسان کو عمل پر آمادہ کرتا ہے اور اس کے لیے مفید و کار آمد ہے، محض قیامت کا علم ہونا کافی نہیں۔

موت سے غفلت

ذہنوں سے قبر میں پہلی تنہائی کی رات، قیامت اور صف محشر کا محو ہونا انسان کو خود اپنے آپ میں مشغول رکھتا ہے۔ اس کیفیت سے اس وقت جاگتا ہے۔ جب قبر میں اپنے آپ کو پاتا ہے۔ "اَلنَّاسُ نِيَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا انْتَبَهُوْا" (علم الیقین)

قرآن کی زبان میں یہ کیفیت اس طرح بیان ہوئی ہے۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ① حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ② كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ③ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ④ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ⑤ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ⑥ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ⑦ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ⑧

(تکاثر۔ ۱ تا ۸)

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ :۔ زیادہ سے زیادہ مال حاصل کرنے کی فکر نے تم کو غافل کر رکھا ہے۔ یہاں تک کہ تم قبرستانوں میں پہنچ جاتے ہو۔ ہرگز نہیں، تم کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ پھر ہرگز نہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ اگر تم یقینی طور پر مان لیتے۔ تو تمہاری حالت یہ نہ ہوتی اور اللہ تم لوگ ضرور دوزخ کو دیکھو گے۔ پھر واللہ تم لوگ اسکو بالکل یقین کیساتھ دیکھ لو گے۔ اس روز تم سب سے نعمتوں کی باز پرس ہوگی۔

اگر انسان غافل نہ ہو اور قیامت، موت کے بعد کے حوادث، احوال قبر و برزخ پر ہلکا سا بھی یقین رکھے تو اپنی نفسانی خواہشات کی سرکشی سے باز رہے تاکہ روز قیامت جب زبانی نعمتوں اور ولایت اہل بیتؑ عصمت و طہارت اور امن و سلامتی اور عقل کے بارے میں پرسش ہو تو شرمندہ نہ ہو۔

حکایت

ایک واقعہ بیان ہوا ہے کہ ایک شہر میں قحط پڑ گیا۔ لوگ کسمپرسی کی حالت میں مرنے لگے۔ اس قحط میں ایک مومن خاتون سیدہ بھی اپنے بچوں کے ساتھ مبتلا تھی۔ ایک رات جب اپنے بچوں کو بھوک سے جاں بلب دیکھا تو ایک لوہار سے مدد مانگی۔ اس لوہار نے اس عورت سے ایک غلط فرمائش کر دی۔ عورت غصے میں واپس گھر چلی گئی۔ دوسری رات پھر بچوں کی غیر حالت دیکھ کر مجبوراً اس لوہار کے پاس گئی۔ اس دفعہ پھر وہی تقاضا ہوا۔ تیسری رات جب بچوں میں زندگی کی ذرا بھی رمق باقی نہ رہی تھی۔ مجبور ہوئی کہ دوبارہ لوہار کی منت سماجت کرے۔ اب بھی لوہار کی وہی ضد تھی۔ مجبور ہو کر عورت نے کہا کہ ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ ایسی جگہ ہم دونوں چلیں، جہاں کوئی تیسرا نہ ہو۔

لوہار جس کا نفس شیطانی سرکشی پر آمادہ تھا اور ایمان اس کے دل میں باقی نہ رہا تھا، یہ سن کر خوش ہو گیا۔ اس عورت کو اپنے گھر لے گیا۔ یکایک عورت سر سے پیر تک کانپنے لگی اور لوہار سے کہنے لگی تو نے وہ شرط کیوں نہیں پوری کی۔

لوہار نے تعجب سے پوچھا، میرے اور تیرے سوا یہاں کون ہے؟

عورت بولی میرے اور تیرے علاوہ یہاں خدا حاضر و شاہد و ناظر ہے۔ اور ہم دونوں کے ساتھ دو دو مقرب فرشتے موجود ہیں جو ہمارے اعمال کو لکھتے جاتے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ۔

(سورۂ ق آیت ۱۸)

یہ سن کر یکلخت اس شخص کی آتش شہوت سرد پڑ گئی، بدن لرزنے لگا۔ اپنی فرمائش پر نادم ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی اور توبہ کی۔

مومن خاتون نے اس کے لیے دعا کی۔ جس طرح تو نے شہوت کی آگ ٹھنڈی کی اسی طرح دنیا اور آخرت کی آگ تجھ پر ٹھنڈی ہو جائے۔

لکھا ہے کہ اس کے بعد وہ لوہار جب بھی بھٹی سے سرخ لوہا نکالتا تو اپنے ہاتھوں سے پکڑتا اور اس کو کوئی گزند نہ پہنچتا۔

یہ مبدا اور معاد پر یقین کا نتیجہ ہے اور جبلت مذہبی، ایمان اور خداوند تعالیٰ اور روز جزا پر ایمان کے علاوہ کوئی چیز انسان کو قابو میں نہیں رکھ سکتی۔

مکی سورتوں میں معاد کا ذکر

مکے میں جو آیتیں نازل ہوئیں وہ اسلام کی تعلیم کی اساس کا درجہ رکھتی ہیں۔ اس لیے ان میں قیامت، معاد، بہشت و دوزخ کا ذکر زیادہ ہے۔ جہنم کے عذاب کو بیان کیا گیا ہے اور صف محشر اور وہاں کی رسوائیوں کا بیان ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکے میں اسلام کی بنا رکھی اور اس کام کے لیے معاد سے مدد لی۔

حصول یقین

جیسا کہ میں نے عرض کیا، فلسفے کی کتابوں، تفسیر اور روایات پڑھنے سے معاد کا علم ہوتا ہے۔ مگر بنیادی کام اس کے ذریعے نہیں ہوتا اور وہ قیامت، روز جزا اور بہشت و جہنم پر یقین ہے۔ یہ یقین پڑھنے پڑھانے، کلاس اور درس کے ذریعے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف عمل سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ یقین بروقت خضوع وخشوع سے نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے سے ربط رکھتا ہے۔ جس روزے سے یقین پیدا ہو۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ روزہ دار اپنے آپ کو رضائے حق تعالیٰ کی ہر ہر مخالفت سے باز رکھتا ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں روزہ دار کے کان، آنکھیں

Presented by: https://jafrilibrary.com

زبان، دل، قلب اور ضمیر سب ہی روزہ سے ہوتے ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ غیر باری تعالیٰ سے دوری اختیار کرتا ہے۔ ایسی ہی روزوں کے بعد حقیقی "عید" آتی ہے۔ اس "عید" کی حقیقت و برکت یہ ہے کہ انسان توحید افعالی اور معاد پر یقین اور اس کی معرفت پیدا کر چکا ہوتا ہے۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

(سورہ بقرۃ۔ آیت ۱۸۳)

یعنی اگر انسان صحیح طور پر ایک مہینہ روزہ رکھے اور تمام اعضاء یہاں تک کہ نیتیں قلب اور اس کی سوچ تک روزے سے ہوں تو اس کے اندر پرہیزگاری کا ملکہ پیدا ہو جائے گا۔ اور اس روزے کی عید در حقیقت معاد کی معرفت اور اس پر یقین ہو گا۔

اسی طرح آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھنا اور دعاؤں مثلاً افتتاح، ابو حمزہ، خمسہ عشر، شعبانیہ کمیل، ندبہ وغیرہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنا۔ دل کو نورانی کرنے کا اور قلب میں یقین پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔

امام زمان علیہ السلام کے سپاہی کی حیثیت سے آپ پر لازم ہے کہ آپ گناہ سے دور ہوں اور یقین کو اپنے قلب میں جگہ دیں اور ساتھ ساتھ اس آیت شریفہ کی بھی تلاوت کرتے ہیں

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

(توبہ۔ ۱۰۵)

یاد رکھیں کہ ہر وقت آپ اللہ تعالیٰ، پیغمبر اکرم، ائمہ طاہرینؑ مع امام زمان علیہ السلام کے حضور میں حاضر ہیں۔ اس بات کی حرمت نگاہ میں رکھنی از بس ضروری ہے۔ اس کو ہر وقت نگاہ میں رکھنے کے لیے علماء علم اخلاق و سیر و سلوک نے مشارطہ، مراقبہ، محاسبہ، اور معاقبہ و معاتبہ کا حکم دیا ہے۔ جن کا مختصراً یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

مشارطہ

مومن صبح سویرے اُٹھ کر نوافل اور فرائض کو انجام دینے کے بعد کچھ دیر کے لیے خاموش بیٹھ کر اپنے نفس سے مشارطہ کرے۔ یعنی موت اور اس کے بعد کے سلسلوں کو یاد کرے۔ موت کے بعد کی سختیوں، ناقابلِ برداشت عذاب، برزخ کے گرز ہائے آتشیں جو اعمال بد اور گناہوں کی پاداش ہیں، ان پر غور کرے۔ اسی طرح اپنے جسم کے تمام اعضاء خصوصاً آنکھ، کان اور زبان کا "مشارطہ" کرے اور ان کو گناہوں سے دُور رکھے تاکہ اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر قدم رکھے اور دُنیا کی سعادت اور نجاتِ آخرت حاصل ہو۔

مراقبہ

مومن کے لیے صراطِ مستقیم پر چلنے کے لیے دوسرا رُکن "مراقبہ" ہے۔ یعنی انسان اس بات کا یقین پیدا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اعمال پر نظر رکھ رہا ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا"

"بے شک خدا تمہارے اعمال پر نظر رکھے ہوئے ہے"

اگر انسان کو اس بات پر یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے احاطۂ علم میں تمام عالم موجودات ہے اور سارے اسرار اور ضمائر اور چھپی ہوئی نیتوں کو وہ کاملاً جانتا ہے تو وہ شخص اپنے اعمال و کردار پر ضرور ہر وقت نگاہ رکھے گا۔

کہتے ہیں کہ ایک ولی اللہ سے کسی نے سوال کیا! "کیا کروں کہ کسی نامحرم پر نگاہ ڈالنے سے باز رہوں" اس ولی اللہ نے جواب دیا "جان لو کہ اس سے پیشتر کہ تمہاری آنکھ کسی نامحرم کو دیکھے کوئی اور تم کو دیکھ رہا ہے۔"

محاسبہ

وہ لوگ جو قربِ الٰہی کے اور دُنیا اور آخرت میں نجات کے خواہشمند ہیں۔ ان کو چاہیے کہ رات کے وقت بلکہ ہر وقت اپنے اعمال، رفتار، گفتار کا محاسبہ کرتے رہیں۔ اور ہمیشہ اپنے

Presented by: https://jafrilibrary.com

روزانہ کے کاموں کو نگاہ میں رکھیں۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ۔ فرمایا۔

لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یُحَاسِبْ نَفْسَہٗ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ

"وہ ہم میں سے نہیں جو روزانہ اپنے نفس کا محاسبہ نہ کرتا ہو"

معاتبہ و معاقبہ

معاتبہ یہ ہے کہ اگر انسان محاسبے کے بعد گناہ کے سرزد ہونے کا ادراک کرے تو اپنے نفس کو موردِ عتاب قرار دے اور "مشارطہ" کرے۔ اپنے آپ کی سرزنش کرے کہ کیوں سرکشی کی اور عزم و ارادے کو کیوں توڑا اور حدود اللہ سے تجاوز کیا۔ اپنے نفس سے کہے کہ اے نفس تو نے ہم کو اللہ اور اس کے رسولؐ اور ائمہ طاہرینؑ کے سامنے کیوں روسیاہ کیا؟ میرے قلب پر سیاہ نقطہ کیوں ڈال دیا؟ مجھے آتشِ جہنم سہنے کی طاقت اور اس سے بھی بڑھ کر اپنے رب کے سامنے شرمندگی کی تاب نہیں۔

اس ملامت اور معاتبہ کو اس قدر طول دے کہ گناہ کے آثار مٹنے لگیں۔ معاتبہ، کے بعد معاقبہ آتا ہے۔ یعنی اگر نفس پر یہ عتاب کارگر نہ ہو تو اس کا معاقبہ کریں اور ہر گناہ کا عقوبت کے ذریعے تدارک کریں۔ مثلاً اگر کسی کی غیبت کی تھی تو خود سے عہد کرے کہ کچھ روز تک غیر ضروری باتوں اور گفتگو سے پرہیز کریں گے یا اگر پرخوری اور شکم پرستی کا مرتکب ہوا ہے تو چند روز روزہ رکھے۔

امید ہے کہ مندرجہ بالا امور پر مسلسل عمل کرنے سے عالم معنیٰ اور عالم ملکوت کے دروازے ہمارے دلوں پر کھل جائیں گے اور ہمارے قلب پر انوارِ الٰہی کی ضیاء کی بارش ہونے لگے گی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

تیسری نشست

موت دراصل منتقل ہونا ہے

قرآن کی نظر میں اور روایات اہل بیت اور فلاسفۂ الٰہی کے کہنے کے مطابق موت فنا اور عدم نہیں ہے۔ بلکہ انسان کا اپنی ایک نشوونما سے دوسری نشوونما کی طرف انتقال ہے۔

اس دنیا میں جب انسان آنکھ کھولتا ہے تو اس کو تولد کہتے ہیں، اسی طرح اس دُنیا سے دوسری دُنیا کی طرف انتقال کو موت کہتے ہیں۔ اس حساب سے تولد اور موت میں کوئی فرق نہیں یہ دونوں منتقل ایک ناقص مرتبے سے کامل ترتبے کی طرف انتقال ہے اور یہ انتقال انسان اور تمام موجودات میں ہر لحظہ نظر آتا ہے۔[1]

قرآن اور روایات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ موت نیستی اور نابودی کا نام نہیں، بلکہ اس جہان سے دوسرے جہان کی طرف اور ایک نشوونما کے مرحلے سے دوسری نشوونما کے مرحلے کی طرف بڑھنا ہے۔ یعنی اس حرکت اور انتقال سے انسان کو کوئی ضرر یا نقصان نہیں پہنچتا اور اس سے کوئی چیز کم نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ حرکت اور انتقال اس میں کمال اور ترقی پیدا کرتی ہے۔

موت دراصل پیدائش ہے

انسان کی موت بچے کی پیدائش کی شکل ہے۔ دنیا اپنی تمام وسعت و زیبائش اور اپنے

---

[1] شیخ الرئیس ابو علی ابن سینا اپنی کتاب "شفا" میں کہتے ہیں: "انسان کو ایک بار سے زیادہ نہیں دیکھا جا سکتا"۔ یعنی انسان مسلسل سفر میں ہے اور دوسری مرتبہ جب انسان پر نظر پڑتی ہے تو وہ پہلے جیسا انسان نہیں ہوتا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

تمام حسن وجمال کے باوجود حقیقت عالم آخرت کے مقابلے میں شکم مادر کے جیسی ہے اور جس طرح بچہ جب تک دُنیا میں قدم نہیں رکھتا جہانِ خارجی سے واقف نہیں ہوتا اسیطرح عام طور سے انسان بھی مرتے دم تک عالم آخرت سے بیگانہ رہتا ہے۔

قرآن سورۂ آل عمران آیت ۱۳۳ میں فرماتا ہے:

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ لا اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ (آل عمران ۱۳۳)

ترجمہ:- "اور دوڑو اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف سے اور جنت کی طرف جس کی وسعت ایسی ہے جیسے سب آسمان اور زمین - وہ تیار کی گئی ہے۔ خدا سے ڈرنے والوں کے لیے"

مگر کیا انسان اس بات کا شعور رکھتا ہے کہ جو لذیذ غذا وہ اس دُنیا میں کھاتا ہے آخرت میں متقی لوگوں کے طعام کے مقابلے میں اُس کثیف خون کی مانند ہے جو بچہ شکم مادر میں کھاتا ہے۔ (اور اس سے نشو ونما پاتا ہے - مترجم)

جس طرح بچہ جب تک شکم مادر میں رہتا ہے حقیقتِ دنیا سے واقف نہیں ہو سکتا اور اس کو نہیں بتایا جا سکتا کہ خورشید، چاند، ستارے، کہکشاں، سر بلند پہاڑ، خوبصورت جنگل اور زندگی بخش آبشار کس طرح کے ہیں، اسی طرح ہم انسانوں کو آخرت وبہشت وجہنم کی حقیقت کی تفہیم ممکن نہیں، سوائے اس کے کہ اس کا کچھ کچھ اندازہ کیا جا سکے۔ کیونکہ آخرت کی حقیقت ایسی حیرت انگیز ہے کہ نہ وہاں کا خورشید یہاں جیسا خورشید ہے، نہ وہاں کی فضا دُنیا کی جیسی فضا ہے اور نہ وہاں کی غذا نہ مشروبات بلکہ وہاں کا عالم حقیقی زندگی اور حیات جاودان ہے۔

لذاتِ بہشتی

شرح "دُعائے سحر" میں امام خمینی فرماتے ہیں۔

مشائخ ارباب معرفت رضوان اللہ علیہ میں سے ایک سے میں نے سُنا کہ فرما رہے تھے ایک گھونٹ پانی جو بہشت میں پیا جاتا ہے۔ اس میں ہر قسم کی لذات ہوتی ہیں۔ یعنی سماعت کی

Presented by: https://jafrilibrary.com

لذت مثل دل نشیں راگ اور موسیقی اور وہ لذات بھی جو آنکھ سے متعلق ہیں۔ جیسے خوبصورت حسین اور رنگین صورتوں اور چیزوں پر نظر پڑنا۔ اسی طرح دیگر حواس بھی لذتوں سے بہرہ مند ہوتے ہیں اور لذت اُٹھاتے ہیں۔

عالم آخرت عالم جمع الجمعی ہے۔ [1]

سورۃ سجدہ۔ آیت ۱۷۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾

"سو کسی شخص کو خبر نہیں کہ آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا کیا سامان ایسے لوگوں کے لیے خزانۂ غیب میں مستور ہے۔"

موت ارتقاء کا ایک مرحلہ ہے

وہ نطفہ جو شکم مادر میں "علقہ" بن گیا وہ ایک برتر مرحلے پر پہنچ گیا اور وجود کا ایک بہتر لباس اس کو پہنا دیا گیا۔ جب یہ "علقہ" "مضغہ" میں تبدیل ہوا تو اس میں کسی چیز کی کمی نہیں ہوئی بلکہ وہ بالاتر مرحلے پر پہنچا دیا گیا ہے۔ اسی طرح یہ جنین دوسرے بالاتر مراحل کو طے کرتا ہے۔ تاکہ دُنیا میں قدم رکھ سکے۔ اس تولد اور پیدائش کے مرحلے میں بھی اس میں کوئی کمی نہیں واقع ہوئی۔ بلکہ حقیقت میں نطفہ سے شروع ہو کر بالاترین مرحلے پر پہنچ گیا ہے۔ موت کا بھی ایسا ہی سلسلہ ہے یعنی جب انسان دار دُنیا سے رحلت کرتا ہے اور ابدی زندگی کی طرف دوڑتا ہے تو کوئی چیز نہیں گنواتا اور اس میں کوئی کمی نہیں واقع ہوتی۔ وہ کامل تر مرحلے میں قدم رکھتا ہے۔

---

[1] روز قیامت تمام اعضاء و جوارح کے لیے ایک حکم ہوگا۔ یعنی ہر عضو جو کسی نعمت سے بہرہ مند ہوگا باقی اعضاء بھی اس سے لذت اٹھائیں گے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

سرائے جاوید

شکم مادر میں جنین کے آنکھ، کان، ہاتھ پیر وغیرہ سب ہی ہوتے ہیں۔ مگر وہ ان میں سے ایک سے بھی استفادہ نہیں کرتا۔ اس نکتے سے یہ واضح ہو سکتا ہے کہ وہ اس لیے خلق نہیں ہوا کہ ہمیشہ شکم مادر میں رہے۔ بلکہ دوسری دنیا کے لیے خلق ہوا ہے۔ جہاں وہ اس آنکھ، کان، ہاتھ پیر سے کام لے سکے۔ اسی طرح پیدائش کے بعد سے بچہ جب رشد کی طرف بڑھتا ہے تو اس میں وہ چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں جو یقیناً اس دُنیا کے کام کی نہیں۔ ان میں سے ایک فطری رجحان "زندگی جاوید" کا بھی ہوتا ہے۔ مگر وہ لوگ جو موت کو فنا اور نابودی سمجھتے ہیں، موت سے ڈرتے ہیں۔

اسی طرح انسان چاہتا ہے کہ لذات میں بے لطفی کا عنصر نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ دنیا میں اس کا امکان نہیں۔ مادی دُنیا میں تضادات ہیں اور ضدین موجود ہیں۔ جب تک انسان اپنی بہت سی خواہشات کو قربان نہ کرے۔ معاشرے میں اجتماعی زندگی نہیں گذار سکتا مثال کے طور پر تاہلی زندگی، بیوی بچے ہونا آرام و سکون لاتا ہے۔ مگر ساتھ ساتھ انسان بہت سی ذمہ داریوں کا بوجھ بھی اپنے سر لے لیتا ہے ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ بچے کی صحیح تربیت ماں باپ کو بوڑھا کر دیتی ہے۔ غرض کہ دُنیا میں آرام چین اور سکونِ مطلق کی زندگی ممکن نہیں۔ دُنیا میں صحت و سلامتی اور لذتوں کے ساتھ رنج و آلام بھی ہیں اس نکتے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ساری خواہشات اور جبلتیں اس دنیا سے مربوط اور محدود نہیں اور ساری صلاحیتیں اس دنیا میں قوۃ سے فعل میں تبدیل نہیں ہو پاتیں۔ چنانچہ ایک عالم ابدی اور جاوید ہونا چاہیئے کہ جہاں لذتوں کے ساتھ رنج اور آسانیوں کے ساتھ بے لطفی نہ ہو۔ ایسی جگہ کہ جہاں کی زندگی مطلق اور کامل ہو۔

موت سے ڈرنے کی وجہ

۱۔ جہالت

انسان جب موت کی حقیقت سے واقف نہ ہو اور اس کو فنا اور خاتمہ سمجھتا ہو تو موت سے ڈرنے لگتا ہے۔ مگر جیسے ہی کہ موت کی حقیقت اس پر آشکار ہو جاتی ہے اور اس پر پورا

Presented by: https://jafrilibrary.com

یقین آجاتا ہے تو موت کا ڈر اس کے دل سے نکل جاتا ہے۔ اب وہ موت کو پسند کرنے لگتا ہے۔
امیرالمومنین علیہ السلام جن کے سامنے کی حقیقت واضح اور روشن طریقے سے نمایاں تھی فرماتے ہیں:۔

وَاللہِ لَابْنُ اَبِی طَالِبٍ اٰنَسُ بِالْمَوْتِ مِنَ الطِّفْلِ بِثَدْیِ اُمِّہٖ۔ (نہج البلاغہ)

"خدا کی قسم ابن ابی طالب کو موت سے اس سے زیادہ انس ہے جتنا بچے کو ماں کے دودھ سے ہوتا ہے"

حضرت علیؑ مومنوں کے بارے میں کہ ان کو موت سے کس قدر لگاؤ ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

لَوْلَا الْاَجَلُ الَّذِیْ کَتَبَ اللہُ عَلَیْھِمْ لَمْ تَسْتَقِرَّ اَرْوَاحُھُمْ فِیْ اَجْسَادِھِمْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ شَوْقًا اِلَی الثَّوَابِ وَخَوْفًا مِنَ الْعِقَابِ

(نہج البلاغہ)

"اگر خداوند تعالےٰ نے ان (متقی) لوگوں کے لیے دنیا میں اجل اور ایک مدت مقرر نہ کی ہوتی تو ثواب کے شوق میں اور عذاب کے خوف سے ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی ان کی روح ان کے بدنوں میں نہ ٹھہرتی"

ب۔ دنیا سے دلبستگی

بعض اوقات انسان کا دنیا سے لگاؤ، موت سے خوف کا سبب ہوتا ہے جس نے اپنی ساری عمر جسم کی پرورش میں صرف کردی وہ شخص موت کے وقت جب اس کی روح دوسرے جہان پرواز کر رہی ہوتی ہے انتہا مایوس ہوتا ہے۔ اس لیے کہ وہ خواہشات کے دلدل میں پھنسا رہا ہے اور جہان نو سے جہاں اس کو اب جانا ہے قطعی ناآشنا رہا ہے۔ اسی دُنیا کو اپنی حقیقی منزل سمجھتا رہا ہے اور یہاں ہی اس نے دل لگا لیا ہے۔ چنانچہ مرتے وقت اس کا بُرا حال ہوتا ہے قرآن اس کا حال اس طرح بیان فرماتا ہے۔

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰہُ بِھَا وَلٰکِنَّہٗۤ اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ ھَوٰىہُ ۚ فَمَثَلُہٗ کَمَثَلِ الْکَلْبِ ۚ (اعراف۔ ۱۷۶)

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ:۔ "اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے لیکن وہ تو دُنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا۔ سو اس کی حالت کتّے کی سی ہو گئی۔"

ہم اگر اس دُنیا میں اپنا رشتہ عالم آخرت سے مضبوط کر لیں۔ پروردگار سے محبت اور تعلق قائم کریں اور ساکنانِ حرمِ قدسِ الٰہی سے آشنا ہو جائیں۔ اہل بیتؑ عصمت و طہارت سے تمسک پیدا کر لیں اور اپنی ساری توانائیاں صرف دنیا کے لیے نہ خرچ کر ڈالیں تو یقیناً شوق و اشتیاق فراوان کے ساتھ اگلے جہان میں منتقل ہو جائیں اور اپنے محلِ قدس کی طرف پرواز کر جائیں۔ نہ صرف یہ کہ موت سے نہ ڈریں۔ بلکہ موت ہمارے لیے شہد سے بھی شیریں ہو جائے۔

مُرغِ دلم طائری است قدسی عرش آشیاں
از قفسِ تن ملول سیر شدہ از جہاں

از درِ آن خاکدان چون بپرد مُرغِ ما
باز نشیمن کند بر درِ آن گلستان

چوں بپرد از جہان، سدرہ بود جای او
تکیہ گہ باز ما کنگرۂ عرش دان

سایۂ دولت فتد بر سرِ عالم ھمی
گر بکند مُرغِ ما بال و پری در جہاں

عالمِ علوی بود جلوہ گہ مُرغِ ما!
آبخور او بُود گلشن باغ جناں

ہمارے اُستاد بزرگوار، رہبرِ عظیم الشان انقلاب امام خمینی، مسلسل کہتے رہے ہیں۔ کہ دلوں سے وابستگیوں کو نکال ڈالیئے۔ دُنیا سے دل مت لگائیے۔ دولت، اقتدار اور سارے دنیوی تعلقات سے چشم پوشی اور دوری اختیار کیجیئے۔ اگر دل دنیا میں لگا رہا تو موت کے وقت اور جان جان آفرین کے سپرد کرنے کے وقت بہت دشواری پیش آئے گی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ اثْنَانِ اتِّبَاعُ الْهَوَى وَطُولُ

الامل فاما اتباع الھوٰی فیصد عن الحق و اما طول الامل ینسی الاخرۃ۔

" ساری چیزوں سے زیادہ تمہارے لیے ہم دو چیزوں سے ڈرتے ہیں۔ ہوا و ہوس کی پیروی اور آرزوئے دراز۔ پیروی ہوا و ہوس اللہ تعالیٰ سے رُوگردانی کا باعث ہوتی ہے اور دراز آرزوئیں آخرت کو بھول جانے کا سبب ہوتی ہیں۔"

ج۔ توشہ آخرت کا جمع نہ ہونا

تیسری وجہ موت سے ڈرنے کی یہ ہوتی ہے کہ ہم نے سفرِ آخرت کے لیے توشہ تیار نہیں کیا ہوتا ہے۔ نیک عمل ہمارے ساتھ ہوتے نہیں کہ ہماری نجات کا باعث بنیں۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ (جمعہ ۶-۷)

ترجمہ :- "آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اے یہودیو! اگر تمہارا یہ دعوٰی ہے کہ تم بلا شرکت غیرے اللہ کے مقبول ہو تو تم موت کی تمنا کرو۔ اگر تم سچے ہو لیکن وہ کبھی اس کی تمنا نہ کریں گے۔ بوجہ ان اعمال کے جو اپنے ہاتھوں کر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو خوب اطلاع ہے ان ظالموں کے حال کی۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چوتھی نشست

معاد
کے
حقیقی ہونے کے ثبوت

جو شخص مومن اللہ تعالیٰ کے وجود کا اقرار کرتا ہے وہ معاد پر بھی اعتقاد رکھتا۔ کوئی ایسا شخص مومن نہیں ہو سکتا جو مبدا کا معتقد ہو لیکن معاد کا انکار کرتا ہو۔ معاد کے حقیقی ہونے کے بہت سے ثبوت موجود ہیں۔ مگر چونکہ ہماری بحث قرآن کے اردگرد گھوم رہی ہے۔ اس لیے ہم صرف ایسے دلائل کی طرف اشارہ کریں گے۔ جو قرآن شریف سے اخذ کیے گئے ہوں۔

فطرت

روزِ جزا کے ثبوت میں سے جو دلائل ہم پیش کر سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک دلیل فطرت ہے۔ یعنی اگر انسان اپنے آپ کو خرافات اور فضول مصروفیات اور لایعنی اصطلاحات سے خالی کرلے تو لازماً اپنے مبداء کی طرف پہنچے گا اور وہاں سے معاد کی طرف۔

"فطرت" یعنی علم کے مقابلے میں "حاصل" ہونا "علم" جاننا ہے۔ ایک شخص جو ہمارے سامنے بیٹھا ہے۔ اس کا ہم کو علم ہے۔ مگر وہ "علم بالعرض" ہے "علم بالذات نہیں۔ یعنی وہ معلومات جو خارج سے ہمارے ذہن میں منعکس ہو رہی ہیں۔

مگر جب ہم کو پیاس لگتی ہے تو یہ احساس ایک قسم کا "حاصل" ہونا ہے

قرآن شریف مبدار کے بارے میں فرماتا ہے:۔

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ

Presented by: https://jafrilibrary.com

فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ (عنکبوت ۶۵)

ترجمہ:- پھر جب یہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں۔ پھر جب ان کو نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو وہ فوراً ہی شرک کرنے لگتے ہیں۔

اس وقت کہ انسان سمندری طوفان میں گھر جاتا ہے اور بپھری ہوئی متلاطم موجوں کو دیکھتا ہے ہر ہر لحظہ اس کو اس کے انجام کی طرف ڈھکیل رہا ہوتا ہے، دنیا کے سارے وسائل اور مال و دولت اب اس کو کوئی مدد نہیں پہنچا سکتے تو خود بخود وہ اپنے رب کو پکارنے لگتا ہے وہ اپنے دل کی گہرائیوں سے جانتا ہے کہ صرف خدا ہی اس کو اس مصیبت سے نجات دلا سکتا ہے۔ مبداء پر ایسے وقت میں یہ ایمان ایسا ہی ہے، جیسے "احساس تشنگی" اور اسی کو فطرت کہتے ہیں مگر جیسے ہی طوفان ختم جاتا ہے اور اس مصیبت سے نجات پاکر ساحل پر پہنچتا ہے تو دوبارہ اپنی فطرت کو فراموش کر بیٹھتا ہے اور شرک تک کرنے لگتا ہے۔

انسان اگر سلیم النفس ہو تو اس کی فطرت الٰہی اس کو راہ راست اور مبداء اور معاد کی طرف ہمیشہ ہدایت کرتی رہے اور وہ اس آیت شریفہ کے مصداق ہو جائے کہ،

لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (النور آیت ۳۷)

ان کو کوئی خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی

ایسے لوگوں کے لیے نور فطرت مسلسل فروزاں رہتا ہے اور ان کا راہنما بنا رہتا ہے یہ لوگ چشم دل سے باری تعالےٰ کا مشاہدہ کرتے ہیں، جیسے کہ ہم زیارت عرفہ میں پڑھتے ہیں۔

متى غبت حتى تحتاج الى دليل يدل عليك ومتى بعدت حتى تكون الآثار هي التي توصل اليك عميت عين لا تراك

"تو کب پنہاں رہا ہے کہ دلیل و برہان کا محتاج ہوتا۔ اور کب ہم سے دُور تھا کہ آثار و مخلوقات ہم کو تجھ سے قریب کریں۔ وہ چشم اندھی جو تجھ کو نہیں دیکھتی۔

ہمہ عالم بہ نور توست پیدا — کجا گردی تو از عالم ہویدا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

اور یہ بھی کہ:

دوری نگردہ ای کہ شوم طالب حضور
غائب نگشتہ ای کہ ھویدا کنم ترا!

انسان فطرتاً مبداء اور معاد پر اعتقاد رکھتا ہے۔ مگر ہویٰ و ہوس اور دنیا کی دو روزہ زندگی کے لیے اپنی فطرت کو آلودہ اور اپنی چشم دل کو اندھا بنا لیتا ہے۔ معاد کا منکر بن کر آرام سے دنیا کے لہو و لعب میں مشغول ہو جاتا ہے۔

خلقت کا بامقصد ہونا

معاد کے ثبوت میں دوسری دلیل انسان کی خلقت کا بامقصد ہونا ہے۔ کیونکہ اگر معاد نہ ہو تو عالم وجود عبث اور لغو ہو جاتا ہے۔ یعنی بچوں کا کھیل ہوا کہ مٹی کا گھر بنائیں اور توڑ دیں۔ اپنی ساری زحمت اور محنت فضول ضائع ہو جائے۔ حالانکہ بچوں کا یہ کھیل عبث ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی ایک وجہ تو بیان کی جا سکتی ہے کہ وہ کھیل میں مصروف رہے۔ مگر بغیر کسی مقصد کے خلقت تو اس سے بھی بدتر ہے۔ بغیر کسی سبب کے ہونے سے خلقت کا وجود باطل ہو جائیگا۔ چنانچہ ضروری ہے کہ معاد کا وجود ہو تاکہ یہ دُنیا لغو نہ ہو۔ بات یہ ہے کہ اول سے آخر تک یہ ہستی ایک حکیمانہ تدبیر کی داستان ہے اور یہ حقیقت سب پر آشکار ہے۔

انسان زندگی کی مشقتوں کو سالہا سال اپنے خون جگر سے سینچتا ہے تو کیا زندگی کے یہ سارے آثار اور سلسلے موت آتے ہی بے نتیجہ ہو جائیں گے اور اگر معاد نہ ہو تو ظالم و مظلوم میں فرق کیسے اور کب ہوگا۔ اور آفرینش کی توجیہ کیونکر ہو سکے گی؟

قرآن اپنی زبان میں اس کو اس طرح بیان کرتا ہے۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿١١٥﴾

(مومنون۔ ۱۱۵)

ترجمہ: "تو کیا تم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ ہم نے تم کو یوں ہی مہمل پیدا کر دیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے پاس نہیں لائے جاؤ گے۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾

(صٓ ۲۷)

ترجمہ: "اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو چیزیں ان کے درمیان موجود ہیں ان کو خالی از حکمت نہیں پیدا کیا۔ یہ ان لوگوں کا خیال ہے۔ جو کافر ہیں، سو کافروں کے لیے بڑی خرابی ہے۔ یعنی دوزخ"۔

یعنی وہ کافر ہی ہیں، جو خلقت کو بے مقصد سمجھتے ہیں اور مبدا پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ ورنہ اگر مبدا کا صحیح مقصد ہوتا تو یقیناً معاد کا بھی قائل ہوتا ۔ قرآن دوسری جگہوں پر بھی فرماتا ہے:

اگر معاد نہ ہو اور عالم ہستی کا منتہا خداوند تعالےٰ نہ ہو تو خلقت بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے اور پروردگار حکیم و علیم سے لغویت اور باطل کا امکان ہی نہیں۔ باری تعالیٰ عقل کا خالق ہے اور عقل کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا۔

چنانچہ معاد کا وجود لازمی ہے تاکہ عالم ہستی عبث اور باطل نہ ہو۔

عدلِ خداوندی

عدل تیسری دلیل ہے جو معاد کے ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالےٰ کے عدل کا تقاضہ ہے کہ ایک روز ایسا آنا چاہیئے کہ آدمیوں کے اعمال و رفتار و گفتار کی پوچھ گچھ ہو اور اگر یہ پوچھ گچھ حساب کتاب نہ ہو تو اس سارے نظام سے ظلم مترشح ہوگا۔ گویا عدم وجود معاد عدل الٰہی کے خلاف ہے۔

اگر معاد نہ ہو تو صدام ایسے خون آشام انسان کو کیسے کیفر کردار پر پہنچایا جا سکے گا جس نے ہزاروں بے گناہ انسانوں کو تہ تیغ کیا، کتنی عصمتیں اس کی وجہ سے لٹیں گئیں اور غارت گری کا بازار گرم ہوا۔ کیا ان سارے جرائم کا قصاص اس دنیا میں ممکن ہے؟ اگر قصاص کے حکم پر وہ ایک بار نہیں سینکڑوں دفعہ۔ پھانسی پر چڑھایا جائے تو کیا بے گناہوں کے خون کا مداوا ہو جائے گا۔

چنانچہ مظلوموں کو ظالموں سے ان کے ظلم کا بدلہ معاد کے وجود ہی کے ذریعے ممکن ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

اور چونکہ عدل الٰہی بے کم وکاست دادرسی کا تقاضا کرتا ہے۔ چنانچہ عدالتِ الٰہی بغیر روزِ معاد کے وجود کے ممکن نہیں۔

سورہ زلزال۔ آیات ۶ ۸

يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ﴿٦﴾
فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿٧﴾ وَمَن يَعْمَلْ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿٨﴾ (سورۃ زلزال آیات ۶ تا ۸)

ترجمہ:۔ اس روز لوگ مختلف جماعتیں ہوکر نکلیں گے۔ تاکہ اپنے اعمال کو دیکھ لیں۔ سو جو شخص دُنیا میں ذرہ برابر نیکی کرے گا۔ وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کرے گا وہ اسکو دیکھ لے گا۔

اس آیت شریفہ کے مطابق اگر روزِ قیامت بازپُرس سے اعمال خیر وشر کا ایک ذرہ بھی بچ جائے تو وہ عدلِ الٰہی سے دُور ہے۔

چنانچہ معاد کا وجود ضروری، لازمی اور حتمی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ پر معاد لازم و واجب ہے مگر بے شک یہ لزوم و وجوب انسانوں پر جو کچھ لازم و واجب آتا ہے۔ اس طور کا نہیں۔ بلکہ یہ تو خورشید کی روشنی کے جیسا ہے۔ انوارِ خورشید کی روشنی اور تابانی اس کا جزو لاینفک اور لازم ہے۔ خورشید کے لیئے ممکن نہیں کہ وہ نورانی اور روشن نہ ہو کیونکہ پھر وہ خورشید نہیں رہے گا۔ اور اس طرح "عدل" اور اس کے تحت "معاد" بھی باری تعالیٰ کے وجود کا لازمہ ہے۔

اوپر بیان کی گئیں بہت سی لذتوں سے جو مجاہد آشنا بھی ہے اور شدید جنگ میں بھی شریک ہے اس میں اور اس شخص میں جو جنگ سے قطعی بے گانہ ہے کیا کوئی فرق نہیں ہے؟ ان دونوں میں اس دنیا میں بھی فرق ہے اور آخرت میں بھی۔ مجاہد اس دُنیا میں نورانیت، صفائے دل اور مقامات معنوی کا قائل ہوتا ہے اور آخرت میں اس کو سعادتِ ابدی حاصل ہوتی ہے۔ بہشت میں اولیا، انبیاء اور صدیقین کے ساتھ جگہ پاتا ہے۔ اور اگر یہ جنگ، اسلام و کفر کی جنگ ہو تو اسلام کا مجاہد کس جگہ جہاد کا صلہ پائیگا۔

ان لوگوں سے جو دشوار حالات میں حریم اسلام و انسانیت کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ اور ان کی حفاظت کرتے ہیں رجنگ میں مردانہ وار اپنے کارناموں کی عظمت داستانیں رقم کر جاتے

Presented by: https://jafrilibrary.com

ہیں۔ قرآن اس طرح خطاب کرتا ہے:

سورہ فجر آیات ۲۷۔۳۰۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾

ترجمہ:۔"اے اطمینان والی رُوح تو اپنے پروردگار کی طرف واپس آجا اس طرح سے کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش۔ پھر تو میرے (خاص) بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔"

ارتقاءِ انسانی

چوتھی دلیل معاد کے ثبوت میں قانونِ ارتقاء ہے۔ اس کو قرآن نے اس پیرائے میں بیان کیا ہے کہ اوّل انسان خاک تھا، پھر نطفہ بنا، علقہ میں تبدیل ہوا، علقہ سے مضغہ بنا اور پھر انسان بنا۔ لڑکپن کی کیفیت ختم ہوئی تو جوانی میں قدم رکھا۔ آخر کار بڑھاپا آیا اور پھر اپنی موت تک پہنچا۔ موت کے بعد ایک اگلا ارتقائی دور ہونا چاہیئے تاکہ پچھلا ارتقائی سلسلہ بے کار نہ جائے۔ چنانچہ انسان کی زندگی کی کتاب موت کے ہاتھوں بند نہیں ہو جاتی۔ یہ ارتقائی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جو ان آیاتِ مبارکہ سے منرشح ہے۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (سورہ بقرہ آیت ۱۵۶)

أَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنتَهَىٰ (سورہ نجم آیت ۴۲)

سُورۃ حج آیت ۵۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِن مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ۖ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ وَمِنكُم

Presented by: https://jafrilibrary.com

مَنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ
شَيْـًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ
اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ○

(سُوْرَۃ حج آیت ۵)

ترجمہ:- اے لوگو اگر تم کو دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں شک ہو تو (غور کرو) ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر بوٹی سے کہ شکل والی بھی ہوتی ہے اور بے شکل بھی تا کہ ہم تمہارے سامنے حقیقت واضح کردیں اور ہم رحم میں جس کو چاہتے ہیں ایک مدت معین تک ٹھہرائے رکھتے ہیں۔ پھر ہم تم کو بچہ کی صورت میں باہر لاتے ہیں۔ پھر تا کہ تم اپنی بھری جوانی تک پہنچ جاؤ اور بعضے تم میں وہ ہیں جو پہلے ہی اٹھا لئے جاتے ہیں اور بعضے تم میں وہ ہیں جو نکمی عمر تک پہنچا دیے جاتے ہیں۔ جس کا اثر یہ ہے کہ ایک چیز سے باخبر ہو کر بے خبر ہو جاتے ہیں اور (اے مخاطب) تم دیکھتے ہو کہ زمین خشک ہے۔ پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کے خوشنما نباتات اگاتی ہے۔"

مولوی نے بھی شعر کی زبان میں ارتقاء کے قانون کو اس طور پیش کیا ہے۔

از جمادی مُردم و نامی شدم — وز نما مُردم زحیوان سر زدم
مردم از حیوانی و آدم شدم — پس چہ ترسم کی زمُردن کم شدم
حملۂ دیگر بمیرم از بشر — تا بر آرم از ملائک بال و پر
وز ملک ہم بایدم جستن ز جو — کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ
بار دیگر از ملک پران شوم — آنچہ در وہم تو نا ید آن شوم

(مثنوی مولوی)

Presented by: https://jafrilibrary.com

پانچویں نشست

معاد جسمانی

معادِ جسمانی سے مراد یہ ہے کہ انسان قیامت میں اسی دُنیا کی خصوصیات اور اسی رُوح و جسم کے ساتھ حاضر ہوگا۔ یہی ہوگا کہ جس سے پُوچھ گچھ ہوگی اور حساب و کتاب کے بعد دوزخ یا بہشت میں پہنچایا جائے گا۔ نماز روزے کی طرح معادِ جسمانی بھی اسلام کے ضروری امور میں سے ہے۔

فلسفیوں کے درمیان بے شک معادِ جسمانی یا معادِ رُوحی کے بارے میں اختلافِ نظر ہے اور بعض غیر اسلامی فلسفی معادِ روحانی کے قائل ہیں۔ مگر سارے مسلمان فلسفی معادِ جسمانی کو امرِ مسلّم جانتے ہیں۔

شیخ الرئیس ابن سینا اپنی کتاب 'شفا' میں معاد پر بحث کے دوران فرماتے ہیں۔

"اگر ہم معادِ جسمانی کو دلائل سے ثابت نہ بھی کر سکیں تو صادق مصدق پیغمبر اکرمؐ نے معادِ جسمانی کی خبر دی ہے اور ہم کو چاہیئے کہ اس صُورت میں معادِ جسمانی ہی کو سچ جانیں۔"

ملا صدرا (۱۱ویں صدی ہجری) نے حرکتِ جوہری کو معادِ جسمانی کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔

چنانچہ اسلام کی نگاہ میں جس میں اہلِ سُنّت، شیعہ، فقہاء، فلسفی اور متکلمین سب ہی آ گئے معاد جو اصولِ دین ہے، جسمانی ہے۔ انسان اسی انداز سے جو یہاں دنیا میں رکھتا ہے۔ روزِ قیامت میدانِ حشر میں حاضر ہوگا اور انصاف کے بعد اسی ہئیت میں بہشت یا دوزخ کو جائے گا۔

لذاتِ بہشت

بہشت میں دو قسم کی لذتیں ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱- روحانی لذتیں جیسے خداوند تعالٰی سے گفتگو، پیغمبرِ اکرم اور اہلِ بیت کے ساتھ نشست برخاست وغیرہ۔

۲- جسمانی لذتیں جیسے کھانا پینا، حور العین سے ملاقات، محلوں میں اجتماعات، بہشت کے مختلف مناظر کا مشاہدہ وغیرہ۔

عذاب جہنم

۱- عذابِ رُوحی، مثل عذابِ وجدان، افسوس و مایوسی اور رُوح کی دوسری تکالیف۔

سُورۃ ھمزہ - آیات ۶-۹-

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝

ترجمہ:- وہ اللہ کی آگ ہے جو سلگائی گئی ہے۔ جو دلوں تک جا پہونچے گی۔ وہ ان پر بند کر دی جائے گی۔ وہ لوگ آگ کے بڑے لمبے لمبے ستونوں میں گھرے ہوں گے۔

آیت شریفہ کے مطابق جہنم کی آگ نہ صرف یہ کہ جسم کو جلاتی ہے بلکہ رُوحِ انسانی کو بھی آگ لگا دیتی ہے۔

۲- عذاب جسمانی، جیسے گوشت، پوست اور ہڈیوں کا جلنا اور حمیم کا پانی پینا اور "زقوم" کھانا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ

(نساء - ۵۶)

ترجمہ:- بلا شک جو لوگ ہماری آیات کے منکر ہوئے، ہم ان کو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کر دیں گے۔ جب ایک دفعہ ان کی کھال جل چکے گی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری کھال پیدا کر دیں گے تاکہ عذاب ہی بھگتے رہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیات اور روایات کی رُو سے معادِ جسمانی

سُورۂ بقرہ کی آیات ۲۵۹ تا ۲۶۰ میں حضرت عزیرؑ پیغمبر اور حضرت ابراہیمؑ کے بارے دو قصّے بیان ہوئے ہیں۔

حضرت عزیرؑ پیغمبر کا قصّہ

حضرت عزیرؑ اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ اور صالح بندے تھے اور نبی تھے۔ وہ ایک روز گھر سے کسی سفر پر روانہ ہوئے، راستے میں ان کا گزر ایک قریہ سے ہوا اور قدرتی حوادث کے نتیجے میں ویران پڑا تھا۔ مکینوں کی بوسیدہ ہڈیاں بکھری پڑی تھیں۔ اور عبرت کی نشانیاں بنی ہوئی تھیں حضرت عزیرؑ اس جگہ رک گئے اور غور و فکر میں پڑ گئے۔ اس آبادی کا یہ انجام دیکھ کر ان کے ذہن میں ایک سوال اُبھرا جو اس طرح زبان پر آیا:

اَنّٰی یُحۡیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعۡدَ مَوۡتِهَا۔

انسان کی بکھری ہوئی نشانیاں دیکھ کر آپ کی نگاہوں میں دو سوال تھے۔

اوّل یہ کہ جن لوگوں کو مرے ہوئے ایک مدت گزر گئی اور ان کے جسم گل سڑ گئے۔ ہڈیاں بکھر گئیں۔ ان کا دوبارہ زندہ کرنا بڑا مشکل اور مبہم کام ہے۔

دوسرے یہ کہ یہ بکھرے ہوئے اعضا، بوسیدہ ہڈیاں، ٹکڑے ٹکڑے جسم، اپنی پہلی صورت میں کیونکر آ سکیں گے۔

حضرت عزیرؑ کو معادِ جسمانی پر یقین تھا اور جانتے تھے کہ اللہ تعالےٰ ان مرے ہوئے لوگوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر بھی ہے۔ مگر چاہتے تھے کہ حق الیقین، کی منزل پر فائز ہوں۔ حضرت عزیرؑ پیغمبر ایک نہر کے کنارے بیٹھے تھے۔ وہیں ان کا گدھا بھی تھا۔ کہ ان پر موت طاری ہو گئی۔ سو سال گزرنے پر پروردگارِ عالم نے ان کو دوبارہ زندہ کیا اور ان سے پوچھا: "کتنی دیر تم نے یہاں وقفہ کیا؟" فرمایا

لَبِثۡتُ یَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ یَوۡمٍ ایک دن یا اس سے بھی کم

Presented by: https://jafrilibrary.com

اللہ تعالے نے فرمایا:

"بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ" تم سو سال سے خواب مرگ میں یہاں تھے۔

فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ ....

اپنے کھانے اور پانی کی طرف دیکھو کہ اس میں ذرا تبدیلی نہیں آئی اور گدھے کو بھی دیکھو تاکہ تم پر احوال روشن ہوں۔ میں تم کو خلق کے لیے حجت قرار دیتا ہوں، کہ دوبارہ زندہ کیے جانے کا انکار نہ کریں۔ ہڈیوں پر نظر کرو کہ میں کس طرح زمین پر بلند کر کے ان کو ایک دوسرے سے جوڑتا ہوں اور ان پر گوشت چڑھا کر گدھے کو دوبارہ زندہ کر رہا ہوں۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ سو سال سے مرا ہوا گدھا دوبارہ زندہ ہو گیا چنانچہ فرمایا:

اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"۔

اس واقعے سے معاد جسمانی کا اثبات ہوتا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ؕ

(البقرة - ۲۶۰)

ترجمہ: "ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھے دکھلا دے کہ آپ مُردوں کو کس کیفیت سے زندہ کریں گے۔ ارشاد فرمایا کیا تم یقین نہیں لائے انہوں نے عرض کیا یقین کیوں نہ لاتا۔ لیکن اس غرض سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے قلب کو سکون ہو جائے۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے فرمایا کہ چار پرندے پکڑیں (اور ان کو ذبح کریں) ان کا گوشت ایک دوسرے میں ملا دیں اور پھر چار حصے کر کے پہاڑ کے مختلف حصوں پر رکھ دیں اور

Presented by: https://jafrilibrary.com

ان کو پکاریں۔ وہ فوراً تمھاری آواز پر تمھاری طرف اُڑتے ہوئے آئیں گے۔ تم کو اس طرح علم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر اور ہر امر کی حقیقت سے واقف ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمان الٰہی کے مطابق عمل کیا۔ گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ایک دوسرے سے مخلوط کر دیے ہڈی اور گوشت کے ریشے باہم مخلوط کر دیے پھر پہاڑوں پر مختلف جگہوں پر رکھ دیے اور حکم خدا کے مطابق ان پرندوں کو آواز دی تو حضرت ابراہیمؑ کے پکارتے ہی وہ یکجا ہو گئے پرندوں میں جان پڑی اور وہ چاروں حضرت ابراہیمؑ کی طرف اڑتے ہوئے آئے۔ اس قصے سے بھی مرنے کے بعد زندہ ہونے کی ایک دوسری مثال ملتی ہے۔

روزِ قیامت ہاتھ اور پیر گواہی دیں گے

جب بدکاروں اور شیطان صفت آدمیوں کے ہاتھ میں ان کا نامۂ اعمال دیا جائے گا۔ تو وہ کہیں گے۔ یہ سیاہ نامہ ہم سے متعلق نہیں ہے تو خداوند تعالیٰ فرمائے گا۔

اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾

(یٰس - ۶۵)

ترجمہ: "آج ہم ان کے مونہوں پر مُہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے۔ جو کچھ یہ لوگ کیا کرتے تھے"

تُكَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ سے پتہ چلا کہ ان کے جسم شہادت دیں گے۔ کیونکہ ان کی رُوح کے ہاتھ اور پیر تو ہوں گے نہیں اور یہی معاد جسمانی ہے۔

داستان ابن ابی کعب

ابی بن کعب ضدی اور ہٹ دھرم آدمی تھا۔ ایک دن جناب رسول خداؐ کی خدمت میں آیا اور کسی مُردے کی بوسیدہ ہڈیاں آنحضرتؐ کے سامنے رکھ کر ان کو چُور چُور کرنے لگا۔ پھر مٹھی میں لے کر ہڈی کی چُور ہوا میں اڑا ... کر ... گا۔ توبہ آیت

Presented by: https://jafrilibrary.com

شریفہ نازل ہوئی۔

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾

(یٰسٓ ۔ ۷۸ و ۷۹)

ترجمہ :۔ اور اس نے ہماری شان میں ایک عجیب مضمون بیان کیا ہے اور اپنی اصل کو بھول گیا۔ کہتا ہے کہ ہڈیوں کو جب وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں کون زندہ کرے گا۔ آپ جواب دے دیجئے کہ ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی بار ان کو پیدا کیا ہے اور وہ سب طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے۔"

معادِ جسمانی کے اثبات میں سورۂ قیامت کی ابتدائی آیات :

سورۂ قیامت میں اللہ تعالےٰ قسم کھاتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ بوسیدہ ہڈیاں جمع کی جائیں گی بلکہ ہم قادر ہیں کہ انگلی کی پوریں تک پہلی صورت میں لے آئیں۔

بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓي اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ کی عبارت دلیلِ محکم و استوار ہے۔ اس بات کی کہ انسان اصل مبداء پر پلٹایا جائے گا۔ یعنی سارے انسانوں کے چہرے مشترک بھی ہیں اور ایک دوسرے سے جدا بھی۔ یعنی ۵ ارب انسانوں میں کوئی دو انسان ایسے نہیں ملیں گے۔ جو شکل اور عادات میں ایک دوسرے جیسے ہوں۔ یہ بھی قدرتِ الٰہی کا مظہر ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾

(روم ۔ ۲۲)

ترجمہ :۔ اور اسی کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا بنانا ہے اور تمہارے لب لہجے اور رنگتوں کا الگ الگ ہونا ہے بیشک اس میں دانشمندوں کے لیے نشانیاں ہیں، قدرتِ الٰہی اور مبداء کی دلیل کی ایک اور مظہر آدمی کی انگلیوں کی پوروں پر لکیریں ہیں۔ اس

Presented by: https://jafrilibrary.com

رُوئے زمین پر کوئی دو آدمی ایسے نہیں ملیں گے کہ جن کے فنگر پرنٹ FINGER PRINT یکساں ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "ہم قادر ہیں کہ دُنیا میں جیسی تھیں ویسی انگلیوں کی پوریں دوبارہ خلق کر دیں۔"

عالمِ آخرت میں کھانا پینا

سُورۂ حاقہ میں ہم پڑھتے ہیں :۔

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ﴿۱۹﴾ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ﴿۲۰﴾ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ﴿۲۱﴾ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ﴿۲۳﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓئًۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ﴿۲۴﴾ (حاقہ ۱۹ تا ۲۴)

ترجمہ: "جس شخص کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ کہے گا کہ لو میرا نامۂ اعمال پڑھو۔ میرا اعتقاد تھا کہ مجھ کو میرا حساب پیش آنے والا ہے۔ غرض وہ شخص پسندیدہ عیش یعنی بہشت بریں میں ہوگا (جس کے میوے جھکے ہوں گے لوگ آسانی سے لے سکیں گے) کھاؤ اور پیو مزے کے ساتھ ان (اعمال صالحہ) کے صلہ میں جو تم نے گزشتہ ایام میں کیے تھے۔"

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا کا خطاب اس بات کا مقتضی ہے کہ مخاطب اعضاء (مثلاً دہن و ہاتھ وغیرہ) اور نظام ہاضمہ رکھتا ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو یہ خطاب لغو ہو جاتا ہے۔ اس عبارت سے بھی یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ معاد جسمانی ہوگی۔ اس قسم کی اور بہت سی آیات ہیں جو معادِ جسمانی کی وضاحت کرتی ہیں۔ اور ان کی کوئی دوسری تاویل ہو ہی نہیں سکتی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

چھٹی نشست

عالمِ آخرت میں کھانے پینے پر شبہ

بعض اوقات معادِ جسمانی کے واقع ہونے پر شک و شبہات کئے گئے ہیں۔ یا یوں کہا جائے کہ اس کو ممکن نہیں سمجھا گیا ہے۔ لیکن معادِ جسمانی کے لیے جو محکم دلائل موجود ہیں۔ اس کے مقابلے میں ان باتوں کی کوئی علمی حیثیت نہیں شیخ الرئیس ابن سینا نے اپنی کتاب "شفا میں لکھا ہے کہ صادق مصدق پیغمبر گرامی اسلام نے معادِ جسمانی کی خبر دی ہے اور اب یہ ہم پر ہے کہ اس کی تصدیق کریں اور برہان لائیں۔ کلام خدا کے مقابلے میں شک و شبہ کرنا گویا علم کے مقابلے میں جہل ہے اور حقیقت سے ناآشنائی ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

شبہ سے متعلق تقریر

حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے قریب مفکروں، افلاطون اور اس سے پہلے کے فلسفیوں اور بعد میں متکلمین اور فلاسفۂ اسلامی نے بھی مختلف عنوان سے یہ شک و شبہ ظاہر کیا ہے۔ ان ساری بحثوں میں سے جو سب میں مشترک ہے۔ یہاں تحریر کیا جاتا ہے:۔

یہ دنیا حضرت آدمؑ کے زمانے سے لے کر قیامت تک سیکڑوں بار برباد ہوئی ہے اور ہوتی رہے گی۔ چنانچہ، انسان کئی بار اس دنیا میں آئے گا اور پھر مر جائے گا اور خاک ہو جائیگا۔ خاک سے گھاس اور سبزہ بن کر نکلے گا۔ سبزے سے نطفہ اور پھر دوبارہ انسان بن کر آئے گا۔ یہ انسان مر کر پھر اپنا نیا سفر شروع کر دے گا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

یہاں جو چیز نابود ہوتی ہے۔ وہ صورت ہے، مادہ نہیں۔ یعنی انسان کبھی سبزہ ہو جاتا ہے اور کبھی دوسرا حیوان۔ کبھی خاک اور مٹی ہے اور پھر دوبارہ انسان۔ تو پھر قیامت کے دن کیا چیز زندہ ہوگی؟ جسم انسانی تو کئی بار ختم ہوا اور اس کے مادے نے مختلف صورتیں کئی کئی بار اختیار کیں۔ چنانچہ وہ شخص جو لاکھوں سال پہلے مر گیا اور اس دوران کتنی دفعہ مختلف صورتیں لے کر اور دوسرے جسم لے کر پیدا ہوتا رہا تو قیامت کے دن وہ ان میں سے کس جسم کے ساتھ اُٹھے گا۔

اسی طرح اگر ایک کافر مردم خور ایک مُسلمان کا گوشت کھا جائے اور مُسلمان کا بدن کافر کے جسم کا جزو بن جائے تو روزِ قیامت مُسلمان کا جسم جو کافر کے جسم کا حصّہ بن چکا ہے۔ آیا جہنّم میں جائے گا یا کافر کے جسم کو اپنے ساتھ بہشت میں لے جائے گا؟

شُبہ کے بارے میں ایک دوسرا خیال

کہا جاتا ہے کہ انسان ہر چند سال کے بعد بطورِ کُلّی تبدیل ہو جاتا ہے۔ ہر سات سال کے بعد اس کے جسم کے سارے خلیے (CELL) مکمل طور سے تبدیل ہو جاتے ہیں۔ گویا ۱۴ سال کا لڑکا سات سالہ لڑکے سے مختلف ہو جاتا ہے۔ اور ۲۱ سالہ نوجوان ان دونوں سے مختلف ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جسم انسانی مسلسل تبدیلی سے دوچار رہ کر نیا اور جدید بنتا رہتا ہے اور شُبہ اس بات سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص جوانی میں گناہ کا مرتکب ہُوا اور بڈھا ہو کر مرا تو اس کی رُوح کس بدن سے تعلق رکھے گی؟ وہ جسم جس نے جوانی میں گناہ کیا تھا۔ یا وہ جو بڑھاپے میں عابد و زاہد ہو چکا تھا؟

اگر رُوح جوانی کے جسم سے تعلق رکھ کر آئے تو اس شخص کو جہنم میں جانا چاہیے۔ اس صورت میں پیری کے زمانے کا حساب کہ جب وہ شخص عابد و زاہد بن چکا تھا، کیونکر لیا جائے گا۔ اور اگر پیری کے زمانے کا جسم اس کی رُوح سے متعلق ہو جائے کہ جب زہد و عبادت میں بسر ہوئی تھی۔ تو وہ بہشت کا مستحق ہوگا۔ پھر اس کی جوانی کا کیا بنے گا؟

ان شبہات کا جواب

[illegible] گو [illegible] عظیم الشان انقلاب اسلامی امام خمینی استحقاق عقاب و ثواب

Presented by: https://jafrilibrary.com

کو امر عرفی جانتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ یہ دیکھنا چاہیے کہ عقلا کہاں پر عقاب کو پسند کرتے ہیں۔ اور کہاں پسند نہیں کرتے اور اسی طرح ثواب کے بارے میں بھی۔ ؎ا

یعنی اگر کسی نے دس سال پہلے ظلم کیا تھا اور فرار ہوگیا تھا۔ اگر وہ شخص اب اتنی مدت گزرنے پر مل جائے تو کیا نہ کہا جائیگا کہ یہ وہی شخص ہے کہ جس نے دس سال پہلے مجھ پر ظلم کیا تھا؟ اور کیا اس کو کیفر کردار تک نہ پہنچایا جائے؟ کیا کوئی عقلمند آدمی بھی تم پر اس بارے میں اعتراض کریگا؟ اس کے باوجود کہ اس کے جسم کے سارے خلیے بدل چکے ہوں۔ وہ وہی شخص ہے جس نے تم پر ظلم کیا تھا اور سزا کا مستحق ہے۔

اسی طرح ایک مثال لیجئے کہ کسی شخص نے آپ کے ساتھ مہربانی کی اور آپ کی کوئی مشکل حل کردی۔ بیس سال بعد اس سے دوبارہ ملاقات ہوئی، کیا اب آپ اس کا ادب و احترام نہیں کریں گے اس کو خوش آمدید نہیں کہیں گے۔ بہانہ لیں گے کہ اس کے جسم کے سارے خلیے بالکل ہی بدل گئے ہیں۔ اس لیے اب وہ دوسرا شخص ہوگیا۔ کوئی وجہ نہیں کہ آپ اس کا احترام و ادب نہ کریں۔

یہ دو مثالیں سزا اور جزا کے متعلق "آکل و ماکول" کے شبہ کے جواب میں عقلا کی نگاہ کے مطابق پیش کی گئیں۔

درحقیقت یہ شبہ معلومات نہ ہونے کی بنا پر ہے علم پر مبنی نہیں، قرآن سے بھی اور فلاسفہ کے نقطۂ نظر سے بھی اس کا جواب دیا جا چکا ہے۔

فلسفیانہ بنیاد

یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ بنائے عقلائی محکم اساس نہیں رکھتی، بلکہ فلسفیانہ بنیاد سے مربوط ہے۔ یہ بنیاد سارے معروف و مشہور فلسفیوں کے اس خیال سے مشتق ہے: "کسی شے کی حقیقت صورت سے ہے، مادے سے نہیں۔" یعنی انسان کی حقیقت اس کی "ہیئت" سے ہے۔

؎ا امام خمینی نے کبھی بھی مسئلہ جبر و اختیار کو عام لوگوں میں بحیثیت فلسفیانہ یا کلام کے بحث کے یا بحیثیت گہری اور لطیف عرفانی بحث کے پیش نہیں کیا۔ بلکہ فرمایا ان کو عرف عقلا کے توسل سے حل کیا جا سکتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

دوسرے لفظوں میں انسان وہ شے ہے جس کو لفظ کے سارے 'میں'، 'تو' اور 'وہ' سے اشارہ کیا جاتا ہے۔ یہ 'میں'، 'تو' اور وہ کبھی بدلتا نہیں، اور ماضی میں سارے خلیوں کا بدل جانا اور جسم کا مکمل تبدیل ہو جانا۔ اس پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ چنانچہ اوپر کی مثال میں ہم نے دیکھا کہ جب اس شخص سے ملاقات کرتے ہیں، جس نے آپ کے ساتھ ۲۰ سال پہلے کوئی نیکی کی تھی اس کو وہی ۲۰ سال پہلے والا شخص سمجھتے ہیں۔ اور "تم" سے مخاطب ہوتے ہیں، کہ "تم نے ۲۰ سال پہلے 'میری' ایک مشکل حل کر دی تھی۔ یعنی 'تم' وہی ۲۰ سال پہلے والی شخصیت کے مالک ہو اور 'میں' بھی وہی بیس سال پرانا آدمی ہوں۔

گویا 'میں'، 'تم'، اور 'وہ' کبھی معدوم نہیں ہوتے اور بدلتے بھی نہیں۔ جو چیز بدلتی ہے۔ وہ 'جسم' اور حافظ کی زبان میں 'خرقہ' ہے۔ درحقیقت جسم مثل لباس کے ہے اور اس طرح جسم نو نئے لباس کے مثل ہے۔ جس طرح لباس انسان کی سردی گرمی سے حفاظت کا وسیلہ ہے، جسم بھی وسیلہ ہے کہ انسان اس کے ذریعے لذت یا سختی کو محسوس کرے۔

چنانچہ جسم کو سزا ملتی ہے۔ رُوح اُس جسم کے ذریعے سزا کی سختی سے دو چار ہوتی ہے اور اسی طرح ہر قسم کی لذت اور لطف بھی رُوح سے متعلق ہے۔ جو جسم کے وسیلے سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ چنانچہ کوئی مُردہ شخص پھولوں کی بارش سے لُطف اندوز نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اس کے جسم میں جان نہیں۔ زندہ آدمی ہی گلپاشی سے لُطف اُٹھا سکتا ہے اور یہ لذت رُوح سے متعلق ہے پتہ چلا کہ جسم ہی انسان کے لیے لباس کی حیثیت رکھتا ہے اور وہ جو لذت یا رنج اُٹھائے۔ 'وہ' 'میں' یا حقیقتِ انسان ہے اور جسم، وہ خواہ کوئی جسم ہو، لذت یا رنج کا وسیلہ ہے۔

'تو' اور 'میں'۔ حقیقتِ انسان۔ بغیر جسم کے انعام اور سزا نہیں پا سکتا۔ چنانچہ 'تو' اور 'میں' وہی انسانی تشخص ہے۔ اگر جسم نہ ہو تو 'تو' اور 'میں' نہ آتشِ جہنم میں جل سکیں نہ وہاں کی سختیاں سہہ سکیں۔

اس فلسفیانہ بحث سے اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ انسان کی رُوح جزا اور سزا سے مربوط ہے مگر رُوحِ انسانی کے لیے عذاب اور ثواب کا ذریعہ جسم ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

اس شبہ کا قرآن سے جواب

اسلام کے فلسفیوں، عُلمائے کلام اور مفسرین نے اس شُبہ کا جواب دیا ہے۔ مگر سب سے بہتر خود قرآن کا جواب ہے کہ چند آیتوں میں اشارے اشارے میں اس کا جواب دے دیا ہے۔

قرآن نے چار جگہوں پر اس دقیق موضوع پر اشارہ کیا ہے۔

اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ۔ (اسریٰ۔۹۹)

ترجمہ: "جس اللہ نے آسمان اور زمین پیدا کیے۔ وہ اس بات پر قادر ہے۔ کہ وہ ان جیسے آدمی دوبارہ پیدا کردے۔"

اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ دُنیا اس دُنیا کے مانند ہے مگر 'وہی' نہیں۔ اگر 'وہی' منظور ہوتا تو قرآن فرماتا: ان یخلقھم' ایک دوسری آیت میں یہ حقیقت اس طرح واضح کی گئی ہے۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ (ابراھیم ۴۸)

ترجمہ: "جس روز دوسری زمین بدل دی جائے گی۔ اس زمین کے علاوہ اور آسمان بھی۔ اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے رُوبرُو پیش ہوں گے۔"

یعنی عالم آخرت اس دُنیا کے علاوہ ہے۔ روزِ قیامت نظامِ شمسی درہم برہم ہو جائے گا، دُنیا بجھ جائے گی۔ مگر وہ عالم، زندہ عالم ہے، اس دُنیا کا جسم عالم آخرت کے جسم سے مختلف ہے۔ وہاں جسم (اور اس کے اعضاء) بات کریں گے۔

حَتّٰىٓ اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾

(فصلت۔۲۰)

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ :۔ جب سب ہی دوزخ کی طرف پہونچیں ۔ ان کے اعمال پر ان کے کان آنکھ اور بدن کی کھال گواہی دیں گے"۔

انسان ان اعضاء جسم سے کہے گا :

لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا

ہمارے اعمال کی کیوں شہادت دی ؟

اعضاء و جوارح جواب دیں گے :

أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۔ (سورۂ فصلت آیت ۲۱)

ترجمہ :۔ "وہ اللہ کہ جس نے ساری موجودات کو نطق دیا ہے۔ اسی نے ہم کو بھی گویائی عطا کی"۔

اس عالم کو زمین اپنے خوفناک احوال کی بھی خبر دے گی :

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ① وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ② وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ③ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ④

(زلزال ۱ تا ۴)

ترجمہ :۔ جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلائی جائے گی اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی۔ اور آدمی کہے گا کہ اس کو کیا ہوا۔ اس روز اپنی سب خبریں بیان کرنے لگے گی۔

أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰى أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ بَلٰى ۚ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيمُ ⑧١

(یٰس - ۸۱)

ترجمہ :۔ "جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے ہیں۔ کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے آدمیوں کو پیدا کر دے۔ ضرور قادر ہے اور وہ بڑا پیدا کرنے والا ہے۔ اور خوب جاننے والا ہے"۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿٦٠﴾
عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾

(واقعہ ۶۰-۶۱)

ترجمہ :- ہم ہی نے تمہارے درمیان موت کو ٹھہرا رکھا ہے اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں۔ کہ تمہاری جگہ تمہارے جیسے اور پیدا کردیں اور تم کو ایسی صورت میں بنادیں، جس کو تم جانتے ہی نہیں۔

...... كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ......

(نساء ۵۶)

ترجمہ :- جب ایک دفعہ ان کی کھال جل چکے گی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ (فوراً) دوسری کھال پیدا کردیں گے۔ تاکہ عذاب ہی بھگتے رہیں۔"

ان آیات سے ہم مندرجہ ذیل نتیجے تک پہنچے :

۱- معادِ انسان، معادِ جسمانی ہے۔

۲- عالم آخرت میں جسم، دُنیا کے جسم سے مختلف ہوگا۔

۳- انسان آخرت میں جسم کے ذریعے عذاب کی سختی اور لذتِ ثواب کا احساس کرے گا۔ اور یہ جسم عذاب الٰہی کی شدت سے گل سڑ جائے گا۔ تو دوسری کھال اُگ آئے گی۔ تاکہ مجرموں کو عذاب ملتا رہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ساتویں نشست

انسان دُنیا کے تشخص کے ساتھ محشور ہو گا

قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ روزِ قیامت انسان اسی تشخص کے ساتھ جو اس نے دُنیا میں اپنے لیے تعین کیا ہے۔ محشور ہو گا۔ یعنی اگر جادۂ انسانی پر چل کر ارتقائی منزلیں طے کی ہیں اور اپنی شخصیت کی تکمیل کی ہے تو کامل انسان کی صورت میں محشور ہو گا۔ (دوسرے لفظوں میں از روایات کے مطابق) ایسا شخص جب صفِ محشر میں وارد ہو گا۔ تو چودھویں کے چاند کی طرح اس کا چہرہ چمکتا ہو گا اور اہلِ محشر کو وہ اپنی طرف متوجہ کرے گا۔

اگر کسی نے دُنیا میں اپنا انسانی تشخص کھو کر حیوانیت میں غوطے لگائے ہوں گے تو روزِ محشر اسی حیوانی شکل میں محشور ہو گا، اور کتے، بھیڑیے، چیونٹی وغیرہ کی ہیئت کذائی میں صفِ محشر میں وارد ہو گا۔ مگر عالم جمع الجمع آخرت میں حیوان کی صُورت میں ہونے کے باوجود سب ہی اس کو پہچانیں گے۔ عالمِ آخرت میں تجسّم اعمال کے یہ پہلے معنیٰ ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

عاداتِ انسانی کو افعال و نیتیں بناتی ہیں

بکثرت آیات میں قرآن اس حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ انسان کے افعال و نیتیں اس کی شخصیت سے استنباط کرتی ہیں۔ اور عاداتِ انسانی کو بناتی ہیں۔ یعنی جو شخص گناہ سے پرہیز کرتا ہے اور واجبات کو اہمیت دیتا ہے، وہ بتدریج عدل و انصاف کا ملکہ حاصل کرتا ہے۔ جب عدل و انصاف کا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے تو [illegible] گناہ نہیں کرتا بلکہ واجبات و فرائض کو اہمیت دیتا

Presented by: https://jafrilibrary.com

ہے۔ چنانچہ فکر، گفتار، و کردار صالح اور نفس سلامت کا مالک بنتا ہے اور جو بھی سلیم النفس ہوگا اس کے اعمال صالح ہوں گے۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورہ رعد۔ آیت ۲۸)

"بے شک یادِ خدا سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے"

یعنی اگر نفس مطمئنہ چاہتے ہو تاکہ تمھارے دل سے پریشانیاں اور اضطراب دور ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرو۔

اسی طرح:

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ ج وَ مَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّہٗ یَجْعَلْ صَدْرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ ط

(انعام ۱۲۵)

ترجمہ: جس شخص کو اللہ تعالےٰ راستے پر ڈالنا چاہتا ، اس کے سینے کو اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا اور جس کو بے راہ رکھنا چاہتا ، اس کے سینے کو ، بہت تنگ کر دیتا ہے ، جیسے کوئی آسمان میں چڑھنے لگے۔

اللہ تعالےٰ اس شخص کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے۔ جو خود اس کی ہدایت حاصل کرنے کے لیے زمین تیار کرتا ہے۔ یعنی گناہ سے اجتناب اور واجبات کو اہمیت دینا ہی شرح صدر اور قلب کے نورانی ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اگر خداوند عالم کی خصوصی عنایت کسی کے شامل حال اور اس کی زندگی گناہ، غیبت، تحقیر، دوسروں کے دل دُکھانے نکتہ چینی اور فساد سے آلودہ ہو تو اس کی رُوح افسردہ اور اس کا دل رنج و غم ، پریشانی اور اضطراب میں مبتلا رہے گا۔

لَا یَزَالُ بُنْیَانُھُمُ الَّذِیْ بَنَوْا رِیْبَۃً فِیْ قُلُوْبِھِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُھُمْ ط وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ (۱۱۰)

(توبہ۔ ۱۱۰)

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ :۔ "ان کی عمارت جو انھوں نے بنائی ہے، ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی۔ ہاں مگر ان کے دل ہی اگر فنا ہو جائیں تو خیر اور اللہ تعالیٰ بڑے علم بڑی حکمت والا ہے۔

گویا انسان صفات الٰہی کے اپنانے سے دُنیا میں انسان کامل اور آخرت میں رستگار ہوگا جب اس کی صفات و عادات انسانی اور الٰہی نہ ہوں تو یہ انسانیت سے گری ہوئی عادتیں، اس کے نفس پر اثرانداز ہو کر اس کی حقیقت اور تشخص کو درہم برہم کر دیتی ہیں۔ چنانچہ صفِ محشر میں وہ اپنے تبدیل شدہ تشخص کے ساتھ حاضر ہوگا۔

..... وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ مَّأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ ....

(اسریٰ۔ ۹۷)

ترجمہ :۔ "اور ہم قیامت کے روز ان کو اندھا، گونگا، بہرا کر کے مُنہ کے بل چلائیں گے۔ ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔"

یہ لوگ دُنیا میں حقائق سُننے کے لیے کان کھلے نہیں رکھتے تھے اور حق باتوں کے برخلاف عمل کرتے تھے۔ ان کی آنکھوں پر عصبیت اور ہٹ دھرمی کے پردے پڑے ہوئے تھے اور آنکھیں اندھی ہو گئی تھیں۔ یہاں تک کہ ان کے تشخص مسخ ہو گئے اور دوسرا تشخص اپنا لیا۔ روز قیامت اندھے اور بہرے اور گونگے اور اوندھے محشور ہوں گے۔

احکام الٰہی سے سرکشی کا نتیجہ

جو لوگ دُنیا میں اللہ تعالیٰ کے اور شرع مقدس اسلام کے احکام کے مقابلے میں سرکش ہیں۔ وہ قیامت میں ضعیف اور ناتواں ہوں گے۔

يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٤٢﴾ (قلم۔ ۴۲)

ترجمہ :۔ "جس دن کہ ساق کی تجلی فرمائی جائے گی اور سجدہ کی طرف لوگوں کو بلایا

Presented by: https://jafrilibrary.com

جائے گا۔ سو یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے۔"

خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ (قلم ۴۳)

ترجمہ :- ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی۔ نیز ان پر ذلت چھائی ہوگی۔ یہ لوگ دُنیا میں سجدے کی طرف بلایا جایا کرتے تھے اور وہ صحیح وسالم تھے۔"

یہ لوگ روزِ قیامت عظمتِ الٰہی کے سامنے نہایت افسوسناک حالت میں کھڑے ہونگے کہ چاہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کریں۔ مگر نہیں کر سکیں گے۔ وجہ یہ کہ دُنیا میں یہ لوگ تن ومند تھے، سجدہ کرنے کا حکم ملا تھا مگر سجدہ نہیں کرتے تھے۔ نتیجہ یہ کہ سرکشی ان کی شخصیت کا خاصہ ہوگئی اور قیامت کے دن بھی اسی بنا پر سجدہ کرنا ان کے لیے مُحال ہوگا۔

جھوٹ بولنے کا انجام

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾ (مجادلہ ۱۸)

ترجمہ :- جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ یہ اس کے رُوبرُو بھی (جھوٹی) قسمیں کھا جائیں گے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور یوں خیال کریں گے کہ ہم کسی اچھی حالت میں ہیں۔ خُوب سن لو کہ یہ لوگ بڑے ہی جھوٹے ہیں۔"

اگر جھُوٹ مسلسل بولا جائے تو وہ انسان کی عادت ثانیہ ہوجاتی ہے۔ جو اس کی شخصیت میں تبدیلی لے آتی ہے اور آخرت میں جھُوٹ بولنے والا آدمی تبدیل شدہ شخصیت کے ساتھ محشور ہوگا۔

وہاں بھی خداوند تعالےٰ کے سامنے دروغ گوئی کرے گا اور کہے گا کہ خدایا تو ہم پر (معاذاللہ) ظلم کر رہا ہے۔ اس بیہودہ بات پر قسم بھی کھائے گا اور کہے گا کہ میں جہنمی نہیں بلکہ اہلِ بہشت میں سے ہوں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

نابینایانِ محشر

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

(سورہ اسرائیل ۷۲)

ترجمہ :- "جو اس دُنیا میں اندھا ہے وہ عالم آخرت میں بھی اندھا اُٹھے گا۔ اور گمراہ تر ہوگا۔"

اس آیت شریفہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ دُنیا میں معنویت کے فقدان کا انسان کے کے تشخص پر غلط اثر پڑتا ہے اور قیامت کے دن اس کی شخصیت اس طور کی ہوگی کہ اندھا ہوگا اور گمراہ ہوگا اور حق کے حسن وجمال کے مشاہدے سے محروم ہوگا۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝۱۲۴

(طٰہٰ - ۱۲۴)

ترجمہ :- "جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کرے گا تو اس کے لیے تنگی کا جینا ہوگا۔ اور قیامت کے روز ہم اس کو اندھا کر کے اٹھائیں گے۔"

یادِ خدا سے غفلت برتنا انسان کے لیے دو سخت پریشانیوں کا باعث بن جاتا ہے: اول دُنیا میں اس کی زندگی رنجیدہ گذرتی ہے۔ دوسرے یہ کہ قیامت کے دن صف محشر میں اندھا بن کر وارد ہوگا۔

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝۱۲۵ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝۱۲۶

(طٰہٰ - ۱۲۵ - ۱۲۶)

ترجمہ :- "کہے گا کہ اے میرے رب تو نے مجھ کو اندھا کر کے کیوں اُٹھایا۔ میں تو آنکھوں والا تھا۔ ارشاد ہوگا کہ تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں تو نے ان کا کچھ خیال نہ کیا تو اسی طرح آج تیرا کچھ خیال نہ کیا جائے گا۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com

درحقیقت یہ دُنیا ہی ہے جو آخرت میں انسان کے نابینا ہونے کا سبب بنتی ہے اور یہ دُنیا ہی ہے جو انسان کے تشخص کو بدل ڈالتی ہے۔ قرآن کی آیات کے مقابل باتیں بنانا، فرمانِ الٰہی کو بُھلا دینا، احکامِ شرعی پر عمل نہ کرنا۔ آخرت میں نابینائی کا سبب بن جاتا ہے۔ اگر کسی کی شخصیت دُنیا میں "انسانی" نہیں تو اسی غیر انسانی تشخص کے ساتھ وہ محشور ہوگا۔ انھوں نے اس دُنیا میں آیاتِ الٰہی کو نہیں دیکھا تھا۔ لہٰذا اندھے محشور ہوں گے۔

شیخ جلیل القدر طبریؒ "تفسیر مجمع البیان میں" یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا کی آیت کی تفسیر میں اس حدیث کو نقل کرتے ہیں:

ایک دن معاذ بن جبل صحابی رسولؐ نے ابو ایوب انصاری کے گھر میں آنحضرتؐ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا۔ پیغمبر اکرم نے فرمایا: اے مُعاذ تم نے امرِ عظیم کے بارے میں پُوچھا ہے: اپنی چشم ہائے مبارک بند کیں اور فرمایا: ہماری اُمّت سے دس گروہ پراگندہ صُورت محشور ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ ان کو مُسلمانوں کے درمیان سے مشخص کرے گا۔ ان میں سے بعض کو بندر کی شکل میں، بعض دوسروں کو خنزیر کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ ایک گروہ ان میں سے بعض اوندھے اور اُلٹے ہوں گے کہ سر زمین پر اور پیر ہوا میں ہوں گے۔ اور زمین پر اس حال میں گھسٹ رہے ہوں گے۔ بعض اندھے بنے آ جا رہے ہوں گے۔ بعض بہرے اور گونگے ہوں گے اور ایسے گئے سے حال میں ہوں گے۔ بعض ایسے ہُوں گے جو اپنی ہی زبان چبا رہے ہوں گے، مُنہ سے پیپ بہہ رہا ہوگا کہ جس کے تعفن سے اہلِ محشر سخت پریشان ہوں گے۔ کُچھ ایسے ہُوں گے۔ جن کے ہاتھ اور پیر کٹے ہُوئے ہوں گے۔ کُچھ ایسے بھی ہیں جو آگ کے شعلوں پر کھڑے ہوں گے ان میں سے بعض سے ایسی عفونت نکل رہی ہوگی جو مُردار سے بھی بدتر ہوگی بعض کے بدن پر پگھلے ہُوئے سیسے کا لباس ہوگا جو ان کے بدن سے چپکا ہوگا۔

جو بندر کی شکل میں ہیں وہ نکتہ چین ہیں اور جو خنزیر کی شکل کے ہیں۔ وہ حرام آمدنی سے پیٹ بھرتے رہتے ہیں۔ سُود خوار اُلٹے اور اوندھے ہو رہے ہیں۔ وہ جج اور منصف جنہوں نے اپنے فیصلوں میں ظلم روا رکھا ہوگا۔ وہ اندھے محشور ہوں گے۔ مغرور لوگ بہرے اور گونگے ہیں۔ اور وہ دانشور جنہوں نے اپنے علم پر عمل نہیں کیا اور ... کے برخلاف ہے وہ اپنی زبان چبا

Presented by: https://jafrilibrary.com

رہے ہیں۔ ہاتھ پیر ان کے کٹے ہوئے ہیں۔ جو اپنے ہمسایوں کو آزار پہنچاتے تھے۔ بدگوئی کرنے والے آگ کے شعلوں پر ہیں۔ وہ جن کی عفونت سے اہل محشر پریشان ہیں اور ان کی بدبو مردار سے بھی بدتر ہے۔ وہ لوگ ہیں، جنہوں نے حرام شہوت اور لذتوں سے دُنیا میں اپنے آپ کو سیر کیا۔ اور حقوق الٰہی کی پرواہ نہیں کی۔ وہ جن کا لباس پگھلا ہوا سیسہ ہے۔ وہ ہیں جو متکبر لوگ تھے اور بے جا فخر کیا کرتے تھے۔ صحیح ہے قیامت کے دن ہر شخص اسی شکل میں ظاہر ہوگا کہ اس کے اعمال جس کے مقتضی ہوں گے۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَن ذَنۢبِهِۦٓ إِنسٌ وَلَا جَآنٌّ ﴿٣٩﴾ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٠﴾ يُعْرَفُ ٱلْمُجْرِمُونَ بِسِيمَٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِٱلنَّوَٰصِى وَٱلْأَقْدَامِ ﴿٤١﴾

(رحمٰن - ۳۹ تا ۴۱)

ترجمہ: "تو اس روز کسی انسان اور جن سے اس کے جرم کے متعلق نہ پوچھا جائے گا۔ وائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ مجرم لوگ اپنے حُلیے سے پہچانے جائیں گے پھر سر کے بال اور پاؤں سے پکڑ لیے جائیں گے۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com

آٹھویں نشست

تجسم اعمال

کے

دوسرے معنیٰ

قرآن کی رُو سے تجسم اعمال کے دو معنیٰ ہیں۔ اوّل کا ذکر پچھلے باب میں گذر چکا۔ دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ روزِ قیامت انسان کے اعمال، نیتیں اور افکار مجسم ہو جائیں گے۔ یہ بظاہر تو "عرض" کی صورت میں ہیں۔ مگر دراصل ایسا نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت اور واقعیت کا حامل ہے۔ یعنی بظاہر اعمال انسان اسی انسان سے وابستہ ہیں اور کوئی عمل انجام پانے کے بعد معدوم ہو جاتا ہے۔ مگر یہ صرف ظاہری آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے حقیقت میں انسان کا کردار اور اس کی نیتیں غائب اور معدوم نہیں ہوتیں اور قیامت کے دن یہ اعمال اپنی متناسب صورت میں مجسم ہوں گے اور آدمی کے ساتھ ساتھ محشر میں کھڑے ہوں گے۔

بہشت و جہنم کا وجود

قرآن اور روایات سے پتہ چلتا ہے کہ 'بہشت' اور 'جہنم' پہلے سے موجود تھے اور آج بھی موجود ہیں۔ مندرجہ ذیل آیات اس بات کی دلیل ہیں۔

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ۔

(سورہ آلِ عمران آیت ۱۳۱)

اس آگ سے ڈرو جو کفار کے لیے تیار کی گئی ہے۔

وَسَارِعُوٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا

Presented by: https://jafrilibrary.com

السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

(آلِ عمران - ۱۳۳)

ترجمہ:- اور دوڑ اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف اور اس کے جنت کی طرف جس کی وسعت ایسی ہے، جیسے سب آسمان اور زمین۔ وہ تیار کی گئی ہے۔ خدا سے ڈرنے والوں کے لیے۔

قیامت اعمال انسان کا حاصل ہے

بہشت کی نعمتیں اور دوزخ کے عذاب انسانی اعمال سے وابستہ ہیں۔ قرآن کی نظر میں ہمارے اعمال بہشت کے محل تیار کرتے ہیں یا جہنم کے عذاب، آتشیں گرز، سانپ، بچھو اور اور چیونٹے۔ یہ سب ہم پہلے ہی سے اپنے اعمال کے ساتھ بھیج دیتے ہیں۔ اس بات کو صاف الفاظ میں اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ قیامت انسان کے اعمال کا حاصل ہے:

اِنَّمَاھِیَ اعمالکم ترد الیکُمْ .... [1]

ترجمہ:- "یہ تمہارے ہی اعمال ہیں، جو قیامت کے دن تمہاری طرف پلٹا دیئے جائیں گے۔"

اس بات کو قرآن طرح طرح سے بیان کرتا ہے:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ ۔

(سورہ حاقہ - آیت ۲۴)

ترجمہ:- کھاؤ پیو اس کا ثمرہ جو اس سے پہلے تم انجام دے چکے ہو۔"

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ ۔ (آلِ عمران آیت ۱۸۲)

ترجمہ:- "جو کچھ قیامت کے روز دیکھو گے۔ وہ اسی کا نتیجہ ہوگا جو تمہارے ہاتھو نے پہلے انجام دیا ہوگا۔"

---

[1] علم الیقین، ج ۲ ص ۱۰۰ [partly obscured]

Presented by: https://jafrilibrary.com

ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا ہی کے انسانی اعمال ہیں جو نعمت بہشتی یا عذاب دوزخ کا سبب بن جاتے ہیں اور جو کچھ ہم نے پہلے سے بھیجا ہے وہی کچھ ہمارے لیے وہاں مہیا اور موجود ہے۔

بہشت کے لیے خام مال اور سامان

معراج کی روایات میں ہم پڑھتے ہیں کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا۔ بہشت میں مَیں نے کچھ فرشتوں کو دیکھا کہ محلات کی تعمیر میں مشغول ہیں۔ مگر ہر تھوڑی دیر پر اپنا ہاتھ روک لیتے ہیں۔ جب ان سے ہاتھ روک لینے کا سبب پُوچھا تو انھوں نے کہا: بہشت میں ان محلات کا تمام مال اور سامان دُنیا سے آتا ہے۔ جب تک انسان عبادت میں مشغول رہتا ہے، مُسلمانوں کی خدمت کرتا ہے خیر خیرات اور انفاق کرتا ہے۔ اپنے نفس سے جنگ کرتا رہتا ہے تو بہشت کی نعمتوں اور محلات کی تعمیر کے سامان فراہم ہوتے رہتے ہیں۔ مگر جب غفلت اختیار کرتا ہے اور بے فیض ہو جاتا ہے تو یہ سامان آنا بند ہو جاتا ہے۔ اور فرشتے اس کام سے ہاتھ روک لیتے ہیں۔

چنانچہ ممکن ہے کسی کے پاس بہشت ہو، مگر بغیر درختوں کے، بغیر محل اور نہر کے۔ اس کے برخلاف وہ لوگ ہیں کہ جن کے صالح اعمال کے سبب جو انہوں نے دنیا میں کیے کہ ان کی آخرت کی بہشت محلات، باغ اور حورالعین وغیرہ سے بھری ہو۔

عالمِ آخرت میں اعمال انسانی اس کے رفیق ہوں گے

محدث قمی ایک روایت[1] کا ذکر کرتے ہیں کہ عرب کا ایک سردار رسولؐ اکرم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں بار بار آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو پاتا، برائے مہربانی مجھے ایسی نصیحت فرمائیں کہ مجھے زندگی بھر کام آئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: "جو کچھ تو دُنیا میں انجام دے گا۔ وہ تیری قبر میں تیرا رفیق ہوگا۔" یعنی اگر نیکی کرے گا تو قبر میں تجھے اچھا رفیق ملے گا۔ کہ محشر اور بہشت میں

---

[1] علامہ مجلسی ...

Presented by: https://jafrilibrary.com

بھی تیرا مونس ہوگا۔ اور اگر بدی کرے گا، تھوڑی بہت بھی بدی کرے گا تو یقین رکھ کہ قبر میں خراب رفیق سے سابقہ پڑے گا۔ جو عالم آخرت میں بھی تیرے ساتھ ہوگا۔ یہاں تک کہ دوزخ میں ڈال دیا جائے۔

ذکر

جب کہ ہمارے اعمال و کردار حتیٰ کہ کوئی بھی چیز اس دُنیا کی معدوم نہیں ہوگی۔ بلکہ خود ہم پر لوٹائی جائے گی تو آیئں اور عالم باقی کو اس دار فانی کے عوض نہ بیچیں اور اس زندگانی فانی کی خاطر جس میں ہر لذت کے ساتھ تکلیف اور ہر پھول کے ساتھ کانٹا موجود ہے، آخرت کی جاودانی زندگی اور بہشت کی نعمتوں کو اپنے ہاتھوں سے نہ گنوا دیں۔ گناہ کی عارضی لذت کی خاطر آئمہ طاہرینؑ اور رسولِ خُداؐ کی ہمنشینی اور ان سے گفتگو سے اپنے آپ کو محروم نہ کردیں۔ اور اس سے بڑھ کر مشاہدہ جمال خداوند تعالیٰ کو اپنے اوپر حرام نہ کریں۔

آثار اعمال انسان

ہمارے اعمال کردار و گفتار و رفتار دو اثرات کے حامل ہیں۔ اوّل وہ اثر جو ہمارے نفس پر پڑتا ہے یعنی اگر انسان کے اعمال صالح ہیں تو اس کا نفس نیک تاثیر کو قبول کرتا ہے۔ اور اگر اعمال اس کے بُرے ہیں تو وہ حیوانیت کی کھائی میں جاگرتا ہے۔ دوسرا یہ کہ قیامت کے دن ہمارے اعمال ہم پر لوٹا دیئے جائیں گے۔

اِنَّمَا اعمالکم ردت الیکم،

"اور مرنے کے بعد ان میں سے ہر ایک اپنی حقیقی شکل میں مجسم ہوجائیں گے اور اس عالم میں ہمارے ساتھ رہیں گے"۔

انسان کے اعمال کا پلٹنا

عالم آخرت میں تجسم اعمال ... کے ساتھ ہونا ہمارے

Presented by: https://jafrilibrary.com

افعال کے اثرات ہیں۔ قرآن اس حقیقت کو اس طرح بیان کرتا ہے:

یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًاۢ بَعِيْدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ (آلِ عمران - ۳۰)

ترجمہ:۔ جس روز کہ ہر شخص اپنے اچھے کیے ہُوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا پائے گا اور اپنے بُرے کیے ہُوئے کاموں کو بھی تو اس بات کی تمنا کرے گا کہ کیا خُوب ہوتا جو اس شخص کے اور اس روز کے درمیان دور دراز کی مسافت ہوتی۔ اللہ تعالےٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ تعالیٰ بندوں پر نہایت مہربان ہے

اعمال کو آنکھوں سے دیکھنا

presented by: https://jafrilibrary.com

روزِ حساب اپنے گناہوں میں گھر جانا بے انتہا رسوائی کا موجب ہے۔ اور ان لمحوں کی ذلت دوزخ کے شعلوں سے بھی زیادہ تند و تیز ہے۔

انسان کے اعمال اگر اچھے ہُوئے تو روزِ قیامت وہ اس حسین چہرے کے ساتھ جس میں کھڑا کیا گیا ہوگا اس قدر خوش ہو گا کہ اہلِ محشر کو ذوق و شوق سے مخاطب کر کے کہے گا کہ آؤ میرے اعمال کو دیکھو اور میرے نامۂ اعمال کو پڑھو۔

ان ہی معنوں میں حسبِ ذیل آیت بھی موجود ہے:

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ﴿۶﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾ (زلزال ۶-۸)

خداوند تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے: روزِ قیامت لوگ قبروں سے پراگندہ باہر نکل آئیں گے۔ تاکہ اپنے اعمال کو دیکھ لیں۔ جزائے اعمال نہیں کہا گیا۔ کیونکہ اگر مراد جزا ہوتی تو کہا جاتا: لِيُرَوْا جَزَاءَ اَعْمَالِهِمْ

Presented by: https://jafrilibrary.com

چنانچہ خود اعمال کا مشاہدہ مقصود ہے۔ تجسم اعمال کی اپنے دوسرے معنی میں کہ اس وقت زیر بحث ہے۔ تائید ہوتی ہے۔ یعنی جو شخص بھی اگر دنیا میں ذرہ برابر نیکی کر کے آیا ہوگا۔ روز قیامت اپنے عمل کو دیکھ لے گا۔ اگر ذرہ برابر بدی کی ہوگی۔ تو وہ بھی دیکھ لے گا۔

امام اُمت کا اس بارے میں قول

استاد بزرگوار، رہبر عظیم الشان انقلاب اسلامی امام خمینی نے بارہا ان آیات شریف کی تلاوت کی ہے۔ اور امام جعفرؑ صادق سے نقل کیا ہے کہ آیت لِیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ آیاتِ محکمات میں سے ہے۔ یعنی اگر انسان کا عمل بد ہوگا تو وہ اسی سے متناسب صورت کے ساتھ محشور ہوگا اگر عمل نیک ہے تو غیر معمولی نورانیت اور جاذبیت کا حامل ہوگا۔ اور اسی کیفیت میں محشور ہوگا۔ گویا روز قیامت انسانی اعمال سے وابستہ ہو کر یا تو روزِ رسوائی ہوگا یا روزِ سرفرازی۔

ہر کہ چوں ہندوی بد سودائی است
روز عرضش نوبت رسوائی است
وانکہ سر تا پا گلست و سوسن است
بس بہار او دو چشم روشن است
یوم تبیض و تسود وجوہ !
ترک و ہندو شہرہ گشتہ زان گروہ
ہر چہ پنہاں بامدت پیدا شود
ہر کہ او خائن بود رسوا شود !

(مثنوی مولوی)

اعمال انسانی کا حاضر ہونا

اس سلسلے میں ایک دوسری آیت پر غور کرتے ہیں۔

وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى

Presented by: https://jafrilibrary.com

بِنَا حٰسِبِیْنَ (انبیاء - ۴۷)

ترجمہ :- "اور اگر عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو ہم اس کو لا ہاں، حاضر کر دیں گے۔ اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں"

خداوندِ حکیم اس آیت میں "اعمال انسان خواہ وہ رائی کے دانے کے برابر بھی ہو حاضر کیا جائے گا" سے روزِ جزا، حساب اور احتساب پر جو دقت اور محنت کی جائے گی۔ اس کی نشاندہی کر رہا ہے۔ اور کہتا ہے کہ انسان کا عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو روزِ جزا حاضر کریں گے اور اس کو حساب میں رکھیں گے اور ہمارا علم سارے احتساب کرنے والوں سے بہتر ہوگا۔

چنانچہ خوب و بد عمل چھوٹے سے چھوٹا بھی صف محشر میں حاضر کیا جائے گا۔

بہت سی آیات اس ضمن میں پیش کی جا سکتی ہیں۔ چند کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

سورۂ بقرہ آیت ۱۱۰

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ط

ترجمہ: "اور جو نیک کام بھی اپنی بھلائی کے واسطے جمع کرتے رہو گے۔ حق تعالے کے پاس اس کو پاؤ گے۔"

وَنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ○

(سُوْرۂ آلِ عمران - آیات ۱۸۱ - ۱۸۲)

ترجمہ: "اور ہم کہیں گے کہ چکھو آگ کا عذاب۔ یہ ان اعمال کی وجہ سے ہے۔ جو تم نے اپنے ہاتھوں سے سمیٹے ہیں اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔"

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾

(بقرہ ۲۸۱)

ترجمہ: اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ تعالے کی پیشی میں لائے جاؤ گے

Presented by: https://jafrilibrary.com

پھر ہر شخص کو اس کا کیا ہوا پورا پورا ملے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا۔"

ذکر

میرے عزیزو! ضروری ہے کہ ہم ان آیاتِ الٰہی میں فکر و تدبر کریں۔ بڑے افسوس کی بات ہوگی کہ ان کے پاس سے ہم غور و فکر کے بغیر گزر جائیں۔ دُنیا باقی رہنے والی نہیں اور ایک دن آئے گا کہ یہاں سے رختِ سفر باندھنا پڑے گا۔ جاتے ہوئے توشہ ساتھ ہونا چاہیے اور وہ توشہ وہی ہوگا جو پوری عمر میں ہم نے اس سفر کے لیے تیار کیا ہوگا۔

مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ٥

دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں بس ایک پونجی ہے۔

فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ⑲ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ⑳ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ㉑

(حج - ۱۹ تا ۲۱)

ترجمہ:- تو جو لوگ کافر تھے ان کے لیے آگ کے کپڑے قطع کیے جائیں گے ان کے سر کے اُوپر سے تیز گرم پانی چھوڑا جائے گا۔ اس سے ان کے پیٹ میں کی چیزیں اور کھالیں سب گل جائیں گی۔ اور ان کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے۔"

مولوی رومی نے تجسمِ اعمال کے سلسلے میں آیاتِ قرآنی کو بہت خوبصورت پیرائے میں اشعار میں پیش کیا ہے۔ یہاں ان اشعار کو دہرانا مناسب ہوگا۔

اے دریدہ پوستین یوسفاں
گرگ برخیزی ازآں خواب گراں
گشتہ گرگاں یک بریک خوہائے تو
می درانند از غضب اعضائے تو

Presented by: https://jafrilibrary.com

زآنچه می بافی همه روزه بپوشش
زانکه می کاری همه ساله بنوشش
گر نه خواهی جسته ای خود گشته ای
در حریر و قز دری خود رشته ای
چون ز دستت زخم بر مظلوم رست
آن درختی گشت زان زقوم رست
آن سخنهائی چو مار و کژدمست
مار کژدم گشت و گیرد دمت

(مثنوی مولوی)

"گرگ برخاستن" یہاں تجسم اعمال کے معنی میں کہا گیا ہے کہ اس سے پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے۔ عادات و صفات انسانی قیامت کے دن اپنی مناسبت سے صورت پیدا کریں گی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نویں نشست

ایک اعتراض
کا
جواب

گذشتہ بحث سے یہ بات روشن ہوئی کہ دُنیا کے اعمال انسان کی حیاتِ اُخروی کا تعین کرتے ہیں اور دُنیا و آخرت کا رابطہ گویا کھیتی اور کھلیان یا بونے اور کاٹنے کا ہے۔ چنانچہ اس اعتراض کا جواب کہ "انسان کے اعمال اور عذاب یا ثواب الٰہی کے درمیان کسی تناسب کا وجود نہیں"۔ بآسانی دیا جا سکتا ہے۔ احکامِ شرع مثلاً نماز، روزے پر توجہ نہ دینا انسان کی عادات کو شکل مہیا کرتا ہے۔ یہ عادات اور خصلتیں اس کا تشخص قائم کرتی ہیں۔ قیامت کے دن اسی دُنیا کے تشخص کے روپ میں وہ انسان کھڑا ہوگا۔ خود اس کے اعمال آخرت میں تجسم اختیار کریں گے۔ چنانچہ عمل اور سزا دو چیزیں نہیں۔ بلکہ دونوں ایک ہی ہیں اور قانون یا شرائط کے انداز سے ان کو نہیں دیکھنا چاہیئے کہ گناہ اور سزا کے درمیان تناسب ضروری شرط ہو۔ بلکہ یہ دونوں دراصل علت و معلول کے مثل ہیں۔ یعنی سبب اور اس کا اثر یا نتیجہ۔

عمل و جزا کی یکسانیت

فطری بات ہے کہ زہر کا جُرعہ پینا انسان کی موت کا سبب بن جاتا ہے۔ یہاں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ علت معلول سے تناسب نہیں رکھتا۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ایک لحظے کی غلطی اور تھوڑا سا زہر کھا لینا اس نتیجے یعنی موت سے تناسب نہیں رکھتا۔ عمل اور جزا کی مثال زہر پینے اور موت کی مثال سے ملتی جُلتی ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

بیشک تجسم اعمال کی بحث علت و معلول سے بالاتر ہے۔ اس لیے کہ یہ عینیت سے متعلق بحث ہے۔ یعنی عمل اور جزا دونوں یکساں ہیں۔

...... وَإِنْ كَانَ خَيْرًا فَخَيْرًا وَإِنْ كَانَ شَرًّا فَشَرًّا۔

(علم الیقین۔ فیض کاشانیؒ صفحہ ۸۸۴ جلد ۲)

چنانچہ جو بھی عالم آخرت میں مہیا ہے، وہ خود انسان نے پہلے سے بھیجا ہوا ہے۔

عمل و جزا کی مثال وجود ذہنی اور وجود خارجی کی جیسی ہے۔ یعنی یہ دُنیا وجود ذہنی کے مثل ہے اور جہان آخرت وجود خارجی ہے۔ یہ دونوں وجود ایک حقیقت واحد ہیں اور فرق ان میں صرف یہ ہے کہ وجود ذہنی، وجود خارجی سے کچھ کمزور ہے۔

معلوم ہوا کہ وہ اعتراض اس پر لاگو نہیں ہوتا۔

توبہ

ایک دوسرا نکتہ جس کی یاد دہانی ہونی چاہیئے وہ توبہ اور گناہوں کی بخشش ہے۔ کیونکہ جو کچھ اعمال و جزاء کے بارے میں اب تک کہا گیا وہ ذہن میں اس شبہ کو جگہ دیتا ہے کہ اگر عمل و جزا ایک واحد حقیقت کے دو وجود ہیں تو پھر گناہ توبہ کے ذریعے معاف کیسے ہو جاتے ہیں۔ اور انسان اپنے اعمال کے نتائج سے دوچار کیوں نہیں ہوتا؟

روایات سے جو پتہ چلتا ہے وہ یہ ہے کہ گناہ سے توبہ آتش جہنم سے گلو خلاصی اور سانپ اور قبر کے کیڑوں اور برزخ کے عذاب اور جہنم کے آتشیں گرز، طوق و زنجیر سے رہائی اور زقوم و حمیم سے نجات کا باعث ہے۔

قرآن بھی اس بارے میں فرماتا ہے:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۔ (زمر۔ ۵۳)

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ اے میرے بندوں جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں تم خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ بالیقین خدا تعالے تمام گناہوں کو

Presented by: https://jafrilibrary.com

معاف فرمادے گا:
گناہ کیسا ہی سنگین کیوں نہ ہو۔ مگر رحمتِ الٰہی سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ:
..... وَلَا تَايْـَٔسُوا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

(یوسف۔ ۸۷)

ترجمہ: "اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بے شک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ نا امید ہوتے ہیں۔ جو کافر ہیں۔"
چنانچہ جو توبہ کرتا ہے۔ وہ اللہ کی طرف واپس لوٹتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور فرماتا ہے:
التائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ۔

(وسائل شیعہ۔ ج ۱۱۔ص ۳۵۸)

(جس نے گناہ سے توبہ کی وہ ایسا ہے۔ جیسے گناہ کیا ہی نہ ہو)
اس گفتگو سے یہ نتیجہ نکلا کہ توبہ کرنے پر اللہ تعالیٰ انسان کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ مگر تجسم اعمال کی بحث میں کہا گیا تھا کہ انسان کے گناہ مجسم ہو جاتے ہیں اور عالم آخرت میں گناہ گار کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ممکن ہے اب یہ سوال ابھرے کہ توبہ کے بعد جو اعمال تجسم پا چکا تھا۔ اب اس کو کیا ہونا چاہیئے؟ اس سلسلے میں دو نقطۂ نظر بیان کرتا ہوں۔

مرحوم شیخ محمد حسین اصفہانی (کمپانی) کا نقطۂ نظر

مرحوم کمپانی ایک مرد عارف فرماتے ہیں: توبہ کرنے والے میں اور اس کے گناہوں میں جدائی ڈال دی جاتی ہے اور اس کے بداعمال جو مجسم ہو چکے ہوتے ہیں۔ اس سے دُور ہو جاتے ہیں۔ یہ وہی گناہگاروں کی درخواست ہے کہ جو قیامت کے دن منظور نہیں کی جائے گی۔
يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚۖ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا

Presented by: https://jafrilibrary.com

بَعِيْدًا ط (آلِ عمران - ۳۰)

ترجمہ :- جس روز کہ ہر شخص اپنے اچھے کیے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا پائے گا اور اپنے بُرے کیے ہوئے کاموں کو بھی (دیکھے گا تو) اس بات کی تمنا کرے گا کہ کیا خوب ہوتا جو اس شخص اور اس روز کے درمیان دور دراز کی مسافت ہوتی :

مرحوم محقق کمپانی فرماتے ہیں : توبہ، انسان کے اعمالِ بد اور خود اس کے درمیان اتنی دُوری پیدا کر دیتی ہے کہ وہ اعمال اس کے ہاتھ و پیر کو باندھتے نہیں اور اس کے لیئے عذاب کا باعث نہیں بنتے ۔ وہ غفران کو اسی معنیٰ میں پیش کرتے ہیں۔

توبہ اور اعمال پر اس کے اثر کے بارے میں کلامِ امام خمینی

اُستادِ بزرگوار، رہبرِ عظیم الشان انقلاب اسلامی اس بارے میں فرماتے ہیں : توبہ اعمالِ بد اور گناہگار کے گناہوں کو معدوم کر دیتی ہے ۔ اور سیاہ نامۂ اعمال توبہ کے پانی سے دھل جاتا ہے ۔ دوسرے لفظوں میں انسان کے ناپسند اعمال جو قیامت کے دن کتے، سانپ، کیڑے، بچھو اور زقوم، حمیم اور آگ کے شعلوں کی زنجیر کی صورت اختیار کر جاتے ہیں، توبہ کی وجہ سے بالکل ختم ہو جاتے ہیں اور جہنم کی بھڑکتی آگ خاموش ہو جاتی ہے۔

تحقیقی نقطۂ نظر

ظاہراً حق اُستادِ بزرگوار کے ساتھ ہے۔ اس لیے کہ قرآن کہتا ہے : اے گناہگار سامنے آ کہ اگر تو آیا تو تیرے گناہ مٹا دوں گا ۔ یعنی گناہگار جہنم میں جائیں گے۔ جہاں وہ ایک مدتِ دراز خواری و ذلت میں رہیں گے، مگر وہ جو توبہ کر لیں۔ توبہ کرنے والوں کا نامۂ سیاہ نابود کر دیا جائے گا۔ اور اس کی جگہ روشن نامۂ اعمال ہوگا اور اللہ انکے اعمال بدنیک اعمال میں بدل دیگا یہ نامۂ درخشاں ان کی توبہ کا ثواب ہے۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

Presented by: https://jafrilibrary.com

رَحِيمًا ○ (فرقان ۔ ۷۰)

ترجمہ: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے تو اللہ تعالٰے ایسے لوگوں کے گناہوں کی جگہ نیکیاں عنایت فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔"

چنانچہ توبہ کے ذریعہ آتش جہنم، بہشت کے باغوں میں تبدیل ہو جاتی ہے اور طوق و زنجیر بہشت کی نہروں اور سرسبز درختوں میں تبدیل ہو جائیں گی۔

مومن جہنّم میں نہیں جائے گا۔

روایتوں میں ہم پڑھتے ہیں، حتی المقدور مومن جہنم میں نہیں جائے گا۔ اس کو دُنیا میں فقر، مصیبت، رنج و مرض کے ذریعے جو گناہوں کا کفارہ ہیں، پاک کیا جاتا ہے۔ اگر اس کے گناہ ان سے بھی زیادہ ہوں تو موت کا وقت اس پر سخت گزرتا ہے۔ تاکہ بخش دیا جائے۔ اگر پھر بھی گناہوں سے آلودہ ہُوا تو فشار قبر اور برزخ کے عذاب سے اس کی آلودگی دور کردی جاتی ہے۔ اگر اب بھی باقی ہو۔ روز قیامت کی سختیاں اس کو پاک کردیتی ہیں اور اگر ان سب سے بھی نجات نہ پا سکے تو جہنم میں بھیج دیا جاتا ہے اور اس حد تک اس کی آگ میں جلتا اور وہاں کا عذاب سہتا ہے کہ اس کی کدورتیں رفع ہو جاتی ہیں۔ پھر اس کو دوزخ سے نکال کر حوضِ کوثر میں تطہیر کرتے ہیں اور بہشت میں داخل کرتے ہیں۔

جہنّم تو اللہ کا الطاف ہے

اس بیان سے استاد بزرگوار امام خمینی کے حکیمانہ قول کہ جہنم الطاف بزرگِ الٰہی ہے، آشکارا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جہنم انسان کی کدورتوں کو پاک اور تطہیر کرنے کا ذریعہ ہے اور انسانی شخصیت جو خنزیر میں تبدیل ہو گئی تھی۔ دوبارہ انسانی تشخص حاصل کر لیتی ہے۔

بے شک یہ سب کچھ ان کے لیے ہے جو کچھ نہ کچھ جواز رکھتے ہو۔ وہ لوگ جو قطعی بے جواز ہوں۔ وہ آتش جہنم سے بھی پاک نہیں ہوں گے اور ابد تک آتش جہنم میں رہیں گے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ط

(سورۂ نساء۔ آیت ۱۱۶)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے۔ اس کے سوا جتنے گناہ ہیں جس کے منظور ہوگا وہ گناہ بخش دے گا۔

نفس پر توبہ کا اثر

جیسا کہ پہلے اشارہ کیا گیا انسان کے اعمال دو اثر کے حامل ہیں

اوّل:۔ آخرت میں تجسم اعمال دو معنیٰ میں کہ جیسا بیان کیا گیا۔

دوسرے:۔ وہ اثر جو نفس پر پڑتا ہے۔ اس طور کہ ہمارا کردار، گفتار اور نیتیں اور ہماری فطرت انسانی نشوونما پائے یا پھر ہماری انسانیت حیوانیت میں تبدیل ہو جائے۔

یہاں دوسرے اثر کا ذکر جو ضروری ہے وہ یہ کہ اعمال و نیتیں ہمارے دل پر اثر کرتی ہیں اور ہمارے دل کو نورانی یا تاریک کر دیتی ہیں۔ قرآن اس بارے میں فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ

(نساء۔ ۱۱۶)

ترجمہ:۔ "جن لوگوں کے دل خدا کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے۔ ان کے لیے بڑی خرابی ہے۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں"۔

ان کے سخت دلوں پر حق بات بے اثر ہے۔ وہ احکام شرعی، نماز، روزے کو اہمیت نہیں دیتے۔ مگر وہ لوگ جو احکام الٰہی کے پابند ہیں اور بیت المال کی حفاظت، لوگوں کی خدمت اور مسلمانوں کے دلوں کو خوش کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ ان کے دل نورانی اور باصفا ہیں۔ اور جو دل نورانی ہوگا اس پر رحمتِ الٰہی کا نزول ہوگا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

اعمال میں علت و معلول کا اثر

ہمارے اعمال اور نیتوں کا چوتھا اثر علت و معلول کا اثر ہے ۔ یعنی گناہ انسان اور اس کے متعلقین کو گھیر لیتا ہے اور اس گناہگار اور اس کے گھر بار کی عاقبت بخیر نہیں ہوتی ۔ نہ صرف ان گناہگاروں بلکہ ان کی اولاد کی بھی عاقبت بخیر نہیں ہوتی ۔ قرآن والدین کے تقویٰ اور سچ بات پر قائم رہنے کو ان کی اولاد کے نیک انجام کا عامل بتاتا ہے ۔

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝٩

(نساء ۔ ۹)

ترجمہ : اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جائیں تو ان کی ان کو فکر ہو ۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ خدا تعالے سے ڈریں اور پائیدار بات کہیں

تقویٰ اور حق کی شہادت اولاد کی نیک بختی کا باعث ہے ۔ اس یہ نہیں کہا جا سکتا ، کہ کیوں والدین کے گناہ اولاد کا دامن پکڑ لیتے ہیں ، کیونکہ یہ دونوں علت و معلول زمرے میں آتے ہیں اور یہ وہ آگ ہے جو والدین اپنے گھر کے اندر سلگاتے ہیں اور تر و خشک کو جلا ڈالتے ہیں ۔ قرآن اس فتنے سے اس طرح ہشیار کرتا ہے :

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۚ

(انفال ۔ ۲۵)

ترجمہ : "اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص ان ہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں ۔"

اسی طرح ایک بے بنیاد چھوٹا موٹا جھگڑا محاذ جنگ پر یا شہر میں ، کسی مسلمان کی تحقیر وغیرہ ممکن ہے ۔ الگ سے فتنہ نہ معلوم ہو مگر ہو سکتا ہے کہ سب کو اس آگ میں جلا ڈالے ۔ نیک کام کرنا بھی نیکوکار اور اس کی اولاد کے لیے نیک انجام کا باعث بنے گا ۔ مثلاً ماں باپ کا کار خیر نہ صرف ان کے کام آئے گا بلکہ ان کی اولاد [illegible] ہوگا ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

دسویں نشست

معاد
کی
منزلیں

قرآن اور روایات اہلِ بیتؑ کی رُو سے معاد کی منزلیں ہیں۔ پہلی منزل موت کا وقت جب جان بدن سے نکلتی ہے اور آخری منزل وہ ہے۔ جب پرہیزگار مومنین کو جنّت میں داخل کیا جائے گا اور گنہگاروں کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

موت کا وقت: پہلی منزل

پہلی منزل قرآن کی زبان میں 'سکرات موت' ہے۔ بعض انسانوں کے لیے یہ مرحلہ نیک اور بعض اوقات بہت مبارک ہوتا ہے۔ کیونکہ امیرالمومنینؑ اور بعض اوقات چہاردہ معصومینؑ ان کے سرہانے موجود ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایسے لوگوں کے سامنے ملک الموت بہت اچھی صورت اور رُوپ میں ظاہر ہوتا ہے اور ان کی رُوح قبض کرتا ہے۔ ملائکہ رحمت سلام و درُود کے ساتھ ان کی رُوح مطہر عالم ملکوت کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور جب جب آسمان پر پہنچتے ہیں۔ وہاں کے رہنے والے ان کا خوشی خوشی استقبال کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی رُوح پاک عرش پروردگارِ عالم پر پہنچتی ہے اور حضورِ ربوبیت میں حاضر ہو کر اپنی اصلی منزل کی طرف واپس جاتی ہیں۔

جیسا کہ روایات میں ہم پڑھتے ہیں۔ ان کی موت گلپاشی کی مانند ہوتی ہے۔ اور مرنے کے بعد روزِ محشر تک وہ برزخ کی بہشت میں رہتے ہیں۔ ان نیک بختوں کے بارے میں قرآن شریف نے بہت کچھ کہا ہے۔ جن میں چند آیتیں یہاں پیش کی جاتی ہیں:

Presented by: https://jafrilibrary.com

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي
كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَفِي الْآخِرَةِ (فصلت - ۳۰-۳۱)

ترجمہ: "جنہوں نے کہا کہ بے شک ہمارا رب اللہ ہے اور اس ایمان پر استقامت سے رہے۔ تو ان پر فرشتے نازل ہو کر خوشخبری دیتے ہیں کہ اب نہ خوف کرو نہ رنج۔ تم سے جس بہشت کا وعدہ کیا گیا تھا اس کی بشارت ہو۔ ہم دُنیا اور آخرت میں تمہارے مددگار اور دوست ہیں۔"

یعنی جن لوگوں نے ایمان اور حقیقتِ توحید کو عالم صالح کے ذریعے اپنے دلوں میں استوار کیا ہوا ہے اور احکام شرع خصوصاً نماز اول وقت، نوافل پڑھنا، زبان اور اعضاء جوارح کو قابو میں رکھنا، روزہ، زکوٰۃ، خمس، حج اور جہاد کو اہمیت۔ ان کو موت سے کوئی خوف نہیں۔

الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ ۙ يَقُولُونَ سَلَامٌ
عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (۳۲)

(نحل - ۳۲)

ترجمہ: جن کی رُوح کو فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں، السلام علیکم تم جنت میں چلے جانا اپنے اعمال کے سبب۔"

مندرجہ بالا آیات میں مومنوں پر موت کا وقت اور اس کے بعد کا حال بیان ہوا ہے۔ اور اسی قرآن کریم میں ان کی اس طرح توصیف کی گئی ہے:

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ
طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ (۲۴) تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ
حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَذَكَّرُونَ (۲۵) (ابراھیم - ۲۴-۲۵)

ترجمہ: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی مثال بیان فرمائی ہے۔ کلمہ طیبہ کی

Presented by: https://jafrilibrary.com

کہ وہ مشابہ ایک پاکیزہ درخت کے ہے۔ جس کی جڑ خوب گڑی ہوئی ہو۔ اور اس کی شاخیں اونچائی میں جا رہی ہوں۔ وہ خدا کے حکم سے ہر فصل میں اپنا پھل دیتا ہو اور اللہ تعالیٰ یہ مثالیں لوگوں کے واسطے اس لیے بیان فرماتا ہے۔ تاکہ وہ خوب سمجھ لیں"۔

یہاں ایک ایسی معقول تشبیہ دی گئی ہے۔ جو نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے۔ یعنی قرآن فرماتا ہے کہ کلمۂ لا الٰہ الا اللہ عمل کے ذریعے اگر دل میں پائدار اور محکم ہو جائے تو ایمان کے استقرار کا سبب بن جاتا ہے۔ اور جب ایمان آدمی کے قلب تک پہنچ جائے اور اس میں محکم ہو جائے۔ تو اس کی نیکیاں، عبادات، خیر و خوبی وقتی اور کسی ایک زمانے کے لیے مخصوص نہیں ہوتیں۔ بلکہ وہ شخص ہمیشہ اور مسلسل محرمات سے دُور رہتا ہے اور واجبات و مستحبات پر عمل پیرا رہتا ہے اور لوگوں کی مدد اور محاذ و جہاد میں مشغول رہتا ہے۔ اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ ہمہ وقت ارتکاب گناہ اور آتش جہنم کے خوف سے لرزاں رہتا ہے۔

اس کی عبادات موسمی نہیں جس طرح رمضان کے مُبارک مہینے میں قرآن سے مانوس رہتا ہے اور تلاوت کرتا ہے۔ اسی طرح دوسرے ایام میں بھی اپنے حالات کے مطابق قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور اس کی آیات میں غور و خوض کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے وجود میں ایمان نے جڑ پکڑ لیا ہے اور اس کی پُر ثمر شاخیں پھیلی ہوئی ہیں اور ہر وقت تازہ پھل موجود ہیں۔ جن سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

مرحوم آقا میرزا جواد ملکی تبریزی (قدس سرہ) کی موت کا وقت

یہ سچ ہے کہ انسان کے سامنے بڑی بڑی مشکلیں اور ہولناک مراحل درپیش رہتے ہیں اور یہ موت کا مرحلہ سب سے مُشکل ترمنزل ہے۔ مگر ایسے لوگوں کے لیے جو راہِ خدا پر چلتے ہیں اور اس کی رضا کے جویا رہتے ہیں۔ ان پر نہ صرف موت آسان ہو جاتی ہے۔ بلکہ دیدارِ معشوق کے لیے جلدی روانہ ہونے کا مرحلہ ثابت ہوتا ہے۔

مرحوم آقا میرزا جواد ملکی تبریزی کے ایک دوست بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آقا جواد نے مجھے بُلا بھیجا۔ جب ان کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ غسل سے فارغ ہو کے خضاب لگا کر، پاک صاف

Presented by: https://jafrilibrary.com

بستر پر آرام کر رہے ہیں اور نماز ظہر و عصر کا انتظار کر رہے ہیں۔ بیمار تو وہ تھے ہی۔ بستر پر لیٹے لیٹے اذان و اقامت کہی نماز شروع ہونے سے پہلے کی دعائیں پڑھیں۔ جب تکبیر الاحرام پر پہنچے اور اللہ اکبر کہا ان کی روح مقدس بدن سے جدا ہوئی اور ملاء اعلیٰ اور اپنی اصلی منزل کی طرف پرواز کر گئی۔

کافروں پر موت کا وقت

کافروں پر موت کا وقت بہت دردناک ہوتا ہے۔ کیونکہ دنیا سے لگاؤ اور دل بستگی نے ان کے وجود میں جڑ پکڑ لی ہے اور اس طرح دنیا کے مظاہر پر فریفتہ ہیں کہ ان کا چھوٹنا ان پر بہت گراں گزرتا ہے۔ یہ لوگ ملک الموت کا حقیقی خوبصورت چہرہ نہیں دیکھتے۔ کیونکہ گناہوں نے ان کے سارے وجود کو جکڑ رکھا ہے اور دنیا میں غرق ہیں۔

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم نے اللہ تعالےٰ سے درخواست کی کہ کافروں کی قبض روح کے وقت ملک الموت کی شکل اور صفات دیکھیں۔ جواب آیا کہ تم اس کو برداشت نہیں کر سکو گے۔ کہا کہ بہر صورت خواہش میری یہی ہے۔

چنانچہ عزرائیل ایک کالے بدشکل آدمی کے روپ میں ظاہر ہوئے جس کے جسم پر بال کھڑے تھے۔ اس کالے بھیانک جسم کے منہ اور ناک سے آگ اور دھواں نکل رہا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ یہ ہیئت کذائی دیکھ کر بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا: اگر کافروں کے لیے صرف یہی عذاب ہو کہ تجھ کو اس شکل میں دیکھیں تو ان کے لیے یہی کافی ہے۔

(بحار الانوار جلد ۳)

کافر کی جانکنی کی کیفیت یہ ہے کہ عذاب کے فرشتے کوڑے لے کر اس کے سرہانے موجود ہوتے ہیں۔ اور اس کے سر اور چہرے پر کوڑے برساتے ہیں۔ اس کی جان کو اس سختی سے نکالتے ہیں کہ جیسے ہر ہر رگ و ریشے اور اس کی آنکھوں سے نکالی جا رہی ہو۔ اس کی روح بھی آسمان پر مومنین کی ارواح کی طرح لے جائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ محضر ربوبیت میں حاضر کی جاتی ہے مگر راستے میں ہر منزل پر اصلی شکل میں وارد ہوتی ہے۔ کبھی کتے کی شکل میں آسمان کے رہنے والوں کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ کبھی خنزیر کی شکل میں، کبھی کسی اور شکل میں۔ غرض کہ محضر ربوبیت میں کافر کی روح جب حاضر کی جاتی ہے تو اس وقت قہر الٰہی کی مستحق ٹھہرتی ہے۔ اور درگاہ الٰہی سے

Presented by: https://jafrilibrary.com

اخسۂ کی صورت میں راندہ درگاہ کی جاتی ہے۔ (اخسۂ بمعنی رد کرنا، دھتکارنا) وہاں سے اس کی اصلی منزل کی طرف لے جاتے ہیں اور برزخ کے عذاب سے وہ روح دوچار ہو جاتی ہے۔

قرآن ان کی جان نکالنے کے بارے میں فرماتا ہے :

وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ يَتَوَفَّى ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ۙ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَٰرَهُمْ وَذُوقُوا۟ عَذَابَ ٱلْحَرِيقِ ﴿۵۰﴾

(انفال ـ ۵۰)

ترجمہ :۔ "اور اگر آپ دیکھیں، جبکہ فرشتے ان کافروں کی جان قبض کرتے جاتے ہیں۔ ان کے منہ پر اور ان کی پشت پر مارتے جاتے ہیں اور کہتے جاتے آتشِ جہنم کا مزا چکھو۔

وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ ٱلظَّٰلِمُونَ فِى غَمَرَٰتِ ٱلْمَوْتِ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ بَاسِطُوٓا۟ أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوٓا۟ أَنفُسَكُمُ ۖ ٱلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ ٱلْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى ٱللَّهِ غَيْرَ ٱلْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ ءَايَٰتِهِۦ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿۹۳﴾

(انعام ـ ۹۳)

ترجمہ :۔ "اور اگر آپ اس وقت دیکھیں، جبکہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے۔ ہاں اپنی جانیں نکالو۔ آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی۔ اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمے جھوٹی باتیں بکتے تھے اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے"۔

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ ٱجْتُثَّتْ مِن فَوْقِ ٱلْأَرْضِ مَا لَهَا مِن قَرَارٍ ﴿۲۶﴾

(ابراھیم ـ ۲۶)

ترجمہ :۔ "اور گندہ کلمے کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک خراب درخت ہو کہ زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جائے۔ اس کو کچھ ثبات نہ ہو"۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت شریفہ اس اہم حقیقت کی نشاندہی کر رہی ہے کہ اگر کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ یعنی حقیقت توحید قلب انسانی میں جڑ نہ پکڑے تو وہ اس قدر کمزور ضعیف ہوگا کہ اس کو وقتی فقر، بیماری یا مصیبت حال سے بے حال کر دے گی۔

ایسے انسان کو اللہ تعالیٰ "شجر خبیثہ" کے مثل کہتا ہے کہ محرمات کے ارتکاب اور واجبات الٰہی سے دوری کے سبب تنومند تو ہوتا ہے۔ مگر سر تا پا نحوست اور تلخی ہوتا ہے۔ ایسا انسان اپنی باتوں، سوچ، نیت اور عمل سے صرف شر پیدا کرتا اور پھیلاتا ہے۔

موت کے وقت کے بارے میں ایک روایت

پیغمبر اکرم ایک جوان آدمی کے سرہانے تشریف لائے جو جانکنی کے عالم میں تھا اور اس سے فرمایا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھو۔ مگر وہ زبان نہ کھول سکا۔ آپؐ سمجھ گئے کہ اس کی زبان جو نہیں کھل رہی ہے تو اس کا سبب کثرت گناہ ہے۔ چنانچہ اس جوان کی ماں کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ اپنے بیٹے سے تو راضی ہے یا نہیں۔ ماں نے کہا کہ اس لڑکے نے مجھے بہت آزردہ کیا ہے اور اس سے راضی نہیں ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: تیرا لڑکا حالت نزع میں ہے۔ اس کے گناہوں سے درگذر کر اور اس سے راضی ہو جا۔ ماں نے آنحضرتؐ کے حکم کے مطابق اپنے بیٹے کی برائیوں سے درگزر کیا اور اس کو معاف کیا۔ چنانچہ دوبارہ آنحضرتؐ نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ذکر کی اس کو تلقین کی۔ اس دفعہ بآسانی اس جوان نے کلمہ پڑھ لیا۔ آنحضرتؐ نے اس سے سوال کیا کہ تو کیا دیکھ رہا ہے؟

عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ایک بہت بھیانک کالے سخت گیر شخص کو دیکھ رہا ہوں۔ جو میرے گلے کو دبا رہا ہے۔ آنحضرتؐ نے اس جوان سے کہا کہ، دعا کر:

یا من یقبل الیسیر ویعفو عن الکثیر اقبل منی الیسیر و اعف عنی الکثیر۔ انک انت الغفور الرحیم۔

ترجمہ:۔ اے وہ کہ کم اعمال کو قبول کرتا ہے اور کثیر گناہوں سے درگزر کرتا ہے میرے کم اعمال کو قبول فرما اور میرے کثیر گناہوں سے درگذر فرما، تو غفور و رحیم ہے

Presented by: https://jafrilibrary.com

مرنے والوں کے سرہانے حضرت امیرالمومنینؑ

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام جب بھی کسی کی جان نکلتی ہے تو اس کے سرہانے موجود ہوتے ہیں، خواہ وہ شخص مومن، کافر یا منافق ہو مگر مختلف افراد کے سرہانے آپ کی موجودگی مختلف پیرائے میں ہوتی ہے۔ یعنی کبھی لُطف و مہربانی کے ساتھ اور کبھی حالتِ قہر و غضب میں آپ کی موجودگی دوستوں اور مومنوں کے سرہانے مدد اور لُطف کی خاطر ہوتی ہے اور کافروں کے سرہانے قہر و غضب کے لیے۔

حیف ہے۔ اس شخص کے حال پر کہ اس کے مرتے وقت امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام اس سے ناراض ہوں۔ کیونکہ ان ہی لمحوں میں شیطان اس کے ایمان کو لے اُڑتا ہے اور وہ شخص دُنیا سے اس حال میں رُخصت ہوتا ہے کہ وہ ایمان سے تہی ہے۔

مرتے وقت ایمان کی کیفیت

کتاب جامع الاخبار میں ایک روایت اس مضمون کی موجود ہے کہ اگر انسان، منبر و محراب سے سروکار نہ رکھے تو خداوند تعالیٰ اس کو اس طور مشغول رکھتا ہے کہ دُنیا سے جاتے وقت ایمان سے خالی ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کے لیے یہ ایک بہت بڑی مصیبت ہے۔ کیونکہ اگر زندگی میں انسان قرآن، پیشوایان دین، روحانیت اور مسجد و محراب جو بنیادی سلسلے ہیں۔ ان سے واسطہ نہ رکھے اور یہ رابطہ استوار نہ ہو تو ایمان قلب انسانی میں ثابت و استوار نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ مرتے وقت ولایت قرآن و عترت کی پناہ میں نہ ہو اور اس کا قلب ایمان سے خالی ہو تو شیطان کے جھوٹے وعدوں اور فریب کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا ہے اور اس کے جال میں آجاتا ہے۔ اور آخر کار اس کے مرتے وقت کے احوال کے مطابق یا خوشامد اور نرمی سے یا قہر و غصے سے یا پھر فریب اور جھوٹے وعدوں سے اس کے ایمان کو لے اُڑتا ہے اور دُنیا سے جب آنکھیں بند کرتا ہے تو ایمان سے خالی ہوتا ہے۔

مگر جو ولایت امام علی علیہ السلام کی پناہ میں ہو اور اس کے سر پر مولاؑ کے لُطف و عنایت کا ہاتھ ہو تو کبھی بھی شیطان کے جال میں نہیں پھنسے گا اور شیطان اس کے سامنے مجبور ہو گا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

گیارھویں نشست

ایک اعتراض
کا
جواب

جناب امیرؑ کے مرنے والے کے سرہانے موجود ہونے پر مندرجہ ذیل طریقے پر شک کیا گیا ہے۔

یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک آن واحد میں حضرت علیؑ ہزاروں مرنے والوں کی مختلف جگہوں پر ہر ایک کے سرہانے موجود ہوں؟ یہی اعتراض ملک الموت پر بھی کیا جا سکتا ہے۔ روایات کی کتابوں میں ان دونوں سوالوں کے جواب موجود ہیں۔

روایات میں ہم پڑھتے ہیں کہ ملک الموت نے جس کے ہاتھ میں ایک تختی تھی۔ جناب پیغمبر اکرمؐ سے عرض کیا کہ: یہ دُنیا میرے لیے اس تختی کی مانند ہے۔ دُنیا کی تختی سے تشبیہ دراصل ملک الموت کے دُنیا کا احاطہ اور تسلط ظاہر کرتا ہے۔ فلسفے میں اس تسلط و احاطہ کو 'سعۂ وجودی' سے تعبیر کرتے ہیں۔ چنانچہ امیرالمومنینؑ اور ملک الموت چونکہ 'سعۂ وجودی' کے حامل ہیں۔ کسی خاص جگہ تک محدود نہیں۔ اور ان کا وجود جہانِ ہستی پر اشراف کامل رکھتا ہے۔ آن واحد میں خداوند تعالیٰ کی طرف سے تفویض شدہ ولایت کے سبب سارے جہانِ ہستی میں موجود رہتے ہیں۔

قرآن اور روایات کی رُو سے ثبوت

آیتِ شریفہ کی تفسیر میں:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ

Presented by: https://jafrilibrary.com
Presented by: https://jafrilibrary.com

عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ط

(بقرہ - ۱۴۳)

ترجمہ :- "اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنادی ہے جو اعتدال پر ہے۔ تاکہ تم لوگوں کے مقابلے میں گواہ ہو اور تمہارے لیے رسول اللہ گواہ ہوں۔"

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ "امت وسط" سے مراد یہ ہے کہ پیشوایانِ دین معصوم پیدا کیے گئے ہیں اور روزِ قیامت انسان کے نفع و نقصان کی شہادت دیں گے اور رسولِ خدا خود ان پر شاہد ہوں گے۔ چنانچہ:

۱- شیعی نقطۂ نظر سے مسلّم ہے کہ یہ آیت روزِ قیامت ائمہ طاہرین کی شہادت سے متعلق ہے۔

۲- یہ بھی معلوم ہے کہ امیرالمومنینؑ روزِ قیامت اس بات کی شہادت دیں گے۔ جس پر وہ حاضر و ناظر رہے ہوں۔ کیونکہ عقل و خرد اور شرع کی رُو سے وہی شہادت قابلِ قبول ہے جہاں گواہ موجود اور حاضر ہو۔

چنانچہ مندرجہ بالا دو باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ امیرالمومنینؑ ہر مرنے والے کے سرہانے موجود رہتے ہیں۔

خداوندِ عالم ایک دوسری آیت میں فرماتا ہے:

وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَ الْمُؤْمِنُونَ ط وَسَتُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۰۵﴾

(توبہ - ۱۰۵)

ترجمہ :- "اور آپ کہہ دیجئے کہ عمل کیے جاؤ۔ ابھی دیکھے لیتا ہے، تمہارے عمل کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ اور اہلِ ایمان اور ضرور تم کو ایسے کے پاس جانا ہے جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں کا جاننے والا۔ وہ تم کو تمہارا سب کیا ہوا بتلا دے گا۔"

اس آیت میں بھی اعمالِ انسانی کو رسولؐ خدا اور مومنین کے توسط سے دیکھا جانا عالم

Presented by: https://jafrilibrary.com

ہستی پر تسلط کی نشاندہی کرتا ہے۔ چنانچہ امیر المومنینؑ "سعۂ وجود" رکھنے کی وجہ سے عالم ہستی پر کامل احاطہ رکھتے ہیں اور سارے ہی اعمال کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اس صورت میں موت کے وقت آپ کا موجود ہونا تعجب کی بات نہیں۔

اسی طرح ایک روایت میں ہم پڑھتے ہیں کہ جناب امیرؑ حارث ہمدانی سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"کافر اور مومن مرتے وقت مجھے دیکھتے ہیں۔"

یہ اشارہ آپؑ کے اس "سعۂ وجودی" کی طرف ہے۔ میکائیل، عزرائیل، اسرافیل اور جبرائیل بھی اس "سعۂ وجودی" سے بہرہ مند ہیں

رسولِ خداؐ سے بھی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جبرئیلؑ کو کئی بار میں نے حقیقی شکل میں دیکھا کہ پوری دنیا کو گھیر لیا تھا۔ یہ بھی "سعۂ وجود" کی ایک تعبیر ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

ائمہ طاہرینؑ فیض کا وسیلہ ہیں

فلسفۂ وجود میں واسطۂ فیض، مسلمات میں سے ہے۔ غیر اسلامی فلسفے میں عقول عشرہ کو واسطۂ فیض گردانا گیا ہے۔ شیعی فلسفۂ اسلامی کی نگاہ میں مسلّم ہے کہ چہاردہ معصومینؑ حق اور خلق کے درمیان واسطۂ فیض ہیں۔ یعنی اگر ہم سننے، دیکھنے یا محاذ پر جنگ کرنے پر قادر ہیں تو یہ اسی فیض کی دلیل ہے۔ جو پیشوایانِ دین کے وسیلے سے ہم کو لمحہ بہ لمحہ پہونچتا رہتا ہے یہ فیض کا وسیلہ ہونا بھی ان بزرگوار ہستیوں کے "سعۂ وجودی" کی دلیل ہے۔

قبضِ روح کا خدا اور فرشتوں سے ربط

قرآن شریف کبھی قبضِ روح کو خداوند تعالیٰ سے نسبت دیتا ہے۔

اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا۔ (سورۂ زمر۔ آیت ۴۲)

ترجمہ: یہ اللہ ہے جو مرتے وقت لوگوں کی روح قبض کرتا ہے۔

اور کبھی ملک الموت کی طرف منسوب کرتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

قل یتوفیکم ملک الموت الذی وکل بکم

ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ۔ (سورہ سجدہ۔ آیت ۱۱)

ترجمہ:۔ کہہ دیجئے کہ موت کا فرشتہ جو تمہاری رُوح قبض کرنے پر معمور ہے۔ تمہاری جان نکال لے گا۔ پھر تم لوگوں کو پروردگار کی بارگاہ میں پیش کر دیا جائے گا۔ اور کبھی یہ کام فرشتوں سے متعلق بتاتا ہے:

"حتی اذا جاء احدکم الموت توفته رُسلنا وھم لا یفرطون ۵ (سورہ انعام۔ آیت ۶۱)

ترجمہ:۔"یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آ پہنچتی ہے۔ اس کی رُوح ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے قبض کر لیتے ہیں، اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔"

اماموں کا جواب

قرآن کی آیتوں میں قبض رُوح کے بارے میں مختلف تعبیرات کا جو ایک دوسرے سے نہیں ملتیں۔ ائمہ طاہرین سے سوال ہوا۔ ائمہ طاہرین خصوصاً حضرت امام جعفر صادقؑ کا جواب یہ ہے کہ:

ملک الموت اللہ تعالیٰ کے اذن سے رُوح قبض کرنے پر مامور ہے۔ وہ اس کام کے لیے تنہا نہیں آتا بلکہ مؤمنین کی جان لینے جب آتا ہے تو ہمراہ ملائکہ رحمت بھی ہوتے ہیں اور کفار کے لیے ملائکہ غضب و عذابِ الٰہی۔ عزرائیل جان نکالتا ہے اور ان ملائکہ کے حوالے کرتا ہے چنانچہ اگر قبضِ رُوح کو خدا سے نسبت دیں تو صحیح ہوگا کیونکہ ملک الموت اللہ تعالےٰ کے اذن سے رُوح قبض کرتا ہے اور اس کو اگر ملک الموت سے نسبت دیں تب بھی صحیح ہے، اور اسی طرح جو فرشتے ملک الموت کے ساتھ ہوتے ہیں اگر ان سے نسبت دیں تو بھی صحیح ہوگا۔

ادب اور گرامر کی رُو سے بھی کبھی فعل کو فاعلِ قریب اور کبھی فاعلِ بعید سے اور کبھی دونوں سے نسبت دیتے ہیں۔ مثلاً حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ کی داستان میں یہ طے پایا تھا کہ حضرت موسیٰؑ رُشد و ارتقار کے لیئے تعلیم پائیں اور اس تعلیم کا ذریعہ حضرت خضرؑ تھے اس کے باوجود کہ موسیٰؑ کلیم اللہ اولوالعزم پیغمبر تھے۔ اور حضرت خضرؑ ان سے زیادہ اعلم نہ

Presented by: https://jafrilibrary.com

تھے۔ سورہ کہف کی آخری آیتوں میں جہاں اس قصے کا ذکر ہے قرآن فرماتا ہے: جب حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کی ہمراہی قبول کر لی تو دونوں چل پڑے۔ راستے میں حضرت خضرؑ نے ایک کشتی میں سوراخ کر دیا۔ ایک بے گناہ لڑکے کو قتل کر دیا۔ ایک دیوار کو گرا کر دوبارہ پختہ بنا دیا اور جب حضرت موسیٰؑ نے اعتراض کیا تو جواب میں حضرت خضرؑ نے کبھی فعل کو اپنے سے منسوب کیا اور کبھی خداوند عالم کی طرف نسبت دی چنانچہ ارشاد قدرت ہے۔

أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾

(کہف۔ ۷۹ تا ۸۲)

ترجمہ:۔ "وہ جو کشتی تھی سو چند آدمیوں کی تھی جو دریا میں محنت مزدوری کرتے تھے۔ میں نے چاہا کہ اس میں عیب ڈال دوں اور ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا جو ہر کشتی کو زبردستی چھین رہا تھا۔ اور رہا وہ لڑکا۔ سو اس کے ماں باپ ایمان دار تھے۔ ہم کو اندیشہ ہوا کہ یہ ان دونوں پر اپنی سرکشی اور کفر کا اثر نہ ڈال دے پس ہم کو یہ منظور ہوا کہ بجائے اس کے ان کا پروردگار ان کو ایسی اولاد دے جو پاکیزگی میں اس سے بہتر ہو اور محبت کرنے میں اس سے بڑھ کر ہو۔ اور رہی دیوار وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی جو اس شہر میں ہیں اور دیوار کے نیچے ان کا کچھ مال

Presented by: https://jafrilibrary.com

مدفون تھا۔ ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا۔ سو آپ کے رب نے اپنی مہربانی سے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور اپنا دفینہ نکال لیں اور کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا۔ لیجیے یہ ہے حقیقت ان باتوں کی۔ جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

بارھویں نشست

عالمِ برزخ

عالم برزخ دُنیا اور آخرت کے درمیان ایک عالم ہے۔ اس کی لغوی معنی دو چیزوں کے درمیان حد کے ہیں۔ اور اصطلاح میں اس حالت کو کہتے ہیں جو موت اور دوبارہ زندہ کیے جانے کے درمیان ہوتی ہے۔

عالم برزخ کی پہلی منزل قبر ہے۔

برزخ کا ذکر قرآن کی آیات میں

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَاۗىِٕلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

(مُؤْمِنُوْنَ - ۹۹-۱۰۰)

ترجمہ :" یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت آتی ہے۔ اس وقت کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھ کو پھر واپس بھیج دیجئے۔ تاکہ جس دنیا کو میں چھوڑ آیا ہوں۔ اس میں پھر جا کر نیک کام کروں۔ ہرگز نہیں، یہ تو صرف بات ہی بات ہے۔ جس کو یہ کہے جا رہا ہے۔ اور ان لوگوں کے آگے ایک برزخ حائل ہے قیامت کے دن تک "

سورۂ یٰسین میں بھی انطاکیہ کے واقعہ کے ذکر کے بعد فرمایا کہ سرکش اور ہٹ دھرم لوگوں نے حبیب نجار کو قتل کر ڈالا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا: جنت

Presented by: https://jafrilibrary.com

میں داخل ہو جا۔

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لا بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾

(یٰس - ۲۶-۲۷)

ترجمہ:- ارشاد ہوا کہ جا جنت میں داخل ہو، کہنے لگا کہ کاش میری قوم کو یہ بات معلوم ہو جاتی کہ میرے پروردگار نے مجھ کو بخش دیا اور مجھ کو عزت داروں میں داخل کر دیا۔"

بے شک ظاہر ہے کہ یہاں 'بہشت' سے مراد بہشتِ عالم برزخ ہے کہ روایات میں اس کو "روضۃ من ریاض الجنۃ" کہا گیا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سورہ واقعہ اس معنیٰ پر گواہ ہیں:

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾

(واقعہ - ۸۳)

فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾

(واقعہ - ۸۶)

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ لا فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۵

(واقعہ - ۸۸ - ۸۹)

وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾

(واقعہ - ۹۲)

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾

(واقعہ - ۹۵)

ترجمہ: جس وقت روح حلق تک آ پہنچی ہے۔
اگر تمہارا حساب کتاب ہونے والا نہیں ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

پھر جو شخص مقربین میں سے ہوگا اس کے لیے تو راحت و مہکار ہے۔
پھر جو شخص جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہوگا۔
بے شک یہ تحقیقی یقینی بات ہے۔

اگرچہ برزخ کے عذاب رُوح کے لیے ہوتے ہیں۔ مگر اس قدر سخت ناقابل برداشت ہوتے ہیں کہ جسم پر بھی اثر کرتے ہیں۔

عالم برزخ کی ایک جھلک

عالم برزخ کی حقیقت اور کلی طور سے مرنے کے بعد کی دُنیا کی حقیقت اس وقت ہمارے لیے قابل ادراک نہیں جس طرح کہ جنین جو شکم مادر میں ہو حقیقت دُنیا کا ادراک نہیں کر سکتا بس آیات و روایات کے وسیلے سے اس کی ایک جھلک تصور کی جا سکتی ہے۔

اس کام کے لیے ہم ایک تشبیہ سے کام لیں گے۔ یعنی عالم برزخ کو "عالم خواب" سے تشبیہ دیں گے۔ حالانکہ یہ تشبیہ بالکل حقیقی نہیں۔ سوتے میں انسان جب اچھے اور فرحت بخش خواب دیکھتا ہے۔ تو اس کی رُوح کو اس سے فرحت ملتی ہے۔ کیونکہ خواب بنیادی طور سے رُوح سے متعلق ہے۔ مگر جب رُوح لذت حاصل کر رہی ہو تو جسم بھی اس کا اچھا اثر قبول کرتا ہے اسی طرح جب آدمی ڈراؤنے خواب دیکھتا ہے تو اس کی رُوح پریشان ہوتی ہے۔ مگر اس کا اثر جسم میں بھی سرایت کرتا ہے۔ کبھی ایسا ہوا کہ کسی نے خود کو کوڑے کھاتے دیکھا یا خواب میں درندہ حیوان کو اپنا پیچھا کرتے دیکھا تو خواب سے بیدار ہو کر اپنے آپ کو پسینے پسینے اور خوف و ڈر سے جسم کو لرزتا ہوا پایا۔ حالانکہ کوڑا کھانا یا جانور کا پیچھا کرنا رُوح کے لیے تھا۔ اس کا جسم تو بستر پر آرام کر رہا تھا۔

برزخ کی پہلی منزل

ملک الموت بدن سے رُوح کو قبض کرتا ہے، محضر ربوبیت تک لے جاتا ہے۔ پھر واپس لاتا ہے۔ یہ برزخ کی اوّلین منزل یعنی قبر ہے۔ جو اصطلاح عام میں "قبر کی اوّل شب"

Presented by: https://jafrilibrary.com

کہا جاتا ہے اور مسلم روایات کی رُو سے قبر یا تو بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا

القبر اما حفرۃ من حفر النیران او روضۃ من ریاض الجنۃ

منکر نکیر کا سوال

جب انسان محضر ربوبیت سے واپس آتا ہے۔ دو فرشتے منکر اور نکیر آتے ہیں اور توحید نبوت، معاد، امامت اور عدل کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ یہ دونوں کفار کو ڈراؤنے دکھائی دیتے ہیں۔ روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ:

"ان کی آواز بجلی کی سی کڑک جو انسان میں رعشہ ڈال رہی ہو اور ان کی آنکھوں سے بجلی کے کوندے لپکتے ہیں جو آنکھوں کو خیرہ کر دیتے ہیں۔

بعض روایات میں ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ بھی تشریف لاتے ہیں۔ پچھلی نشست میں اس کے بارے میں مفصل بیان ہوا ہے۔

فشار قبر

دوسرے مسلّم امور میں سے ایک فشارِ قبر بھی ہے۔ روایات میں ہے کہ بیاں کی وہاں لگانے والے اور وہ جو طہارت کا لحاظ نہیں کرتے اور وہ جو بد خلق ہوتے ہیں اور زیادہ باتیں بنانے والے فشارِ قبر سے دوچار ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو ان ناپسندیدہ اعمال کے خوگر ہیں فشارِ قبر سے امان میں نہیں ہیں۔ گناہوں کی کمی بیشی اور شدت کے مطابق فشارِ قبر میں بھی کمی و بیشی ہوگی۔

معاذ کا قصہ

معاذ کا قصہ اور ان کے بارے میں رسولِ خدا کا کلام اس دعوے کا ثبوت ہے۔ پیغمبرِ اکرمؐ نے فرمایا "معاذ کے جنازے میں شرکت کے لیے اس قدر فرشتے آئے ہیں کہ زمین فرشتوں سے بھر گئی ہے۔" جب قبر میں ان کو اتارا گیا تو فرمایا، قبر نے ایسا فشار ان کو دیا کہ ان کی ہڈیاں ٹوٹ

Presented by: https://jafrilibrary.com

گئیں۔

معاذ کے لیے فشارِ قبر کی وجہ آنحضرتؐ نے یہ فرمائی: "وہ گھر میں بد اخلاق تھا گھر کے افراد کو خوفزدہ رکھا کرتے تھے"!

روایات میں ہم پڑھتے ہیں کہ قبر اس قدر فشار دیتی ہے کہ انسان کا جسم پس جاتا ہے، دماغ پچک جاتا ہے اور اس کے بدن سے عرق ٹپکنے لگتا ہے۔

یہ فشارِ قبر ایسے آدمی کے لیے جو بیاں کی وہاں لگاتا ہو جس کو عام زبان میں لُترا کہتے ہیں بہت سخت ہوگا۔

برزخ کا ثواب و عذاب

اس سے پتہ چلا کہ اگر انسان منکر و نکیر کے سوالات کا جواب دے سکا تو برزخ کی بہشت اس لیے طے کر دی جائے گی اور قیامت تک وہ اس بہشت میں رہے گا۔ گناہگار کی زبان بند ہو جائے گی اور دُنیا میں اس کے اعمال اور کارگزاری کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے میں حارج ہوں گے۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا۔ اس کو کوڑے لگائے جائیں گے۔ اس کی قبر آگ سے بھر جائے گی۔ اس کے سامنے دوزخ کا ایک گڑھا منہ کھول دے گا اور قیامت تک وہ اس برزخ کے عذاب میں رہے گا۔

برزخ کا زمانہ

برزخ کی مدت اور قبر میں رہنا مومنوں کے لیے تکلیف دہ نہیں ہوگا۔ یہ مدت کم نظر آئے گی۔ اس کے برعکس غیر مومنوں کے لیے یہ زمانہ بہت طویل اور ناقابلِ برداشت مصیبتوں اور عذاب کا زمانہ ہوگا۔ جیسا کہ حضرت عیسٰیؑ سے ایک روایت نقل کی گئی ہے۔ جس سے یہ بات بڑی خوبی سے واضح ہوتی ہے۔

حضرت عیسٰیؑ نے باذنِ خدا ایک جوان مُردے کو جس کی قبر کی مٹی ابھی خشک بھی نہیں ہوئی تھی زندہ کر دیا۔ جب وہ [illegible] زندہ ہوا تو بہت کمزور [illegible] نظر آ رہا تھا ایسا معلوم ہوتا

Presented by: https://jafrilibrary.com

تھا کہ سالوں سے اندھیرے میں رہ رہا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے اس سے دریافت کیا کتنی مدت ہوئی جان دیئے ہوئے؟ کہنے لگا: "کئی ہزار سال" "پھر پوچھا "مرنے کے بعد تجھ پر کیا گذری"؟ اس جوان نے کہا: جب مجھے قبر میں لٹایا گیا تو نکیر و منکر آئے اور مجھ سے سوالات کیے۔ جب ان کو کے جواب نہ دے سکا تو مجھے کوڑے لگائے۔ میری قبر آگ سے بھر گئی۔ اس آگ میں ابھی تک جل رہا ہوں۔"

حضرت عیسیٰؑ نے ایک دوسرے موقع پر ایک بڈھے کو، کہ جس کو مرے ہوئے ایک زمانہ دراز گزر چکا تھا۔ اس کے قبر کا نشان بھی باقی نہیں بچا تھا، باذن خدا زندہ کیا۔ جب وہ زندہ ہوا تو خوش شکل جوان کی صورت میں شاداں فرحاں تھا۔ حضرت عیسیٰؑ نے اس سے دریافت کیا کہ کتنا وقت گذرا کہ خاک کی نقاب تو نے اوڑھی تھی؟ کہنے لگا کہ" ابھی ابھی قبر میں لٹایا گیا تھا، لوگ مجھے قبر میں اُتار چکے تو منکر و نکیر آئے اور مجھ سے سوالات کیے۔ جیسے ہی میں نے ان کے صحیح جواب دیئے بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ میرے سامنے آگیا۔ میں وہاں ہی تھا کہ آپؑ نے مجھے زندہ کردیا۔

برزخ کی مدت ذہن سے منسوب ہے

بعضوں کے لیے برزخ کا زمانہ طول ہو جانا اور بعضوں کی نظر میں قلیل ہونا، یعنی برزخ کی مدت کا اضافی ہونا۔ ایک طرح سے ذہن کا اندازہ کہا جا سکتا ہے۔ اکثر دیکھا ہوگا اگر بیماری شدید ہو تو اس کا ہر ایک گھنٹہ گویا کئی دن معلوم ہونے لگتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ یہ بیماری کی رات اب صُبح نہ دیکھے گی۔

اس کے برعکس بھی دیکھا ہوگا کوئی شخص عیش و عشرت میں ہو تو وقت چٹکیوں میں گزرتا نظر آتا ہے۔ گویا ایک روز ایک سیکنڈ کے برابر تھا جو گذر گیا۔

عربی کی ایک مثال اس کی وضاحت کرتی ہے۔

سَنَةُ الفِراقِ سَنَةٌ وَسَنَةُ الوِصَالِ سِنَة

عاشق کے لیے ایک لحظہ فراق گویا ایک سال کے برابر ہے اور وصال کا ایک سال

Presented by: https://jafrilibrary.com

گویا پلک جھپکنے میں گذر گیا:۔

اسی طرح بعض اوقات آدمی تھوڑی دیر سوتا ہے اور اسی عرصے میں خواب میں اپنے آپ کو مکّے، مدینے، شام، کربلا و نجف میں دیکھتا ہے۔ یہ سارا سفر اس قلیل مدّت خواب میں انجام دے لیتا ہے۔

عالم برزخ میں صبر کا کام آنا

دُنیا میں صبر کرنا عالم برزخ میں کام آتا ہے۔ روایات میں ہم پڑھتے ہیں کہ جس وقت کسی بندے کو قبر میں اُتار کر قبر میں بند کر دیتے ہیں تو نماز، روزہ، خمس، صبر اور وہ نیکیاں جو اس نے لوگوں کے ساتھ کی تھیں وہ اس کی تلاش میں آتی ہیں۔ صبر ایک کونے میں کھڑا ہو کر دیکھتا ہے کہ دوسرے اعمال اس شخص کے لیے کیا کرتے ہیں۔ کیا اس کو نجات دلوا سکتے ہیں؟ جب تک کہ منکر نکیر آتے ہیں۔ صبر نماز اور دوسرے اعمال سے کہتا ہے کہ:

"دونکما صاحبکما ...."

"تمھارے آدمی کو تمھارے سپرد کیا۔ اس کی حفاظت کرنا، اور اگر نہ کر سکے تو پھر میں اس کا خیال کروں گا۔"

صبر کئی قسم کا ہوتا ہے۔ فقر پر صبر، بیوی یا شوہر کی بد اخلاقی پر صبر، بُرے ساتھی کے ساتھ تحمل عبادات میں صبر، گناہوں پر صبر، مگر ان سب میں زیادہ جو برزخ میں کام آتا ہے۔ وہ گناہوں پر صبر ہے۔ اللہ تعالیٰ صابروں کے حق میں فرماتا ہے:

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ○

(سورہ بقرہ آیت ۱۵۷)

ترجمہ: "ان لوگوں پر خاص خاص رحمتیں بھی ان کے پروردگار کی طرف سے ہوں گی اور عام رحمت بھی ہوگی اور یہی لوگ ہیں جنکی رسائی ہوگی"۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

اہل بیت کی محبت کا اثر

ایک دوسری چیز جو انسان کو قبر میں عذاب اور رنج سے نجات دیتی ہے۔ اور سارے اعمال سے زیادہ کارساز ہے۔ وہ محبت اہل بیت عصمت و طہارت ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: "ان مواقع پر کہ میں اپنے زائرین کی زیارت کو آتا ہوں۔ ان میں سے ایک قبر کی اول شب ہے۔" مرحوم محدث قمی 'مفاتیح' میں نقل کرتے ہیں:

"ایک ظالم مرنے کے بعد کسی عالم کے خواب میں آیا۔ عالم نے جب اس شخص کو عذاب و رنج میں نہیں دیکھا تو پوچھا کہ آرام سے کیونکر بسر ہو رہی ہے۔ حالانکہ تجھے تو سختی اور عذاب میں مبتلا ہونا چاہیئے تھا۔؟ اس ظالم و جابر نے جواب دیا: گذشتہ رات تک عذاب میں مبتلا تھا۔ میری قبر آگ سے بھری ہوئی تھی مگر رات سے اب تک قبرستان سے عذاب عارضی طور پر ہٹا لیا گیا ہے کیونکہ حضرت سید الشہداء علیہ السلام گذشتہ شب ۳ بار ایک خاتون محترم کے دیکھنے کو آئے وہ عالم اس بات کی تصدیق اور جستجو میں نکلا یہاں تک کہ اس خاتون کے شوہر سے ملاقات ہوئی اور اس سے دریافت کیا: تمہاری بیوی نے کون سا نیک کام انجام دیا تھا کہ امام حسین علیہ السلام اس کو دیکھنے آئے؟ شوہر نے اپنی بیوی کی نیکیاں بیان کیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وہ خاتون زیارتِ عاشورا ضرور پڑھتی تھی۔ ایک عمر اس نے زیارتِ عاشورہ پڑھی تھی۔ اس بات سے اس عالم کو اندازہ ہوا کہ امام حسینؑ اس خاتون مرحومہ کو کیوں دیکھنے آئے۔

عالم برزخ اور حقوق العباد

ساری باتوں میں جو چیز قبر اور عالم برزخ میں بہت خطرے کا باعث ہے اور شدید عذاب اس کی وجہ سے سہنا پڑتا ہے۔ وہ 'حق الناس' ہے بے شک قبر کی شب اول سب ہی گناہ انسان کے درپے ہو جاتے ہیں۔ مگر 'حق الناس' کا عذاب ہی دوسری قسم کا ہے۔

مرحوم نوری۔ استاد مرحوم حاج شیخ عباس قمی۔ اپنی کتاب 'دارالسلام' میں لکھتے ہیں ایک عالم نے اپنے مرحوم والد کو خواب میں دیکھا کہ بہت افسردہ نظر آرہے ہیں۔ پوچھا کہ آپ

Presented by: https://jafrilibrary.com

توعالم تھے۔ اسلام کے خدمت گزار تھے۔ اس حالت میں کیوں ہیں؟

باپ نے جواب دیا، میرا مقام اور جگہ یہاں اچھی ہے مگر وائے ہو حق الناس پر میں فلاں شخص کا دس تومان کا قرضدار ہوں۔ یہی قرض مجھے اس قدر رنجیدہ اور ایسا آزردہ خاطر اور افسردہ کئے ہوئے ہے:: بیٹا کہتا ہے کہ میں نے قرض خواہ کو تلاش کیا اور اس سے پوچھا کہ کیا میرے والدِ مرحوم تمہارے دس تومان کے قرض دار تھے۔

اس نے جواب دیا ہاں۔ میں نے پوچھا تو پھر مجھ سے آکر کیوں نہیں مانگ لیا۔ کہنے لگا مجھے خیال ہوا کہ آپ مجھے جھوٹا سمجھیں گے مگر آپ کے والد سے مجھے شکایت تھی کہ اپنی نوٹ بک میں کیوں نہیں نوٹ کر لیا تھا۔

آدمیوں کی عزت

حق الناس سے بھی اہم لوگوں کی عزت ہے۔ کسی عالم بزرگ کو خواب میں دیکھا اور ان کا حال پوچھا۔ کہنے لگے کہ حالت میری بہت اچھی ہے۔ مگر ایک بچھو میرے پیر کی انگلی سے چمٹ گیا ہے۔ اور مسلسل مجھے کاٹے جاتا ہے! جب وجہ پوچھی تو کہنے لگے: یہ تکلیف زبان کے زخم سے ہے:

Presented by: https://jafrilibrary.com

جی ہاں! زبان سے ایک زخم لگانا، بلا جواز کسی کے دل کو دکھانا، شخصیت انسانی کو داغدار کرنا یا کسی کی آبرو برباد کرنا ایک بچھو کی صورت اختیار کر لیتا ہے جو برزخ میں آنکھوں یا پیر یا ہاتھ یا زبان سے چمٹ جاتا ہے اور قیامت کے دن تک انسان کو آزار پہنچاتا رہتا ہے۔

چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "اے ہمارے شیعو! اگر روزِ قیامت ہماری شفاعت تمہارے نصیب میں ہو تو بھی برزخ کے لئے توشہ راہ تیار کرنا تمہاری اپنی ذمہ داری ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

تیرھویں نشست

صُور
کا
پھونکا جانا

قرآن میں ہے کہ اسرافیل صُور پھونکیں گے۔ جس کے اثر سے سارے جاندار مر جائیں گے کچھ مدت کے بعد، جو کسی کو معلوم نہیں، دوبارہ صُور پھونکا جائے گا۔ کہ سارے مُردے زندہ ہو کر صفِ محشر میں حاضر ہوں گے۔

وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ○ (زمر۔ ۶۸)

ترجمہ:۔ "اور صُور میں پھونک ماری جائے گی تو تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اُڑ جائیں گے۔ مگر جس کو خدا چاہے۔ پھر اس میں دوبارہ پھونک ماری جائے گی تو دفعتہً سب کے سب کھڑے ہو جائیں گے، دیکھنے لگیں گے۔"

اس آیت کی مثل قرآن میں دوسری بہت سی آتیں ہیں۔ مثلاً سورۂ یٰسین میں نفخ صُور سے صیحۃً واحدۃً کا ذکر ہے۔

صور پھونکے جانے سے کیا مُراد ہے

روایات و آیات سے تو ظاہراً یہ پتہ چلتا ہے کہ اسرافیل جو صور پھونکنے پر مامور ہیں۔ ایک صُور سے میں پھونکیں گے جس سے ہر زندہ شے مر جائے گی اور دوسری بار صور پھونکنے سے سارے مردہ دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔ مگر ممکن ہے، صور پھونکنے کی اصطلاح میں کوئی کنایہ

Presented by: https://jafrilibrary.com

ہو یعنی صُور پھونکنا لوگوں کو بیدار کرنے، خبر دینے، تیار کرنے کے معنی میں آیا ہو۔ کیونکہ اس کام کے لیے عام طور سے بگل یا طبل سے کام لیا جاتا ہے۔ شاید اس معنی میں ہو کہ حضرت اسرافیل خدا کے اذن سے خلائق سے خطاب کریں گے کہ: مر جاؤ۔ اس وقت ساری مخلوق مر جائے گی۔ دوبارہ کہیں گے زندہ ہو جاؤ، تو سب زندہ ہو جائیں گے۔ یعنی ہو سکتا ہے "پھونکنے" سے مراد کہنا ہو۔

پھونکنے کی کیفیت

جو آیات اور اہلِ بیتؑ کی روایات سے پتہ چلتا ہے۔ یہ ہے کہ صُور پھونکا جانا، مُسلّماتِ اسلام میں سے ہے۔ علی بن ابراہیمؒ کی تفسیر میں ایک روایت نقل ہوئی ہے جو علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے بھی بحار الانوار کی چھٹی جلد میں نقل کی ہے۔ راوی کہتا ہے: میں امامِ چہارمؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپؑ نے فرمایا "جب قیامت کا وقت قریب آپہنچے گا تو پروردگارِ عالم اسرافیل کو حکم دیں گے کہ صُور پھونکا جائے۔ وہ صُور پھونکیں گے اور عالمِ ہستی ختم ہو جائے گی اور حضرت اسرافیل کے علاوہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہوگا وہ موت سے ہمکنار ہو جائے گا۔ پھر خداوند تعالےٰ اس فرشتے سے فرمائیں گے کہ تو بھی اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دے اسرافیل بھی جان دے دے گا۔ چنانچہ اس کے بعد عالمِ ہستی میں بجز خداوند تعالےٰ کے کوئی نہیں ہوگا۔ اللہ تعالےٰ اس وقت کہے گا۔

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝

(سورہ المؤمن۔ آیت ۱۶)

ترجمہ:۔ آج کے روز کس کی حکومت ہو گی۔ بس اللہ ہی کی ہو گی جو یکتا غالب ہے"

پھر اللہ تعالےٰ اسرافیل کو زندہ کرے گا اور کہے گا: صور پھونکا جائے۔ اس دفعہ صور پھونکنے پر سارے ہی زندہ ہو جائیں گے۔ عالمِ قیامت اور محشر بپا ہو جائے گا اور ساری مخلوق حساب و کتاب کے لیے محضرِ ربوبیت میں حاضر ہو جائے گی۔

راوی کہتا ہے کہ جب بات یہاں تک پہنچی تو امامؑ نے گریہ کرنا شروع کر دیا۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com

مُردوں کا زندہ ہونا

ابھی ذکر ہوا کہ جب دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو مُردے زندہ ہو جائیں گے۔ شاید اس آیت شریفہ میں۔

قَالُوا رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ

(المؤمن آیت ۱۱)

ترجمہ:- وہ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار آپنے ہمکو دوبار مُردہ کیا اور دوبار زندگی دی۔

اس طرف اشارہ ہو کہ پہلی موت اس دُنیا سے برزخ کی طرف انتقال ہو اور پہلا زندہ ہونا عالم برزخ میں آنکھ کھولنی ہو۔ اور دوبارہ مرجانا وہی پہلا نفخ صُور ہو اور دوبارہ زندہ ہونا۔ دوسرا نفخ صور۔ قرآن سے ظاہرا جو سمجھ میں آتا ہے وہ یہی ہے کہ نفخ صُور دوم کے بعد عالم ہستی زندہ ہو جائیگی

الا الی اللہ تصیر الامور۔ (سورۂ شوریٰ۔ آیت ۵۳)

ترجمہ:- "یاد رکھو سب امور اسی کی طرف رجوع ہوں گے۔"

کچھ روز محشر کے بارے میں

ایک دوسری آیت میں قرآن فرماتا ہے:

یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا۔

(سورۂ النبأ۔ آیت ۱۸)

ترجمہ:- جس دن صُور پھونکا جائے گا۔ پھر تم لوگ گروہ گروہ ہوکر آؤ گے۔"

ایک دوسری جگہ فرمایا:

یومئذ یصدر الناس اشتاتا لیروا اعمالھم۔

(سورۂ زلزال۔ آیت ۶)

ترجمہ: اس روز لوگ مختلف جماعتیں ہوکر واپس ہوں گے۔ تاکہ اپنے اعمال کو

Presented by: https://jafrilibrary.com

دیکھ لیں۔"

غیر مومن کے لیے یہ دن بہت سخت ہوگا، کیونکہ

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۝ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ۝

(مدثر۔ ۸ تا ۱۰)

ترجمہ:۔ "پھر جس وقت صور پھونکا جائے گا، وہ وقت یعنی وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا۔ جس میں ذرا آسانی نہ ہوگی۔"

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝ (حج۔ ۱)

ترجمہ:۔ "اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ کیونکہ روزِ قیامت کا زلزلہ ایک بڑا حادثہ اور سخت واقعہ ہوگا۔"

يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝

(حج۔ ۲)

ترجمہ:۔ "جس روز تم لوگ، اس زلزلے کو دیکھو گے۔ اس روز تمام دودھ پلانے والیاں اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائیں گی اور تمام حمل والیاں اپنا حمل ڈال دیں گی اور تجھ کو لوگ نشے کی سی حالت میں دکھائی دیں گے۔ حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے۔ لیکن اللہ کا عذاب سخت ہی سخت چیز ہے۔"

قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ روزِ محشر ۵۰ ہزار سال کا ہوگا۔

تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ۝ (معارج۔ ۴)

ترجمہ:۔ فرشتے اور روحیں اس کے پاس چڑھ کر جائیں گی۔ ایسے دن میں

Presented by: https://jafrilibrary.com

جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے۔

مگر جیسا کہ پہلے صفحات میں مُدت کا طویل یا مختصر ہونا اعمال سے مناسبت رکھنا بیان کیا گیا۔ قیامت کا دن بھی مومن کی نظر میں طویل نہیں ہوگا۔ جیسا کہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے۔ مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولِ خُدا سے اس آیت میں قیامت کے دن کے طویل ہونے کے بارے میں پوچھا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کے لیے ایک نماز پڑھنے کے برابر ہے۔

قیامت کے مقامات

قرآن اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ روزِ قیامت مقامات بے انتہا آئیں گے۔ قرآن میں ہے کہ قیامت کے دن ۵۰ مقامات ہوں گے کہ ان میں سے ہر ایک ہزار سال کا ہوگا۔ یعنی ۵۰ جگہوں پر حساب و کتاب ہوگا۔ بعض روایات میں ان جگہوں کی تعداد ۷۰ کہی گئی ہے۔ روایات اور آیات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ شاید یہ مقامات دو قسم کے ہوں: ایک وہ جو حساب کتاب سے پہلے ہوں اور دوسرے وہ مقامات جہاں حساب کتاب کے بعد سوال و جواب اور باز پرس ہو۔

چنانچہ روایتوں میں ہم پڑھتے ہیں، اگر پل صراط پر ان سے حساب لیا جا چکا ہوگا۔ پھر بھی باز پرس ہوگی اور اس وقت تک رہائی نہیں ہوگی۔ جب تک ولایت امیرالمومنین علیہ السلام، نماز اور حق الناس کے بارے میں پوچھ گچھ نہ ہوئے۔

اولیاء اللہ کا ان مقامات کے خوف سے رونا

عدی بن حاتم کہتا ہے کہ شہادت امیرالمومنین علیہ السلام کے بعد معاویہ کے پاس گیا، معاویہ نے پوچھا تمھارے بیٹے کہاں ہیں؟ جواب دیا۔ حضرت علیؑ کی محبت جنگِ صفین میں شہید ہو گئے۔ معاویہ نے کہا، انھوں نے تمھارے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ ان کے بیٹے زندہ ہیں اور تمھارے بیٹے مارے گئے۔ علی بن حاتم رونے لگے۔ اور کہا: بلکہ میں نے مولا علیؑ کے ساتھ انصاف نہیں کیا کہ حضرت علیؑ شہید ہو گئے۔ اور میں زندہ ہوں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

معاویہ نے پوچھا: علی کی رحلت تمہارے لیے کیا درجہ رکھتی ہے۔ کہنے لگا، جیسے کسی ماں کی آغوش میں اس کے جوان فرزند کو ذبح کر دیا جائے۔

معاویہ نے دیکھا کہ علی بن حاتم کے خیالات حضرت علیؑ کے حق میں محکم اور استوار ہیں تو کہا: علیؑ کی کوئی فضیلت بیان کرو۔

علی بن حاتم نے کہا: میرے مولا بہت متواضع تھے۔ مگر جب کسی مجمع میں موجود ہوتے تو آپ کا رعب اور وقار اس قدر ہوتا کہ ہم لوگوں کو بات کرنے کا یارا نہ ہوتا اور دم سینے میں گھٹ جاتا۔ پھر کہنے لگا: امیر المومنین رات کے پچھلے پہر مار گزیدہ کی طرح تڑپتے اور فرماتے "آہ کہ زادِ راہ کم ہے اور راستہ دراز اور وحشت ناک ہے اور پھر گریہ کرتے۔

دشوار مقامات

ان مقامات پر کیا کیا پوچھا جائے گا اس کے بارے میں اقوال مختلف ہیں۔ سارے مقامات کا بھی ذکر روایات میں نہیں ملتا ہے۔ مگر جو بات واضح ہے، وہ یہ کہ تین مقامات ایسے سنگین اور سخت ہیں کہ اگر انسان ان تینوں مقامات سے بسلامت گزر گیا تو پھر باقی مقامات سے بھی گزر جائے گا۔

یہ تین دشوار مقامات یہ ہیں:

۱- مقامِ اہلِ بیتؑ: یہاں جو دشوار ترین مقام ہے محبتِ اہلِ بیتؑ کے بارے میں سوال ہوگا۔ اگر یہاں جواب دے سکا تو گویا پہلی بازپرس میں اس کا نامۂ اعمال خوب نکلا

لا تزول قدم عبد یوم القیامۃ حتی یسئل عن اربع۔ عن عمرہ فیما افناہ؟ وشبابہ فیما ابلاہ؟ وعن مالہ من این اکتسبہ و فی ما انفقہ؟ وعن حُبنا اھل البیت۔

ترجمہ: "روزِ قیامت کوئی بندہ قدم نہیں اُٹھا سکے گا۔ یہاں تک کہ چار چیزوں کا اس سے سوال نہ ہو جائے۔ ۱- اپنی زندگی کیسے گزاری؟ ۲- اپنی جوانی کس راستے پر صرف کی؟ ۳- کمائی کس طرح اور کہاں سے حاصل کی اور کس راستے

Presented by: https://jafrilibrary.com

میں خرچ کی! کیا اہلِ بیتِ عصمت و طہارت کی محبت دل میں رکھتا تھا یا نہیں؟"
زمخشری اور فخر رازی جو معروف علمائے اہل سنن ہیں آیہ مودت (سورۂ شوریٰ) کے ضمن میں کہتے ہیں۔

الا ومن مات علی بغض آل محمد مات کافرا۔

(تفسیر کبیر۔ فخر رازی حصہ ۲۷ صفحہ ۱۶۶)

ترجمہ:۔ "خبردار! جو آلِ محمدؐ سے بغض رکھتے ہوئے مرا وہ کافر مرا"

الا ومن مات علی بغض آلِ محمد لا یشمّ رائحة الجنة۔

(تفسیر کبیر۔ فخر رازی جلد ۲۷ صفحہ ۱۶۶)

ترجمہ:۔ "خبردار! جو بغض آلِ محمد دل میں رکھ کر مرا وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا۔"

الا ومن مات علی حب آلِ محمد مات شہیدا۔ الا ومن مات علی حب آلِ محمد مات تائبا الا ومن مات علی حب آلِ محمد بشرہ ملک الموت بالجنة۔

(تفسیر کبیر۔ فخر رازی جلد ۲۷۔ صفحہ ۱۶۶)

ترجمہ:۔ آگاہ رہو! جو بھی دل میں حبِ آلِ محمد لیے مرا، وہ شہید مرا۔ آلِ محمدؐ کی محبت دل میں رکھے مرا تو تائب اور نجات یافتہ مرا۔ اور جو بھی محبت آلِ محمدؐ دل میں رکھے مرا، بہشت اس پر واجب ہے۔

۲۔ نماز کی منزل:۔ یہاں نماز کے بارے میں سوال ہوگا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے

اوّل ما یحاسب بہ العبد الصلٰوۃ ان قبلت قبل ما سواھا۔
(وان ردت رد ما سواھا)

ترجمہ:۔ پہلی چیز کہ جس کا بندے سے سوال ہوگا۔ وہ نماز ہے۔ اگر یہ قبول ہوئی تو دوسرے اعمال بھی قبول ہو جائیں گے۔ اگر نماز قبول نہ ہوئی تو دیگر اعمال بھی قبول نہیں ہوں گے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

یعنی اگر اس سوال کی منزل سے بندہ سلامت گزر گیا تو دوسری جگہوں پر اس کا کام آسان ہو جائے گا۔ اگر نہیں تو یہاں ہی طوق و زنجیر پہنا دی جائے گی اور دوزخ میں ڈال دیا جائے گا

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی رحلت کے وقت اپنے رشتہ داروں کو بلایا اور ایک بہت اہم موضوع ان کے سامنے پیش کیا۔ انھوں نے فرمایا:

لا ینال شفاعتی من استخف بصلاتہ، ولا یرد علی الحوض لا واللہ

ترجمہ:۔ جس شخص نے نماز کو ہلکا سمجھا ہوگا۔ اس کو ہم اہل بیتؑ کی شفاعت حاصل نہیں ہوگی اور حوض کوثر پر ہمارے پاس وارد نہیں ہوگا۔ لا واللہ۔"

(بحار الانوار۔ جلد ۸۴ صفحہ ۲۴۱)

۳۔ حق الناس کی منزل :۔ اس تیسرے مقام پر کہ شاید پہلی دونوں منزلوں سے زیادہ مشکل مقام ہو، حق الناس کے بارے میں سوال ہوگا۔ علامہ مجلسیؒ کی جلد ۸ میں آیت شریفہ "إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ" کی تفسیر اس طرح کی ہے۔ مرصاد کے معنی پل صراط کے ہیں اور اللہ تعالیٰ مرصاد پر حق الناس کے بارے میں سوال کرے گا۔ اس نے کہا ہے۔

"میری عزت وجلال کی قسم میں ہر چیز کو معاف کردوں گا۔ مگر لوگوں کے حق کو نہیں معاف کروں گا۔"

دوسرے مقامات کے برخلاف کہ جہاں فرشتے سوال کریں گے، اس مقام پر خود خداوند تعالیٰ حق الناس کے بارے میں بازپرس کرے گا۔ اور اس موقع پر سخت امتحان ہوگا کہ ایک درہم کے عوض ہم نمازیں اس شخص سے لے لی جائیں گی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

چودھویں نشست

کوثر

معاد کی بحث میں 'حوضِ کوثر' ان مسلّمات میں سے ہے کہ جس کے شیعہ و اہل سُنت سب ہی قائل ہیں۔

سورۂ کوثر ظاہری طور سے حوضِ کوثر سے متعلق ہے۔ گرچہ اس کو حضرت زہرا مرضیہ سلام اللہ علیہا سے بھی منسوب کیا گیا ہے اور ایک دوسرے معنی بھی اس کے لیے گئے ہیں۔

روایت ثقلین

یہ مسلّم ہے کہ جناب رسولِ خدا نے اہم مواقع پر اور خصوصاً اپنی رحلت کے موقع پر حدیث ثقلین بیان کی ہے۔ میر حامد مرحوم صاحبِ کتاب 'عبقات' نے جن کا شیعوں پر بہت زیادہ حق ہے، اس روایت کو سُنی اور شیعہ ۵۰۲ سند سے نقل کیا ہے۔

إنی تارك فیکُمُ الثقلین کتاب الله و عترتی لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔ [1]

---

[1] یہ حدیث شیعہ اور سُنی دونوں نے مختلف اسناد سے نقل کی ہے اور دونوں کے یہاں قبول ہے۔ حجۃ الاسلام شیخ محمد قوام الدین وشنوی نے اس حدیث شریف کے سلسلے میں بہت محنت کی ہے اور جامعہ الازہر مصر نے اس کو، حدیث ثقلین کے نام سے شائع کیا ہے۔ میں نمونے کے طور پر صرف چند کا ذکر کر رہا ہوں۔ ۱۔ بحار الانوار جلد ۲۳۔ ۲۔ وسائل شیعہ جلد ۱۸۔ اسی طرح مرحوم علامہ امینی (قدس سرہ) نے اپنی کتاب 'الغدیر' میں اس حدیث کو بہت سی اسناد سے نقل کیا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ :- "میں تمھارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک قرآن ہے اور دوسرے میرے اہلِ بیتؑ۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس آجائیں۔"

یہ جملہ کہ "حتیٰ یردا علی الحوض سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک نہر اور آبِ رواں ہے محشر میں جس کا نام کوثر ہے۔ یہی معنی پیشوایانِ دین کی روایات میں بھی ہے۔

'کوثر' صیغہ مبالغہ ہے اور اس کے معنی 'خیر کثیر' کے ہے۔ یعنی وہ حوض جو بے انتہا پُر از برکت و خیر ہے اور حضرت زہرا مرضیہ سلام اللہ علیہا کو بھی اسی لیے کوثر کہا جاتا ہے کہ بے انتہا خیر و برکت رکھنے والی ہستی ہیں۔

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں سے پہلے حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے۔ چونکہ فرمایا "حتیٰ یردا علی الحوض" یعنی یہ دونوں (کتابِ خدا اور میری عترت) حوض کے کنارے میرے پاس آئیں گے۔ اہلِ بیتؑ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا لوگ مختلف گروہ میں اور الگ الگ قسموں میں صفِ محشر میں آئیں گے۔

یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۔ (سورۂ اسریٰ۔ آیت ۷۱)

"جس روز لوگ اپنے اپنے اماموں کے ساتھ (صفِ محشر میں) بلائے جائیں گے۔"

اس روز حضرت امیر المومنین اپنے حقیقی پیرووں کے ساتھ پرچم جس کا نام 'لواء حمد' ہوگا کے نیچے صفِ محشر میں وارد ہوں گے۔ امام آگے آگے اور ان کی ولایت سے جو متمسک ہوں گے وہ ان کے پیچھے پیچھے پیغمبرِ اکرم کے سامنے حاضر ہوں گے۔

اسی طرح یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ پیغمبرِ اکرم اور ائمہ طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین اور ان بزرگوار کے شیعان و پیروان ایک بلند جگہ پر جو صفِ محشر میں نمایاں ہوگی اور جس کا نام اعراف[1] ہے۔ قیام کریں گے اور اہلِ قیامت کو دیکھیں گے۔

---

[1] اعراف، عرف کی جمع، بلند جگہ کو کہتے ہیں

Presented by: https://jafrilibrary.com

یہ بھی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعان علی ساقیٔ کوثر مولی الموحدین امیر المومنین علیہ السلام کے دست مبارک سے حوض کوثر کا پانی پئیں گے کہ بڈھے جوان ہو جاتے ہیں اور جو کچھ غیر الٰہی صفات ان میں باقی رہ گئی ہوں گی۔ ان کو یہ پانی دھو ڈالتا ہے۔[1] ان کے کھڑے ہونے کی جگہ بہت اعلیٰ ہے۔ یہ سطح مرتفع مُشک سے بنی ہے کہ اس کی خوشبو محشر کو معطر کرے گی۔ نہ وہ بھوکے ہوں گے نہ پیاسے۔ تکان اور بے آرامی ان کو چھوئے گی نہیں۔ مدت کی کیفیت یہ ہوگی کہ ۵۰ ہزار سال ان کے لیے ایک لحظے کے برابر ہوگا۔

پیغمبر اکرمؐ اور امام علیؑ حوض کوثر کے کنارے

صعصعہ کہتے ہیں: حضرت امیر المومنینؑ کے آخری لحات میں مَیں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میرے آقا مجھے نصیحت فرمایئے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا: صعصعہ! پیغمبرِ خدا کا سر مبارک رحلت کے وقت میری گود میں تھا اور آنحضرتؐ کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا۔ صعصعہ کہتا ہے کہ امیر المومنین نے میرے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا: رسولِ خدا نے اس وقت مجھ سے فرمایا، روزِ قیامت محشر کے وسط میں حوض کوثر کے پاس ایک منبرِ نور رکھا جائے گا۔ میں اس کے اوپری زینے پر ہوں گا (یعنی کسی کا مرتبہ مجھ سے بالا نہیں) اور تم اے علیؑ اس سے نیچے والے زینے پر ہوگے۔ خازن بہشت، بہشت کی کلید میرے حوالے کرے گا اور خازن جہنم، جہنم کی کنجی۔ اس وقت میں بہشت و دوزخ کا اختیار تمہارے سپرد کردوں گا۔ اے علیؑ تم جس کو چاہو گے بہشت میں لے جاؤ گے اور جس کو چاہو گے دوزخ میں ڈال دو گے۔

قسیمُ الجنّۃِ والنّار۔

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ قیامت میں حضرت امیر المومنینؑ کے ساتھ حوض کوثر پر ہوں گے۔ ان کا مزید حساب کتاب، پل صراط، میزان وغیرہ نہیں لیا جائے گا۔ ان کو دُنیا سے عالم آخرت کے انتقال کا احساس نہیں ہوگا اور اگر ہوگا بھی تو اپنے کو اپنے مولا کے ساتھ ساتھ

---

[1] سورۂ اعراف، آیت ۴۳ میں ہے کہ: اور جو کچھ ان کے دلوں میں غبار تھا ہم اس کو دُور کردیں گے

Presented by: https://jafrilibrary.com

ہونے کی حد تک۔

امام علیؑ کے ہاتھوں شرابِ کوثر کا پینا

روایات میں ہم پڑھتے ہیں کہ بعض افراد مرتے وقت مولائے متقیان حضرت علیؑ کے ہاتھ سے آبِ کوثر پئیں گے۔ یہ وہی لوگ ہیں، جن کا ذکر اوپر گزر چکا اور ممکن ہے کہ شہادت کے وقت حضرت علی اکبرؑ کا یہ جملہ اسی معنی میں ہو۔ آپؑ نے فرمایا: بابا جان میری پیاس سے پریشان نہ ہوں کہ میں اپنے جد کے ہاتھوں سیراب ہو گیا۔ ان کے دوسرے ہاتھ میں ایک اور پیالہ ہے کہ آپؑ کے لیے تیار رکھا ہے۔

دوسرے لوگ بھی ہیں جو مرتے وقت پانی مانگیں گے۔ شیطان ٹھنڈے پانی کا پیالہ لے کر ان کے سرہانے آئے گا اور ان سے ان کا ایمان سلب کرے گا اور پھر ان کی آنکھوں کے سامنے وہ ٹھنڈا پانی زمین پر پھینک دے گا۔

محشر ہے تو بہت ہی سخت دن مگر شیعوں اور ولایتِ امیرالمومنینؑ سے جس نے تمسک رکھا ان کے لیے نہیں۔ یہ لوگ ساقیٔ کوثر شاہِ ولایت کے ہاتھوں آبِ حیات پئیں گے۔ سختی کافر، ظالم، فاسق اور منافق کے لیے ہو گی۔ بے شک شیعہ ہونے کا مطلب وہ شیعہ ہیں۔ جو حقیقتاً مولاؑ کے پیرو ہیں۔ وہ شیعہ جو دُنیا میں علیؑ کا مکمل پیروکار رہو اور انکے راستے پر چلتا رہا ہو۔

ہر شخص اپنے امام کے ساتھ محشور ہوگا

قیامت کے دن ہر شخص اپنے جیسوں کو پائے گا اور ان ہی کے ساتھ رہے گا۔

ذرہ ذرہ کاندریں عرض و سماست
جنس خود را ہمچو کاہ و کہربا ست
ناریاں مر ناریاں را جاذب اند
نوریاں مر نوریاں را طالب اند

Presented by: https://jafrilibrary.com

صاف راہم صافیاں طالب شوند
دُرد راہم تیرگاں جاذب شوند
زنگ راہم زنگیاں باشند یار
رُوم را یارو میاں افتاد کار

دوسری بار صُور پھونکنے پر ہر شخص اپنے جنس کو تلاش کرے گا یعنی فاسق، فاسقوں سے مل جائے گا اور کافر، کافروں کے قریب ہو جائے گا۔ ظالم اور فرعون منش ظالموں اور فرعونوں کے ساتھ ہو جائیں گے۔ غرض ہر گروہ اپنے امام کو تلاش کر کے اس کے ساتھ چل پڑے گا۔

علی جیسوں کے امام امیر المومنینؑ ہیں اور یہ لوگ آپ کے ساتھ رہیں گے۔ چنانچہ جیسا کہ روایات میں پڑھتے ہیں۔ گناہ گار شیعہ جو اپنے امام سے شباہت نہیں رکھتے، حوض کوثر پر نہیں آئیں گے۔ ان کا حساب و کتاب لیا جائے گا۔ بیشک اگر لیاقت شفاعت ہوگی تو اہلبیتؑ کی شفاعت سے بہشت میں جائے گا مگر اہلیت نہ ہونے کی صورت میں جہنم پہونچا دیا جائے گا تاکہ وہاں سے پاک ہو کر دوبارہ شفاعت کے قابل ہو سکے ۔۔۔ قیامت کے دن ہم لوائے حمد کے پرچم کے نیچے ہوں اور حضرت امیر المومنینؑ کے ساتھ سیدھے بہشت کی طرف روانہ ہوں۔ چاہیئے کہ ہم دنیا میں مہذب بنیں غیر الٰہی صفات سے اپنے آپ کو دور کریں اور شرعی احکام و آداب کے پابند بنیں تاکہ ہمارے قلب صیقل ہو جائیں۔ دل صاف ہوں۔ اس پر کا زنگ دُور ہو تاکہ دوزخ میں نہ ڈالے جائیں۔ شیعہ علیؑ ہونے کے باوجود اگر گناہگار شیعہ کا اس جہان میں تہذیب و تزکیہ نہ ہو تو آتش دوزخ میں جلایا جائے گا۔ تاکہ چند ہزار سال میں صاف ستھرا ہو کر بہشت میں بھیجا جا سکے۔

ہم کو چاہیئے کہ ائمہ ہُدیٰ کے راستے پر اس طرح قدم بڑھائیں کہ دُنیا اور آخرت میں ان بزرگواروں کے راستے سے الگ نہ ہوں۔ اگر دُنیا میں ان کے راستے پر ان کے ساتھ رہیں گے تو یقیناً قیامت میں بھی ان کے ساتھ ہوں گے اور قیامت اور صحرائے محشر اور آتش جہنم کی ناقابل برداشت سختیوں سے امان میں ہوں گے۔ دُنیا میں اگر ان کی پیروی نہ کریں، ان کے راستے پر نہ چلیں تو پھر وہ کون سی جگہ ہے، جہاں قبر و برزخ اور قیامت کی سختیوں سے امان میں رہ سکیں گے

Presented by: https://jafrilibrary.com

اہلِ بیتؑ سے محبت کرنا

اس باب کو کافی کی ایک روایت پر ہم ختم کرتے ہیں:

ثقۃ الاسلام کلینی علیہ الرحمہ نے کافی میں محمد بن حکیم سے نقل کیا ہے کہ "ہم لوگ امام محمد باقرؑ کی خدمت میں تھے۔ ایک روشن ضمیر ضعیف العمر آدمی آیا اور حضرتؑ کو سلام کیا، پھر تمام اہلِ مجلس کو سلام کیا۔ امامؑ کی طرف رُخ کر کے کہنے لگا: میرا دل چاہتا ہے کہ آپ مجھے اپنے پاس بیٹھنے دیں۔ امام نے فرمایا: آؤ بیٹھو، وہ امام کے پہلو میں جا بیٹھا اور عرض کیا: یا ابن رسول اللہ میں آپ اہلِ بیت علیہم السلام سے محبت کرتا ہوں اور آپؑ کے دوستوں سے بھی محبت کرتا ہوں۔ آپؑ کے دشمنوں اور آپ کے دوستوں کے دشمنوں سے دُشمنی رکھتا ہوں۔ آپ کے حلال کو حلال اور آپؑ کے حرام کو حرام جانتا ہوں۔ کیا میرے لیے نجات ہے؟!

امامؑ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: میں اپنے والد حضرت امام سجادؑ کی خدمت میں تھا۔ کوئی آیا اور میرے والدؑ سے یہی باتیں کیں: "والدؑ نے جواب دیا: اے مرد، مطمئن رہ کہ تیری موت کے وقت جناب رسول خداؐ، امیر المومنینؑ، فاطمۃ الزہراؑ، امام حسنؑ اور امام حسین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین تیرے سرہانے تشریف لائیں گے اور تیری جان اس طرح نکلے گی، جیسے پھول کی خوشبو تو دُنیا سے ٹھنڈے دل جائے گا (شاید اس طرف اشارہ ہو کہ قبض رُوح کے وقت آبِ کوثر حضرت علیؑ پلائیں گے) دُنیا سے جانے کے بعد بھی پیغمبر اکرمؐ اور اہلِ بیتؑ کے سامنے حاضر ہو گے۔" امامؑ سے یہ جواب سُن کر وہ روشن ضمیر بزرگ بہت خوش ہوا اور عرض کیا: یا ابن رسول اللہ ایک بار دوبارہ بیان فرمائیں۔ حضرتؑ نے پھر دہرایا۔ اس دفعہ خوشخبری سن کر اس نے اس قدر گریہ کیا کہ بے ہوش ہو گیا حضرت اس کے سرہانے آئے اور ہوش میں لے آئے۔ جب ہوش میں آ گیا تو دونوں ہاتھ امامؑ کے بدن مبارک تک لے گیا اور ان کو اپنی طرف کھینچا۔ پھر اجازت چاہی اور رخصت ہوا۔

راوی کہتا ہے، جب وہ ضعیف العمر آدمی جانے لگا تو حضرت امام محمد باقرؑ نے ایک محبت بھری نظر جیسی ایک عاشق اپنے معشوق پر ڈالتا ہے، اس پر ڈالی جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گیا۔ اسے دیکھتے رہے جب دور چلا گیا تو امامؑ نے فرمایا: اگر کوئی چاہتا ہے کہ اہلِ بہشت کو دیکھے تو اس

Presented by: https://jafrilibrary.com

ضعیف شخص کو دیکھ لے۔ عزیزو! امیر المومنینؑ اور آپ کے دوستوں کو دوست رکھو۔ کیونکہ اگر کوئی دوستانِ علیؑ کو دوست نہ رکھے تو اس کے شیعہ ہونے میں شک ہے۔

امیر المومنینؑ اور اہل بیتؑ کی دوستی محض زبان سے نہیں ہوتی بلکہ اس کا طریقہ ان کے حکم پر عمل درآمد کرنا ہے۔ ان سے دوستی کا مطلب یہ ہے کہ گناہوں سے دُوری اور ان سے عزم صمیم کے ساتھ اجتناب کیا جائے۔ غیبت سے پرہیز، لگائی بجھائی، افواہیں پھیلانا، دوسروں کی آبرو برباد کرنا ان سب باتوں سے دور ہونا ہے۔ تاکہ دوستی، اخوت اور صفا کا حامل بنے، شیعوں کا بے انتہا احترام کرے، شیعوں کے بارے میں دل میں کینہ نہ رکھے۔ خدا کے کیے ہوئے حرام کو حرام اور اس کے حلال کو حلال سمجھے۔ اگر گناہ کا مرتکب ہو تو فوراً توبہ کرے۔ ندامت کے آنسوؤں کے ذریعے، گناہوں سے غسل طہارت کرے۔ تاکہ روزِ محشر صحرائے محشر میں لوائے حمد کے نیچے حضرت امیر المومنینؑ کے ساتھ رہ کر نجات پائے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پندرھویں نشست

حساب وکتاب

قرآن شریف سے بالکل واضح طور سے پتہ چلتا ہے کہ روزِ قیامت حساب وکتاب ہوگا۔ جس کو علم کلام کی اصطلاح میں 'تطائر کتاب' کہتے ہیں۔ یعنی انسان کا نامۂ اعمال اپنے صاحب عمل کے پاس پرندوں کی طرح جیسے وہ اپنے آشیانوں پر آتے ہیں۔ پہنچ جائے گا۔

ہماری گفتگو قرآن سے متعلق ہے اور ہم دلائل بھی قرآن کی آیات شریفہ سے بہم پہنچا رہے ہیں۔ اگر چاہیں تو اس بحث کی روایات اور خصوصیات کے سلسلے میں کلام، فلسفے اور عرفان کی نگاہ سے بات کریں اور خاص نتائج حاصل کریں۔ مگر اس کے لیے وقت بہت درکار ہے اور ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی اصلی بحث سے آگے نکل جائیں۔ ابتداء میں بھی خیال یہی تھا کہ معاد پر ہماری بحث آیات قرآنی تک محدود رہے گی اور اگر فلسفیانہ براہین ودلائل آئیں گے تو وہ ضمنا ہوں گے۔

نامۂ عمل

قرآن نامۂ عمل کے بارے میں خاص اصرار کرتا ہے۔ اس ضمن میں اس سے متعلق آیات پر غور کیا جائے گا۔ تاکہ پتہ چلے کہ نامۂ عمل سے کیا مراد ہے۔

قرآن میں آیا ہے کہ نیکوکاروں کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں اور بُرے لوگوں کے نامۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے۔ یا پھر ان کی پشت سے ان کے نامۂ اعمال دیئے جائیں گے۔

نامۂ عمل کا سیدھے ہاتھ میں دیئے جانا

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا

Presented by: https://jafrilibrary.com

كِتٰبِيَهْ ○ (حاقہ ۱۹)

ترجمہ: "جس شخص کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ تو کہے گا کہ لو میرا نامۂ اعمال پڑھو"۔

اور پھر نامۂ اعمال کی پاکی کا سبب اس طور بیان ہوتا ہے:

اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ○

(سورۂ حاقہ، آیت ۲۰)

ترجمہ: "میرا اعتقاد تھا کہ مجھ کو میرا حساب پیش آنے والا ہے"۔

قرآن ان کے احوال و اوصاف اس طرح بیان کرتا ہے۔

فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ○ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ○ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ○ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ○ ۲۱ تا ۲۴ سورہ الحاقہ

ترجمہ: "غرض وہ شخص پسندیدہ عیش یعنی بہشتِ بریں میں ہوگا، جس کے میوے جھکے ہوں گے۔ لے سکیں گے۔ کھاؤ اور پیو مزے کے ساتھ ان اعمال کے صلے میں جو تم نے گذشتہ ایام میں کیے ہیں"۔

یہ سب ان کے دُنیا میں صالح اعمال اور درست روش کا نتیجہ ہے۔

بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال کا دیا جانا

قرآن ان لوگوں کے بارے میں جن کے بائیں ہاتھ میں ان کا نامۂ اعمال دیا جائے گا، فرماتا ہے۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ﴿۲۵﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ﴿۲۶﴾ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ﴿۲۷﴾ مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ﴿۲۹﴾

(حاقہ - ۲۵ تا ۲۹)

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ:۔ "اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہے گا کیا اچھا ہوتا کہ مجھ کو میرا نامہ اعمال ہی نہ ملتا اور مجھ کو یہ خبر ہی نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ موت ہی خاتمہ کر چکتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ میرا جاہ مجھ سے گذر گیا۔"

سورۂ انشقاق میں اسی معنی کی آیت

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ﴿۷﴾ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۙ﴿۸﴾ وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۹﴾

(انشقاق۔ ۷ تا ۹)

ترجمہ:۔ جس شخص کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں ملے گا تو اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔ اور وہ اپنے متعلقین کے پاس خوش خوش آئے گا۔"

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّ یَصْلٰى سَعِیْرًا ؕ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ فِیْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۱۳﴾

(انشقاق۔ ۱۰ تا ۱۳)

ترجمہ:۔ اور جس شخص کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے ملے گا تو وہ موت کو پکارے گا اور جہنم میں داخل ہوگا۔ یہ شخص اپنے متعلقین میں خوش خوش رہا کرتا تھا۔

ایک دوسری آیت

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا ۔ ۔ ۔ ۔

(نساء۔ ۴۷)

ترجمہ:۔ اے وہ لوگ جنکو کتاب دی گئی ہے۔ تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جس کو ہم نے نازل فرمایا ہے۔ ایسی حالت پر کہ وہ تصدیق کرتی ہے۔ اس کتاب کو جو

Presented by: https://jafrilibrary.com

تمھارے پاس ہے۔ اس سے پہلے پہلے کہ ہم چہروں کو بالکل مٹا ڈالیں۔"

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ جو حق کے خلاف شہادت اور جھوٹی گواہی دیتے ہیں منافق اور ریا کار اندھے اور الٹے صفِ محشر میں آئیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے نامۂ اعمال ان کو پیٹھ کی طرف سے دیئے جائیں گے۔

اتمام حجت

ایک دوسری آیت جو انسان سازی میں بہت ممد و معاون ہے۔ سورہ اسریٰ میں ہے استاد عظیم الشان، رہبر انقلاب نے بارہا اس آیت شریفہ کو اپنے درس اخلاق میں پیش کیا ہے۔

بے شک اصول کی بحثوں میں بھی یہ آیت استشہاد کے طور پر پیش کی جاتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بغیر حجت کے کوئی کام نہیں کرے گا۔ وہ اسی دُنیا میں سارے انسانوں کے لیے اتمام حجت کر دیتا ہے اور آخرت میں حجتوں ہی کی بنا پر دوزخ یا بہشت میں انسانوں کو بھیجے گا۔

وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ﴿١٣﴾ اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ
بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ﴿١٤﴾ مَّنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا
يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا
تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ
نَبْعَثَ رَسُولًا ﴿١٥﴾ اسراء - ۱۳ تا ۱۵

ترجمہ:۔ اور ہم نے ہر انسان کا عمل اس کے گلے کا ہار کر کے رکھا ہے اور قیامت کے دن ہم اس کا نامہ اعمال اس کے واسطے نکال کر سامنے کر دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھے گا۔ اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے آج تو خود اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔ جو شخص راہ پر چلتا ہے وہ اپنے نفع کے لیے راہ پر چلتا ہے

Presented by: https://jafrilibrary.com

اور جو شخص بے راہروی کرتا ہے۔ وہ بھی اپنے ہی نقصان کے لیے بے راہ ہوتا ہے اور کوئی شخص کسی کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔ اور ہم سزا نہیں دیتے جب تک کسی رسُول کو نہیں بھیج لیتے۔

نامۂ عمل کے معنی

نامۂ عمل کیا ہے؟ کیا نامۂ عمل انسان کا صفحۂ دل ہے؟ بعض آیاتِ شریفہ اس معنی پر دلالت کرتی ہیں، گویا شخص انسانی، ہی اس کا نامۂ عمل ہے۔

یا نامۂ اعمال سے مُراد انسان کے اعمال ہیں کہ جو اس کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں؟ بعض آیات اس معنی پر بھی دلالت کرتی ہیں۔

یا نامۂ اعمال سے مقصود اصل نسخے کی نقل اور حساب کا خلاصہ ہے۔ قرآن اس بارے میں فرماتا ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝

(سورۂ ق۔ آیت ۱۸)

"کوئی اچھی یا بُری بات زبان پر جاری نہیں ہوتی، مگر اسی وقت عتید اور رقیب ان پر آگاہ ہو جاتے ہیں۔"

اس طرح نامۂ اعمال کے معنی یہ ہوئے کہ یہ دونوں مامور فرشتے جو کچھ لکھتے ہیں اس کا خلاصہ تیار ہو جاتا ہے اور اس کو قیامت کے دن پیش کر دیا جائے گا۔

اگر آیاتِ قرآنی ان تینوں معنے پر دلالت کرتی ہے تو نامۂ عمل کی تین صورتیں ہوں گی۔

۱۔ صفحۂ نفس انسان

اس معنی میں کہ نامۂ اعمال انسان کے صفحۂ نفس یعنی اس کی شخصیت اور اصلیت سے عبارت ہو۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّا اَسْلَفَتْ۔

(سورۂ یونس۔ آیت ۳۰)

ترجمہ:۔ قیامت کے دن ہر شخص اپنے نیک و بد اعمال جو اس نے پہلے (دنیا میں) انجام دیئے ہونگے کی جزا دیکھ لے گا۔

سورۂ مطففین میں نامۂ اعمال کی ایک دوسری تعبیر ہوئی ہے۔ وہاں قرآن فرماتا ہے
یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ ﴿۷﴾

(مطففین۔ ۶-۷)

ترجمہ:۔ جس دن تمام آدمی رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے ہرگز نہیں، لوگوں کا نامۂ عمل سجین میں رہے گا۔

"کلا" کا لفظ یہاں تحقیق ہے یعنی یقین رکھو کہ بدکاروں کا نامۂ عمل جہنم میں ہے۔ یعنی ان کا نامۂ عمل ان کے دل کے صفحات ہیں اور یہ صفحاتِ دل جہنمی ہوں گے۔ چنانچہ نامۂ عمل انسان کا تشخص ہے۔

یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ

(رحمٰن ۴۱)

ترجمہ:۔ مجرم لوگ اپنے حلیئے سے پہچانے جائیں گے۔ سر کے بال اور پاؤں پکڑ لیے جائیں گے۔

اس روز لوگوں کے چہرے بتائیں گے کہ ان میں سے کون اہل جہنم ہے اور کون نہیں۔

۲۔ مجسم اعمال

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّیُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ یَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾

(مطففین ۱۸ تا ۲۱)

ترجمہ:۔ ہرگز نہیں نیک لوگوں کا نامۂ عمل علیین میں رہے گا۔ آپ کو کچھ معلوم

Presented by: https://jafrilibrary.com

ہے کہ علیین میں رکھا ہوا نامۂ عمل کیا چیز ہے۔ وہ ایک نشان کیا ہوا دفتر ہے جس کو مقرب فرشتے دیکھتے ہیں۔

چنانچہ بہشت اعمال صالح کا نتیجہ ہے۔ جن کے حاضر و شاہد و ناظر ان پر مامور فرشتے ہوں گے اور یہی کام ہیں جنہوں نے انسان کے نامۂ اعمال کو سفید اور روشن کیا ہوا ہے۔

سورۂ کہف میں بھی نامۂ عمل تجسم اعمال کے معنی میں آیا ہے۔ فرمایا ہے:

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ (کہف ۴۹)

ترجمہ: "اور نامۂ اعمال رکھ دیا جائے گا تو آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ اس میں جو کچھ (لکھا) ہوگا اس سے ڈرتے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی اس نامۂ اعمال کی عجیب حالت ہے کہ بے قلمبند کیے ہوئے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا گناہ۔ اور جو کچھ انھوں نے کیا وہ سب موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا۔"

روایات میں بھی اس معنی کی تائید میں ہم پڑھتے ہیں کہ اگر انسان مچھر کو مار دیتا ہے اس کو بھی مامور فرشتے لکھ لیتے ہیں۔ وہ کسی چیز سے بھی غفلت نہیں برتتے۔ اول عمر سے آخر عمر تک ہر چیز کو بغیر استثناء کے ریکارڈ کرتے رہتے ہیں۔

اسی معنی میں ایک دوسری آیت

قرآن فرماتا ہے:

وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا۔

(سورۂ کہف۔ آیت ۴۹)

ترجمہ: "جو کچھ انہوں نے کیا ہے اسے حاضر پائیں گے۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com

یعنی ہر وہ بات جو دُنیا میں کی ہے اس کو اپنے سامنے دیکھ لیں گے۔ عالم آخرت میں انسان کے اعمال اس کو چاروں طرف سے گھیر لیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیات میں اپنے بندوں کو ڈرایا ہے، گناہوں کے نتائج سے خبردار کیا ہے اور کہا ہے: جان لو کہ روز قیامت تمہارے اعمال تم کو گھیرے رہیں گے۔

اگر بُرے اعمال کے مرتکب ہوئے ہوگے تو اس طرح عذاب میں گھرے آؤ گے کہ تم زبانِ حال سے یہ کہتے ہوگے کہ: کاش میرے اور میرے بُرے اعمال میں زیادہ سے زیادہ دوری ہوجائے

۳۔ خلاصہ حساب

نامۂ عمل کا دوسرا معنیٰ خلاصہ حساب ہے۔

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ (جاثیہ - ۲۸)

ترجمہ: "اور آپ ہر فرقہ کو دیکھیں گے کہ زانو کے بل گر پڑیں گے، ہر فرقہ اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائے گا۔ آج تم کو تمہارے کیے کا بدلہ ملے گا۔"

البتہ ایک جماعت زانو کے بل نہیں آئے گی اور وہ امیر المومنین کے خالص شیعہ ہیں۔ جو بھی دنیا میں اہل بیتؑ کی ولایت کے راستے پر چلا ہوگا اور ولایت ائمہؑ طاہرین سے تمسک رکھا ہوگا تو ان کو نہ دُنیا میں نہ آخرت میں کہیں بھی زانو کے بل چلنا نہیں پڑے گا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

سولھویں نشست

قیامت
کے
دن میزان

قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اعمال پرکھنے کے لیے میزان ہوگا جس کے اعمال کا پلہ بھاری ہوگا وہ اہلِ بہشت ہوگا اور جس کے اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا وہ جہنمی ہوگا۔

قرآن سورۂ اعراف میں فرماتا ہے:

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۞ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ
خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ۞

(اعراف ۸-۹)

ترجمہ:۔ "اور اس روز وزن بھی برحق واقع ہوگا۔ پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا۔ سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا۔ سو یہ وہ لوگ ہوں گے، جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا اور یہ لوگ ہماری آیتوں کے ساتھ ناانصافی کرتے تھے:

سورۂ انبیاء میں قیامت کے روز عدل کے ترازو کے بارے میں فرمایا:

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ
نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ
وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ۞

(انبیاء ۴۷)

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ :"اور قیامت کے روز ہم میزان عدل قائم کریں گے۔ سو کسی پر اصلاً ظلم نہ ہوگا اور اگر عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو ہم اس کو حاضر کر دیں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں۔"

قرآن میں اس قسم کی اور بہت سی آیتیں ہیں۔

فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۝ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ۝ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ۝ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝

(قارعہ - ۶ تا ۱۱)

ترجمہ :"پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا وہ تو خاطر خواہ آرام میں ہوگا۔ اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا تو اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا۔ اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ ہاویہ کیا چیز ہے۔ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے۔"

تناسب میزان

ہر چیز کا میزان اس چیز کے تناسب سے ہوتا ہے۔ مثلاً گندم اور جو کو وزن کرنے کے لیے عام ترازو ہوتا ہے۔ مگر جب سونے کو وزن کرنا ہوتا ہے تو گندم وغیرہ کی باٹ سے وزن نہیں کرتے۔ بلکہ اس کے لیے بہت ہی ہلکے باٹ استعمال کرتے ہیں۔ جن کو قیراط کہتے ہیں۔

اسی طرح کپڑے کو ناپنے کے لیے میٹر کا پیمانہ استعمال کرتے ہیں۔ کپڑے کا میزان میٹر ہے، جبکہ دیوار کے سیدھے یا کج ہونے کا میزان ایک معماری آلہ ہے۔ فلسفے کا میزان منطق ہے۔

ہر چیز کے وزنی ہونے کا تناسب اس کے نفس سے ہے

دوسرا قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ کسی چیز کا وزنی یا ہلکا ہونا یا کسی موضوع کا بھی ہلکا اور بھاری ہونا اسی شے کے نفس کے تناسب سے ہوتا ہے۔ چنانچہ مادی سلسلوں میں گندم یا جو کا وزنی

Presented by: https://jafrilibrary.com

یا ہلکا ہونا اسی کی مناسبت سے کہا جاتا ہے اور جب کہا جاتا ہے کہ یہ پارچہ اور لباس بھاری ہے تو اس کا وزن مد نظر نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں جو سامان اور مال لگا ہے۔ اس کی قیمت کی مناسبت سے اس کو وزنی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح جب ہیرے کے ایک مثقال کو وزنی کہتے ہیں تو اس کا وزن اس کی قیمت اور اس کے قدیمی ہونے پر منحصر ہے۔ اسی طرح بعض اوقات وہ لوگ جو نیک اخلاق اور پاک رُوح کے حامل ہوتے ہیں۔ ان کو باوقار انسان کہا جاتا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ یہ وزن ہے ان کی شرافت، سیرتِ معنوی اور ان کی انسانیت سے متعلق ہے۔ گویا ہر چیز کا ثقل اس کے نفس کے تناسب سے ہوتا ہے۔ اشیاء کا بھاری یا ہلکا ہونا کبھی اس کی QUANTITY کمیت یعنی مقدار اور وسعت کی مناسبت سے ہوتا ہے اور کبھی 'کیفیت' QUALITY کی مناسبت سے!۔

میزانِ اعمال کے معنٰی

قیامت کے دن میزان اعمال سے مقصود کوئی عام ترازو نہیں۔ اعمال کا ہلکا یا بھاری ہونا بھی مقدار کے حساب سے نہیں پرکھا جائے گا۔ روزِ قیامت 'میزان' حسب ذیل معنیٰ میں استعمال ہوگا۔

۱۔ شخصیت کا میزان

انسان کی شخصیت اس کا میزان اعمال ہے اور یہی شخصیت قیامت کے روز بھاری یا ہلکے ہونے کا سبب بنے گی۔ انسان جب اس صورت میں صف محشر میں وارد ہوگا کہ فرشتے اس کو احترام اور عزت سے گھیرے ہوں گے اور وہ مولا امیرالمومنینؑ کے پرچم ولایت کے نیچے چودھویں کے چاند کی طرح روشن چہرے کے ساتھ ہوگا۔ گویا اس کے اعمال ہی میزان بنیں گے اس کی شخصیت ہی سے پتہ چلے گا کہ یہ شخص بہشتی ہے۔ اگر انسان کو صفِ محشر میں بچھو کی شکل میں لایا جائے۔ یا اس کی گردن میں طوق اور پیروں میں زنجیر ہو تو گویا اس کی یہ شخصیت ہی اس کا میزان عمل ہوگی۔ بھاری پن عزت و آبرو کے واسطے سے ہوتا ہے اور ہلکا پن بے حیثیتی اور بے غیرتی کی بنا پر ہوتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲- تجسم اعمال کا میزان

دوسرے معنی کی حیثیت سے انسان کے عمل کا مجسم ہونا بھی 'میزان' ہے۔ یعنی انسان کے اعمال روز قیامت اس کے لیے میزان ہوں گے۔ کیونکہ خود عمل کی ذات میں وزنی یا ہلکا ہونا چھپا ہوتا ہے۔ اس طرح کہ دُرِّ شب چراغ اپنی ذات میں وزنی ہے اور سنگِ خارا اپنی ذات میں ہلکا اور بے قیمت ہوتا ہے۔

چنانچہ روزِ قیامت نیکو کار جب صحرائے محشر میں قدم رکھیں گے تو ان کے نیک اعمال خوبصورت اور دل پذیر چہروں کے ساتھ مجسم ہو کر اس بات کا پتہ دیں گے کہ یہ افراد بہشتی ہیں۔ یہ خود اپنی جگہ میزان ہے۔ طاہر اور نجس میں واضح فرق نظر آئے گا۔

بدکار جب محشور ہوں گے ان کے ناشائستہ اعمال بُرے اور نفرت انگیز چہرے لیے ہوئے خنزیر، سانپ، کیڑے مکوڑے اور درندوں کی شکل میں مجسم ہوں گے اور بدکاروں کو گھیرے ہوں گے یہ اعمال کا مجسم ہونا خود ہی میزان ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳- نامۂ عمل کا میزان

انسان کا نامۂ عمل تیسرا میزان ہے۔ جب اس کے اعمال کے حساب کا خلاصہ انسان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ یہ خود بہترین میزان ہے۔ یعنی اگر انسان کے داہنے ہاتھ میں اس کا نامۂ اعمال ہے تو وہ نجات پا چکا ہے اور اہل بہشت میں سے ہے اور اگر نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو دوزخیوں میں سے ہوگا۔ چنانچہ جو بات انسان کو دوزخ میں ڈالے گی وہ اس کے نامۂ اعمال کا سُبک ہونا ہے اور جو چیز اس کو بہشتیوں میں شامل کرے گی وہ اس کے نامۂ اعمال کا بھاری ہونا ہے دوسرے لفظوں میں بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جانا صاف صاف خسارے میں ہونا ہے اور دائیں ہاتھ میں اعمال نامے کا دیا جانا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ شخص نجات یافتہ ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۔ میزان امام علیؑ

چوتھا میزان جس کے بارے میں بہت سی روایات موجود ہیں مولائے موحدین امیرالمومنین علیؑ ہیں۔ ان کی زیارت میں ہم لوگ پڑھتے ہیں:

السلام علیك یا میزان الاعمال [1]

دوسری روایات میں آیا ہے کہ انبیاءؑ و اوصیاء میزان ہیں، ان میں سے ایک روایت یہ ہے:

ان الموازین القسط هم الانبیاء والاوصیاء۔[2]

اسی طرح یہ بھی روایت ہے:

سالت ابا عبداللہ علیہ السلام عن اللہ عزوجل: وتضع الموازین القسط یوم القیٰمة فلا تظلم نفس شیئا، قال علیہ السلام هم الانبیاء والاوصیاء۔[3]

ظاہر ہے کہ میزان، پیشوایانِ دین کے حکم پر عمل کرنا، ان کے راستے پر چلنا، ان بزرگواروں کے اخلاق کو اپنانا، ان کی ولایت سے تمسک پیدا کرنا اور ان کے وجود مبارک سے عشق کرنا ہے یعنی جو شخص دُنیا میں ان بزرگواروں کی معرفت نہیں پیدا کرتا ہے اور ان کے راستے پر قدم نہیں بڑھاتا ہے۔ یقیناً آخرت میں اہلِ ہدایت نہیں گنا جائے گا۔ اور اس کا میزان ہلکا اور سُبک ہوگا۔ جو اہلبیتؑ سے نزدیک ہوا وہ درحقیقت اللہ تعالےٰ سے قریب ہوا اور جو ان سے دُور ہوا۔ وہ خداوند تعالےٰ سے دور ہوا۔۔۔ ان سے دُور ہونا میزان کے ہلکے ہونے کا باعث اور

---

[1] روایات میں ہے کہ امیرالمومنین اور اسی طرح ائمہ طاہرین میزان ہیں۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے: "نحن الموازین القسط"۔ علم الیقین فیضؒ جلد ۲۔ صفحہ ۹۴۴۔

[2] علم الیقین فیضؒ۔ جلد ۲ صفحہ ۹۴۵۔

[3] علم الیقین فیضؒ جلد ۲ صفحہ ۹۴۵

Presented by: https://jafrilibrary.com

اور ان کا قرب میزان کے بھاری ہونے کا موجب ہوگا۔

چنانچہ حضرت علیؑ ہمارے اعمال کا میزان ہیں۔ یعنی جب انسان کو قیامت کے دن صحرائے محشر میں حاضر کریں گے تو اس کے اعمال کو حضرت علیؑ کے ساتھ پرکھیں گے۔ اگر ہمارے اعمال و گفتار و کردار آپؑ کے اعمال و گفتار کردار سے کچھ مناسبت رکھیں تو ہم اہلِ بہشت میں سے ہوں گے ورنہ اہل دوزخ۔

اس کو دوسرے پیرائے میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ علیؑ حق و باطل کے پرکھنے کے لیے میزان ہیں۔ کیونکہ اعمال و گفتار کے باطل یا حق ہونے کو قرآن کے میزان سے پرکھتے ہیں۔ اور امام علیؑ خود قرآن ناطق ہیں۔

قرآن میں میزان صیغۂ جمع میں استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے: "وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ"۔ گویا قیامت میں ایک نہیں، کئی میزان ہوں گے۔ جن سے انسان کو پرکھا جائے گا۔

اس طرح 'ہلکی' اور 'سنگینی' کا استعمال بھی صیغۂ جمع میں ہوا ہے۔ "فَمَنْ ثقلت موازينه" جس سے پتہ چلتا ہے کہ میزان کئی ہیں۔ جیسا کہ ابھی ذکر کیا گیا؛ شخصیت انسانی، نامۂ عمل اور تجسم عمل اور ان تینوں سے زیادہ اہم امیرالمومنینؑ میزان اعمال ہیں۔

ذکر

اس بیان کے بعد ضروری ہے کہ ہم خود کچھ رک کر غور و خوض کریں اور اپنے آپ کو میزانِ مولائے متقیان سے پرکھیں۔ اپنی ساری کوششیں ان سے وابستہ رکھیں۔ تاکہ پیرو امام علیؑ بنیں اور ان کے راستے پر چلیں۔ امام علیؑ ساری عمر اللہ کے راستے پر رہے اور ایک لحظہ بھی راہ الٰہی سے داہنے یا بائیں انحراف نہ کیا۔ ہم بھی ان کی اقتدا کریں۔ اپنا رُخ ان کی طرف رکھیں اور شیطان کے راستے سے اور ہوائے نفسانی سے اپنا رُخ پھیر لیں۔ ورنہ ۔

ترسم نرسی بہ کعبہ اے اعرابی
ایں رہ کہ تو می روی بہ ترکستان است!

ہم لوگوں کو چاہیئے کہ گہری نگاہ اور دل کی آنکھ سے امیرالمومنینؑ کے حالات پر نظر کریں اور

Presented by: https://jafrilibrary.com

ان کی ۶۳، سالہ عمر گراں مایہ کا مطالعہ کریں۔ امامؑ جب رسولِ خُدا کے ساتھ تھے تو ۲۳، سال محاذ پر لبسر کیے۔ دس سال جو مدینے میں تشریف رکھتے تھے۔ اس دوران ۲۷ جنگوں میں سے ۲۶، جنگوں میں شرکت کی۔ جن دو جنگوں میں شرکت نہیں کی، ان کے دوران پیغمبرؐ کے فرمان کے مطابق منافقین کے محاذ پر ڈٹے رہے۔

۱۳ سال جو مکّے میں گذارے وہ بھی مسلسل جنگ محاذ سے متعلق ہے۔ ایسے محاذ اور ایسی جنگیں جو مدینے کی جنگوں سے زیادہ دشوار تھیں۔

جب آنحضرتؐ نے دُنیا سے رحلت فرمائی تو امام علیؑ نے ۲۵، سال وحدتِ مسلمین اور تحفظ اسلام کے لیے صبر کیا اور وہ بھی۔ اس حالت میں گویا ان کی حلق میں ہڈی ہو اور آنکھ میں کانٹا پڑ گیا ہو۔

آپؑ کی زندگی پر یہ مختصر نگاہ ڈال کر آپؑ کو کس طرح ہم حاصل کریں۔ عزیزانِ من! سپاہ اور محاذ میں کوشش کریں کہ دوئی اور اختلافات نہ ہوں۔ امام کی طرح وحدتِ کلمہ کو محکم و استوار رکھیں۔ اس بات سے بچیں کہ محاذ پر جہاں نورِ خُدا کی تجلّی ہے اور جہاں مجاہد کے سر پر عنایاتِ الٰہی کا ہاتھ ہونا چاہیئے، وہاں اختلافات و دوئی سر اٹھائیں۔ مسلمانوں کے درمیان اختلافات دراصل شیاطین کے ہاتھوں پس پردہ پیدا ہوتے ہیں۔

عزیزو! یہ جان لو کہ ذاتی رائے کا اظہار اور مومن کی اجتماعی قوّت کو کمزور کرنا دنیا میں شکست اور آخرت میں عذابِ دوزخ کا باعث بنتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

سترھویں نشست

گواہوں کی گواہی

اور

بندوں کا حال

قرآن اور روایات اہلِ بیتؑ کی رُو سے روزِ قیامت انسان کے نفع و نقصان کے گواہ شہادت دیں گے۔ ان گواہوں کی تعداد دس سے زیادہ ہے۔ ان میں تین گروہ کی اہمیت زیادہ ہے۔ جن کا اس درس میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

۱۔ انسان کے اعضاء و جوارح

قرآن میں ہم پڑھتے ہیں کہ انسان کے اعضاء و جوارح اس کے نقصان کی گواہی دیں گے[۱] یعنی جس وقت روزِ قیامت گنہگار خداوند تعالیٰ کے سامنے ہٹ دھرمی سے اپنے اعمال کا انکار کریں گے اور اپنے مجسم اعمال کو کہیں گے کہ ہم سے ان کا کیا واسطہ تو اعضاء و جوارح نطق کے حامل ہو جائیں گے اور ان اعمال کی شہادت دیں گے۔

اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ (یٰسٓ ۔ ۶۵)

ترجمہ :- آج ہم ان کے مونہوں پر مُہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام

---

[۱] قرآن سے اس کا پتہ نہیں چلتا کہ انسان کے اعضاء و جوارح اس کے فائدے کی بھی گواہی دیں گے یا نہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

کریں گے اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے۔ جو کچھ یہ لوگ کیا کرتے تھے۔"

اس آیتِ شریفہ میں ہاتھ اور پاؤں کو مثال کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ درحقیقت سارے ہی اعضاء و جوارح انسان کی زبان ہیں شہادت دیں گے۔ جیسا کہ ایک دوسری آیت میں فرمایا۔

حَتّٰۤی اِذَا مَا جَآءُوۡهَا شَهِدَ عَلَیۡهِمۡ سَمۡعُهُمۡ وَ اَبۡصَارُهُمۡ وَ جُلُوۡدُهُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۰﴾ وَ قَالُوۡا لِجُلُوۡدِهِمۡ لِمَ شَهِدۡتُّمۡ عَلَیۡنَا ؕ قَالُوۡۤا اَنۡطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیۡۤ اَنۡطَقَ کُلَّ شَیۡءٍ وَّ هُوَ خَلَقَکُمۡ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ اِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۱﴾

(حٰمٓ سجدہ ۲۰، ۲۱)

ترجمہ:۔ "یہاں تک کہ جب وہ اس کے قریب آجائیں گے تو ان کے کان اور آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے خلاف انکے اعمال کی گواہی دینگے اور وہ لوگ اپنے اعضاء سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم کو اس اللہ نے گویائی دی، جس نے ہر چیز کو گویائی دی۔ اسی نے تم کو اول بار پیدا کیا تھا اور اسی کے پاس پھر لائے گئے ہو۔"

وَلَا تَقۡفُ مَا لَیۡسَ لَکَ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ اِنَّ السَّمۡعَ وَ الۡبَصَرَ وَ الۡفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنۡهُ مَسۡـُٔوۡلًا ﴿۳۶﴾

(اسراء۔ ۳۶)

ترجمہ:۔ اور جس بات کی تجھ کو تحقیق نہ ہو۔ اس پر عملدر آمد مت کیا کر، کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کی باز پرس ہوگی۔

پہلی دو آیات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ اعضاء انسان یعنی آنکھ، کان، کھال وغیرہ انسان کے نقصان اور خسارے کی گواہی دیں گے۔ مگر اس آخری آیت میں دوسرے جوارح کے ساتھ گناہ میں دل کی ذمہ داری کا بھی ذکر ہوا ہے۔ یہ اس معنی میں ہے کہ انسان کی شخصیت اس کے زیاں کی شہادت دے گی اور انسان کا دل اس کے گندے خیالات گمراہی کے عقیدے اور فضول افکار کی گواہی دے گا۔ یہ باقی سب سے زیادہ دشوار مرحلہ ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

ذکر

ان آیاتِ مبارکہ کو ہوش و گوش سے مدِ نظر رکھنا چاہیئے۔ ہمارا اعتقاد روزِ قیامت ہماری زبان میں گواہی دے گا۔ خبردار پہلے سے پرکھے اور غور و فکر کیے بغیر نہ کوئی بات کہو۔ نہ کوئی عمل کرو

۲۔ فرشتے

قیامت کے روز گواہوں کا دوسرا دستہ فرشتوں پر مشتمل ہوگا۔ چنانچہ قرآن فرماتا ہے:

کِتَابٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ یَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ۔

(سورۂ مطففین۔ آیت ۲۰،۲۱)

ترجمہ: "لکھی ہوئی کتاب کہ جس کی بنیاد پر فرشتے گواہی دیں گے"۔

اگر ان فرشتوں سے مراد رقیب اور عتید ہیں تو کام مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ روایات سے پتہ چلتا ہے، کہ دو فرشتے مسلسل انسان پر مامور ہیں۔ ہر روز دو فرشتے اس کام کو انجام دیتے ہیں۔ اس طرح کہ وہ دو فرشتے کہ ایک دفعہ مامور کیے گئے، تو پھر دوسری بار اس انسان کی تمام عمر وہ مامور نہیں کیے جائیں گے۔ اس صورت میں بہت سے شاہد ہماری زبان میں روزِ قیامت شہادت دیں گے۔ اور اس طرح دشواری پیدا ہوتی ہے۔

۳۔ پیشوایانِ دین

شاہدوں کا تیسرا دستہ پہلے اور دوسرے گروہ سے اہم تر ہے۔ ائمہ طاہرین ہمارے سُود و زیاں کی شہادت دیں گے اور جس کے زیاں و خسارے کی پیشوایانِ دین گواہی دیں وہ بدبخت ترین انسانوں میں سے ہوگا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:

ویل لمن کان شفعائه خصمائه

"وائے ہو اس کے حال پر کہ روزِ قیامت شفیع اس کے دشمن ہوں اور اس کے زیان کی گواہی دیں"۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

یہ بات واقعی بہت سخت اور ناقابل برداشت ہے۔ قرآن اس بارے میں کہتا ہے:

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ؕ

(بقرۃ - ۱۴۳)

آیتِ شریفہ کے دو معنی ہیں۔ اول یہ کہ ہم نے تم کو اُمّت وسط قرار دیا یعنی افراط اور تفریط سے دُور تاکہ لوگوں پر گواہ رہو اور دوسری ساری اقوام تم سے نیکی اور راستی سیکھیں (تم ان کے لیے نمونہ اور انسانی فضائل اور اخلاق کی مثال بنو) جس طرح پیغمبرؐ کو تم پر گواہ بنایا کہ تم ان سے سیکھو۔

دوسرا معنی ائمہ طاہرینؑ سے نقل ہے۔ استاد بزرگوار رہبرِ انقلاب اور اُستاد علامہ طباطبائیؒ اس کے قائل ہیں اور وہ روزِ قیامت ائمہ کی گواہی ہے۔ تو پھر یہ آیت اس طرح بیان کی جائے گی کہ خداوند تعالےٰ ائمہ معصومینؑ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

ہم نے تم کو افراط اور تفریط سے دُور اور معصوم خلق کیا ہے، تاکہ قیامت کے دن انسانوں کے اعمال پر گواہی دو۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیشوایانِ دین کی گواہی کا طریقہ

پچھلی گفتگو سے معلوم ہوا کہ ائمہ معصومینؑ روزِ قیامت انسان کے سود و زیاں کی گواہی دیں گے۔ دوسرا نکتہ جس کی طرف امام اُمت اور مرحوم علامہ طباطبائیؒ نے رہنمائی کی ہے یہ ہے۔ کہ پیشوایانِ دین سارے عالمِ ہستی پر گواہی کا ایک خاص طریقہ رکھتے ہیں۔ یعنی اس وقت بھی سارا عالم مع ہم لوگوں کے امام زمانہؑ کے محضرِ مقدس میں ہے۔ آپ ہماری ساری گفتار اور کردار پر آگاہ ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر ہمارے دلوں کی نیتوں اور تصورات سے بھی آگاہ ہیں۔ دوسرے گواہوں

---

۱ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام .... نحن الشہداء علی الناس بما عندھم من الحلال والحرام .....

(تفسیر نور الثقلین جلد ۱ صفحہ ۱۴۲)

Presented by: https://jafrilibrary.com

کی طرح اگر ائمہ طاہرین اُس جہان میں شہادت دیں گے تو ضروری ہے کہ اس دُنیا میں بھی ہمارے اعمال اور نیتوں سے آگاہی اور کامل بصیرت رکھتے ہوں۔ اگر ہمارے قلب پر پوری دسترس نہ رکھتے ہوں تو وہاں کیونکر گواہی دے سکیں گے کہ یہ عمل خوب ہے یا بد۔

دوسرے گواہان

زمین، زمان، مکان، حتیٰ شیطان بھی روزِ قیامت گواہ ہوں گے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے۔ شیطان روزِ قیامت انسان سے کہے گا، مجھے ملامت مت کرو۔ بلکہ اپنے آپ کی سرزنش کرو۔ کیوں کہ میں نے تم کو مجبور نہیں کیا تھا۔ صرف تمھارے دل میں وسوسہ ڈالا تھا، اور اس وسوسے کے مقابلے میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اور بارہ ائمۂ طاہرین تم کو نیک رائے دیتے رہے تھے۔

حساب کے بعد انسان کا حال

حساب و کتاب، میزان اور گواہی کے بعد جنت میں جانیوالے افراد دوزخیوں سے دوبارہ ممتاز کئے جائیں گے۔ یہ دونوں راستے میں آمنے سامنے ہوں گے۔ قرآن سُورۂ زُمر کے آخر میں اور سُورۂ حدید میں بہشت جاتے ہوئے بہشتیوں کا حال اور دوزخیوں کا حال دوزخ روانہ ہوتے وقت اس طرح بیان کرتا ہے۔ مومن جب بہشت کے لیے روانہ ہوگا تو اس کے ساتھ ایک نُور ہوگا۔ جو دُنیا دنیا میں انجام دیئے ہوئے صالح اعمال کا اثر ہوگا، رحمت کے فرشتے اس کے چاروں طرف ہوں گے اور اس پر درود بھیجتے ہوں گے۔ مگر دوزخیوں کو نحبت زدہ حالت میں جہنم کی طرف لے جائیں گے۔ یہاں نُور نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان کے پاس دنیا میں عمل صالح نہیں تھا کہ عالم آخرت میں اس کا نور پرتو فگن رہتا۔

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾

(حدید - ۱۲)

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ:۔ "جس دن آپ مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی داہنی طرف دوڑتا ہوگا۔ آج تم کو بشارت ہے۔ ایسے باغوں کی جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔"

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾

(حدید ۱۳)

ترجمہ:۔ جس روز منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہماری طرف دیکھو ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کرلیں۔ ان کو جواب دیا جائے گا "کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ، پھر روشنی تلاش کرو۔ پھر ان کے درمیان ایک دیوار قائم کردی جائیگی جس میں ایک دروازہ ہوگا۔ اس کے اندرونی جانب رحمت ہوگی اور بیرونی جانب عذاب ہوگا۔"

اہل دوزخ اور اہل بہشت کے درمیان بات ہو رہی ہوگی کہ دونوں کے درمیان ایک دیوار حائل ہو جائے گی۔ اس دیوار میں ایک دروازہ ہوگا۔ جو اندر کی طرف دررحمت (بہشت) ہے اور اس کے باہر عذاب (جہنم) ہوگا۔

پُل صراط

شیخ صدوق اپنی کتاب "اعتقادات" میں لکھتے ہیں۔

ہم شیعوں کے اعتقاد کے مطابق جہنم کے اُوپر ایک پُل بنا ہوگا اور سب کو اس پر سے گذرنا ہوگا۔

وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا

(سورہ مریم آیت ۷۱)

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ:۔ "اور تم میں سے کوئی بھی نہیں جس کا اس پر سے گزر نہ ہو۔ یہ آپ کے رب کی طرف سے لازم ہے جو پورا ہو کر رہے گا۔"

اس پُل سے کیا مُراد ہے؟

شاید یہ مطلب ہو کہ جو لوگ دنیا میں اپنے نفس امارہ کے پُل پر سے گزر کر مقام انسانیت کو حاصل کر چکے ہیں۔ وہ قیامت کے دن پُل صراط سے گزر کر اعلیٰ علیین تک پہنچ جائیں گے۔ مگر وہ لوگ جو دُنیا میں اس پُل پر سے صحیح و سلامت نہیں گزر سکے اور نفس امارہ کی آگ میں ہی جلتے رہے ہیں۔ قیامت میں اس پُل صراط پر سے نہیں گزر پائیں گے۔ نتیجتاً دوزخ میں گر جائیں گے کیونکہ آخرت اس دُنیا کا باطن ہے اور یہی اصلی ہے۔ یہاں کے حقائق وہاں معلوم ہوں گے۔ اس حیثیت سے نفس امارہ کے پل کی حقیقت اور اصلیت آخرت کا پل صراط ہے۔

"صراط" کے معنی لغت میں راستہ اور ہماری اصطلاح میں بہشت کا راستہ ہے۔

صراط سے اہلِ بہشت کے گذرنے کی کیفیت

روایت میں ہم پڑھتے ہیں: بعض انسان بجلی کی سی سُرعت سے پل صراط سے گذر جائیں گے۔ اور بعض تیز رو گھوڑوں پر سوار کے مانند گزریں گے۔ کچھ لوگ معمول کی کیفیت سے پل صراط عبور کریں گے۔ بعض ایسے بھی ہوں گے جو افتاں خیزاں، ہاتھ پیر مارتے ہوئے اور بے انتہا مشقت اٹھاتے ہوئے گذریں گے۔ آخر کار بہشت میں پہنچ جائیں گے۔ یہ سارے اہلِ بہشت ہیں۔ مگر وہ جو دُنیا میں امیرالمومنین اور ائمہ طاہرین کے تابع تھے اور اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا طوق گردن میں ڈالے رہے تھے۔ بغیر تکلف کے اور بجلی کی سی سرعت سے پُل صراط سے گزر جائیں گے۔ وعدۂ الٰہی کی طرف تیز قدم بڑھائیں گے، دوسرے اپنے اعمال صالح اور ائمہؑ کی پیروی کی مناسبت سے جلدی جلدی یا دشواری سے گذریں گے

Presented by: https://jafrilibrary.com

کافروں کا بہشت میں آنا ممنوع

مگر یہ پل دوزخیوں کیلیئے بال سے باریک اور شمشیر کی دھار سے تیز ہوگا[1]۔ اس سے مُراد شاید یہ ہو کہ کفّار کا قیامت میں یہ حال ہوگا کہ صراط عبور نہیں کر پائیں گے۔ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے۔

وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِىْ سَمِّ الْخِيَاطِ۔

(سورہ اعراف - آیت ۴۰)

ترجمہ:- اور وہ لوگ کبھی جنّت میں نہ جائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے کے اندر سے نہ چلا جائے۔

چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ کافروں، گناہگاروں، ظالموں، تہمت لگانے والوں، افواہ اڑانے والوں کے لیے پل صراط پر عبور ممکن نہیں۔ وہ وہاں سے جہنّم کی گہرائیوں میں جا گریں گے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

صراط کے دوسرے معنیٰ

دوسری روایت سے صراط دراصل معصومین ہیں، یعنی جس نے ان کو دُنیا میں پہچانا اور ان کی پیروی کی۔ ان کی ولایت سے تمسک حاصل کیا۔ وہ یقیناً صراطِ مستقیم الٰہی کی طرف ہدایت یافتہ ہے اور جو دُنیا میں صراطِ مستقیم الٰہی کی طرف ہدایت پا چکا وہ پُل صراط سے آسانی گزر جائے گا۔ مولائے متقیان امیرالمومنین کا یہ کلام اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔

اِنَّا صراط اللہ المستقیم وعروۃ الوثقٰی التی لا انفصام لہا[2]

"میں صراطِ مستقیم الٰہی اور دستگیر محکم الٰہی ہوں جو ٹوٹ نہیں سکتا۔"

---

[1] اعتقادات شیخ صدوق۔ صفحہ ۱۰۴۔ روایات میں ہے کہ خداوند تعالےٰ مومنوں کے لیے اس پل کو چوڑا کر دے گا۔ بحمد للہ۔

[2] اعتقادات۔ صفحہ ۱۵۳

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com
Presented by: https://jafrilibrary.com

اٹھارھویں نشست

شفاعت

قرآن اور روایات کی رُو سے شفاعت ایک یقینی اور واضح امر ہے۔ علامہ مجلسیؒ نے بحارالانوار کی ساتویں جلد میں شفاعت کے بارے میں سو سے زیادہ روایات نقل کی ہیں۔ اور شفاعت کے ضمن میں جو روایات بحار میں ہیں وہ ایک ہزار سے زیادہ ہیں۔

ان آیات کے چند نمونے

۱۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۵۵)

"کون ہے جو شفاعت کر سکے بجز اللہ تعالےٰ کے اذن سے"۔

۲۔ لَا یَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝

(مریم ۸۷)

ترجمہ:۔ "کوئی سفارش کا اختیار نہ رکھے گا۔ مگر ہاں جس نے رحمٰن کے پاس سے اجازت لی ہے۔

عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ ۝ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى

(اَنْبِیَآء ۔ ۲۶ تا ۲۸)

ترجمہ:۔ "۔۔۔۔ اور ہرگز درگاہِ الٰہی کے یہ مقرب بارگاہ کسی کی شفاعت نہیں کر سکیں گے بجز یہ کہ خدا ان سے راضی ہو"

Presented by: https://jafrilibrary.com

یعنی وہی شخص موردِ شفاعت قرار پائے گا جس کے دین اور آئین سے خدا راضی ہوگا۔

وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٤٦﴾ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ﴿٤٧﴾ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ﴿٤٨﴾

(مدثر۔ ۴۶ تا ۴۸)

ترجمہ :۔ "اور قیامت کے دن کو جھٹلایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم کو موت آگئی۔ سو ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش کام نہ دے گی۔"

یہ گفتگو روزِ قیامت دوزخیوں اور اہلِ بہشت کے درمیان ہوگی۔ بے شک شفاعت پارٹی بازی کے معنی میں نہیں جیسا کہ قرآن نے فرمایا:

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٤٨﴾

(بقرہ۔ ۴۸)

ترجمہ :۔ "اور ڈرو تم ایسے دن سے کہ نہ تو کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے کچھ مطالبہ ادا کر سکتا ہے اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی سفارش قبول ہو سکتی ہے۔ اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی معاوضہ لیا جا سکتا ہے اور نہ ان لوگوں کی طرف داری چل سکے گی۔"

یعنی اس روز کسی دوسرے کو نہیں پکڑا جائے گا اور کسی کا حق ناحق نہیں ہوگا۔ طاقت اور رشوت بھی کام نہ آئے گی۔

شفاعت کے معنی

شفاعت کے چار معنی نگاہ میں رکھنے چاہیئے:

۱۔ رہبری اور امامت :۔ جس نے دُنیا میں حضرت علی علیہ السلام کو اپنا رہبر اور امام مانا ہے۔ روزِ قیامت بھی حضرت علی علیہ السلام اس کے رہبر، امام اور شفیع ہوں گے۔ اس دُنیا میں رہبر تشریعی ہیں اور اس دُنیا میں رہبر تکوینی۔ یعنی اگر کسی نے اس دُنیا میں امیر المومنین

Presented by: https://jafrilibrary.com

کی ولایت کو صدقِ دل سے قبول کیا ہے اور ان کو اپنا رہبر و امام مانا تو دُنیا میں ان کی اس پیروی کے نتیجے میں آخرت میں اس کی جو شخصیت ظاہر ہوگی۔ اسی شخصیت کے ساتھ وہ مولاؑ کے پرچم کے نیچے ہوگا اور ان رہبر بزرگوار کے ساتھ بہشت میں جائے گا۔ اسی طرح اگر انسان نے دُنیا میں سیدالشہداء علیہ السلام کے علم کے نیچے سینہ کوبی کی اور عملاً ان کی ولایت کا طوق بھی اپنی گردن میں پہن لیا۔ روزِ محشر بھی ان بزرگوار کے پرچم کے نیچے ہوگا۔ یہاں تشریعی رہبری تھی مگر وہاں آپ کی پیروی کی وجہ سے شکل تکوینی اختیار کر لیتی ہے۔

شفاعت کے اس معنی کی تائید مرحوم علامہ طباطبائی کی کتاب المیزان سے بھی ہوتی ہے۔

عرفان و فلسفہ کے نقطۂ نظر سے بھی شفاعت کا یہی معنیٰ مقبول ہے۔

۲۔ فیض کا وسیلہ:۔ شفاعت کے دوسرے معنی فیض کا واسطہ بننا ہے۔ قرآن اور روایاتؐ کی اور حکمتِ عالی مرحوم صدرالمتالہین کے مطابق حقیقت محمدی اور آپؐ کی آلؑ اس عالم کا واسطہ یعنی ہمارے سارے اعمال حق تعالیٰ کے نفوذ ورشد کے مرہون ہیں۔ اور اس فیض کا واسطہ اہلِ بیتؑ عصمت وطہارت ہیں۔ چنانچہ ہستی، سلامتی، علم و عقل و مال دُنیا وغیرہ حق تعالیٰ کی طرف سے سب اہلِ بیت کے واسطے سے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

دعاؤں میں یہی معنی ہے۔

دوسرے لفظوں میں تمام ہستی اہل بیتؑ کے وجود مبارک کے طفیل ہے۔ چنانچہ زیارت حضرت بقیۃ اللہ (عج) میں ہم پڑھتے ہیں:

بیُمنہٖ رزق الوریٰ بوجودہٖ ثبتت الارض والسماء۔

یعنی امام زمان (ع) کے وجودِ مقدس مبارک کی وجہ سے عالم ہستی روزی کھاتی ہے اور آپ بھی عالم ہستی کے لیے واسطہ فیضِ الٰہی ہیں۔ اور ان بزرگوار کے وجود کی برکت سے عالم ہستی اپنی جگہ پر ہے۔ عالم ہستی اس وجودِ مبارک کی وجہ سے محکم اور محفوظ ہے۔

اسی طرح زیارت جامعۂ کبیرہ میں ہم پڑھتے ہیں:۔

بکم فتح اللہ وبکم یختم وبکم ینزل الغیث وبکم یمسک السماء

Presented by: https://jafrilibrary.com

ان تقع على الارض وبكم ينفس الله الهم ويكشف الضر

ترجمہ :- اے اہل بیتؑ عصمت و طہارت آپ کے واسطے سے یہ عالم ہستی وجود میں آیا اور اپنی جگہ قائم ہے اور آپ ہی کے واسطے سے کتاب آفرینش ختم کرے گا۔ آپ ہی بزرگواروں کے واسطے سے اللہ تعالیٰ بارانِ رحمت ہم پر نازل فرماتا ہے۔ آپ ہی کے واسطے سے آسمان کو قائم کیے ہوئے ہے اور آپ ہی کے واسطے رنج اور غم و اندوہ کو دور کرتا ہے:

اہلِ عرفان بھی اہل بیتؑ کو واسطۂ فیض جانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں، دل رُوح عالم ہے اور عالم جسم ہے اور رُوح ہی جسم کی مدبر ہے۔ جب تک دل دُنیا میں باقی ہے۔ حق تعالےٰ سے دُنیا کے لیے مدد چاہتا رہتا ہے اور اسی مدد پر عالم محفوظ اور باقی ہے۔

حجّت پر قیامِ عالم

جیسا کہ پہلے کہا گیا۔ قیامت کے دن انسان اماموں کی گواہی کی بنیاد پر اہل بہشت ہوگا۔ یا اہلِ دوزخ۔ یہ بھی عرض کیا گیا کہ ائمہ طاہرین عالم ہستی پر حضور، تسلط تامہ و کامل اور شہود رکھتے ہیں۔ یہ بزرگوار ولایت کُلیہ مطلقہ کے حامل ہیں [1]

ثقۃ الاسلام کلینیؒ کافی شریف میں اس مضمون کی بہت سی روایات نقل کرتے ہیں۔ (یہ احادیث کافی کی جلد دوم میں جمع کی گئی ہیں)

سالت الرضا عليه السلام فقلت، تخلو الارض من حجة ؟ فقال لو خلت الارض طرفة عين من حجة لساخت باهلها [2]

---

[1] امام خمینی ادام اللہ تعالےٰ ظلہ "مصباح الہدایہ" کتاب میں ولایت کلیہ مطلقہ حضرت امیرؑ کے بارے میں کہتے ہیں، (ترجمہ یعنی آپؑ اپنے ولایت کُلیہ کے مقام کی وجہ سے ہر شخص کے ساتھ کھڑے ہیں اور اس کے اعمال کے شاہد ہیں اور ہر چیز کے ساتھ ہیں)

[2] بحار الانوار، جلد ۲۳ صفحہ ۲۹، حدیث ۴۲

Presented by: https://jafrilibrary.com

اگر امام یعنی مقام ولایت کلیہ مطلقہ زمین پر نہ ہو تو زمین اپنے اہل کو ہڑپ کر جائے بگر مگر یہ تو محض مثالاً کہا گیا۔ ورنہ مسئلہ اور بھی گہرا ہے۔ اگر حجت بطور کلی زمین میں نہ ہو تو عالم ہستی بھی نہیں ہوگا۔ چنانچہ ائمہ عالم وجود کا محور ہیں۔ لہٰذا روز قیامت وہی شخص بہشت میں جائے گا، کہ جس کے آپ واسطہ نہیں۔ حتیٰ انبیاءؑ، اوصیاء اور صلحاء بھی ان بزرگواروں کے واسطے سے بہشت میں داخل ہوں گے۔ کیونکہ بہشت حق تعالیٰ کے فیوض میں سے ایک فیض ہے اور ائمہ اس فیض کے واسطہ ہیں۔

۳- پیشوایانِ دین کا دُعا کرنا

شفاعت کے تیسرے معنے وہ ہیں جو اُستاد بزرگوار، رہبر عظیم الشان انقلاب اپنی کتاب کشف الاسرار میں کسروی کی رد میں فرماتے ہیں۔ امام نے اس عمدہ کتاب میں شفاعت کو کئی طور سے بیان کیا ہے اور منحرف ہونے والوں خود غرضوں اور جہلا کے بھی جواب دیئے ہیں۔ اس اعتراض کے جواب میں کہ انسان سے شفاعت طلب کرنا شرک ہے، فرماتے ہیں۔

"ہمارے شفیع حضرات اس دُنیا سے رحلت کے بعد مُردوں میں شمار نہیں ہوتے۔ بلکہ زندہ جاوید ہیں اور تمام عالم پر ان کی ارواح کا دوام، احاطۂ کامل اور اشراف تام مسلم ہے"۔

چنانچہ پیغمبرِ اکرمؐ اور ائمہ طاہرینؑ رحلت کے بعد لکڑی اور پتھر اور دیگر جمادات کے مانند نہیں کہ ان سے شفاعت کا خواستگار ہونا گویا شرک ہے۔ یا لغو اور مہمل بات سمجھی جائے۔

شفاعت کو اس طرح بیان فرمایا ہے: شفاعت درحقیقت پیغمبرِ اکرم اور ائمہ طاہرینؑ کا دُعا کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے واسطے سے گناہگار کو بخش دے گا۔ بیشک یہ بات بالکل واضح ہے کہ یہ کارِ خداوندی میں دخل دینا نہیں بلکہ شفاعت اذنِ خداوندی سے ہوگی۔

گویا جس طرح ہم اپنے لیے اور دوسروں کے لیے دُعا کرتے ہیں اور مغفرت مانگتے ہیں۔ اسی طرح پیغمبرِ اکرم اور ائمہ طاہرینؑ بھی روزِ قیامت اپنی اُمت کے لیے دُعا اور طلبِ مغفرت کریں گے اور ظاہر ہے کہ پیغمبرؐ اور اہلِ بیت عصمت و طہارت صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کی دُعا یقیناً مستجاب ہوگی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

اُستاد بزرگوار، رہبر عظیم الشان انقلاب شفاعت کے گزشتہ ذکر کیے گئے دو معنی کے

قائل ہیں۔ یعنی رہبری اور امامت، اور فیض میں واسطہ اور آخری معنی کے بارے میں جہلائے کے رد میں جواب بھی دیئے ہیں۔

۴۔ اہلِ بیتؑ کا اختیارِ تامہ

(شفاعت کے چوتھے معنی یہ ہیں کہ اہلِ بیتؑ بہ اذنِ خدا اختیارِ تامہ رکھتے ہیں اور قیامت کے دن اپنے اس اختیارِ کامل سے کام لیں گے۔ اس معنی کے تحت کسی غلط فہمی کی گنجائش نہیں رہتی کہ بہشت اور جہنم کی کنجی پیغمبرِ اکرمؐ اور اہلِ بیتؑ کے ہاتھ میں ہوگی اور وہی بہشت و جہنم کے تقسیم کنندہ ہوں گے۔[۱])

آیاتِ قرآنی بھی بظاہر اس معنی پر دلالت کرتی ہیں۔ اور جو بات اس میں پنہاں ہے۔ وہ یہ کہ انکارِ ارادہ اور خواہش اللہ تعالیٰ کے ارادے اور خواہش میں ضم ہے۔ درحقیقت ان کی خواہش اللہ کی خواہش ہے۔

اس آیت کے ذیل میں: "وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ" ہم پڑھتے ہیں کہ پیغمبرِ اکرمؐ روزِ قیامت سجدے میں گر پڑیں گے۔ ان سے خطاب ہوگا کہ یا محمدؐ کھڑے ہو جائیں آنحضرتؐ فرماتے ہیں "میری گناہ گار اُمت کو بخش دے"۔ خطاب ہوگا "اُٹھ جائیں اور ان کی شفاعت کریں جن کی شفاعت قبول ہو"۔[۲]

امام سجادؑ اس بارے میں فرماتے ہیں: روزِ قیامت جناب پیغمبرِ اکرمؐ اس بات پر راضی نہیں ہوں گے کہ خود تنہا بہشت میں چلے جائیں اور آپ کی اُمتِ گناہگار جہنم میں ہو"۔

امام جعفر صادقؑ اُوپر والی آیت کے سلسلے میں فرماتے ہیں: اس سے بڑھ کر امید دلانے والی آیت موجود نہیں۔ دُنیا میں پیغمبرِ اکرمؐ کو فتح و نصرت دی گئی اور آخرت میں آپؐ کو مقامِ شفاعت عطا ہوا ہے۔

---

[۱] امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: "میں بہشت و دوزخ کا تقسیم کنندہ ہوں۔ پس جو ہماری پیروی کرتا ہے وہ ہم میں سے ہے اور جو میری پیروی نہیں کرتا۔ اہلِ دوزخ میں سے ہے"۔

[۲] تفسیر [illegible]

Presented by: https://jafrilibrary.com

وہ لوگ جو شفاعت کے قابل نہیں ہوں گے

یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض آدمی شفاعت اور بہشت میں داخل ہونے کی لیاقت نہیں رکھتے۔ ان میں سے وہ بھی ہیں جو تارک الصلوٰۃ ہیں اور نماز کو معمولی چیز سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ امام جعفرؑ صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

لا تنال شفاعتنا من استخف بالصلوٰۃ۔ (وسائل شیعہ)

"ہم اہل بیتؑ کی شفاعت جو نماز کو ہلکا سمجھتا ہے اس کو نہیں ملے گی۔"

اسی طرح قرآن اور دیگر روایات سے پتہ چلتا ہے کہ "ظالم" بھی شفاعت پانے کی لیاقت نہیں رکھتا۔ البتہ گناہگار شیعہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے۔ آخر کار ایک دن پاک ہو کر اہل بیت کی شفاعت پاکر دوزخ سے نجات حاصل کریں گے۔

وہ دوسرے لوگ جن کی شفاعت نہیں ہوگی۔ ان کا ذکر اس آیت میں ہوا ہے:۔

يَتَسَاءَلُونَ ﴿٤٠﴾ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٤١﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿٤٣﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ﴿٤٤﴾ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ﴿٤٥﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٤٦﴾ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ﴿٤٧﴾ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ﴿٤٨﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ﴿٤٩﴾

(مدثر ۴۰ تا ۴۹)

ترجمہ:۔ "اور مجرموں کا حال پوچھتے ہوں گے کہ تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا۔ وہ کہیں گے۔ ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ غریب کو کھانا کھلایا کرتے تھے اور مشغلے میں رہنے والوں کے ساتھ ہم بھی مشغلہ میں رہا کرتے تھے (دین کے خلاف بات کرنے والوں کے ساتھ ہم بھی ان جیسی بات کرنے لگتے تھے۔ اور قیامت کے دن کو جھٹلایا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کو موت آگئی۔ سو ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ دے گی۔ ان کو کیا ہوا کہ اس نصیحت سے روگردانی

Presented by: https://jafrilibrary.com

انیسویں نشست

انسان کے سفر کی اِنتہا

نیکوں کا سفر بہشت میں اور بدکاروں کا دوزخ میں جا کر ختم ہوگا۔ اور قرآن کی نظر میں بہشت و جہنم ان کے سفر کی انتہا ہے۔

یَا اَیُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدْحًا فَمُلٰقِیْهِ

(سورۂ انشقاق۔ آیت ۶)

ترجمہ:۔ "اے انسان تو اپنے رب کے پاس پہنچنے تک کام میں کوشش کر رہا ہے پھر اس سے جا ملے گا۔"

آیت شریفہ کا کہنا ہے: اے انسان اپنے سفر زندگانی میں ہر مصیبت اور مشقت راہ خدا میں صبر سے برداشت کرنا آخر میں خدا سے ملاقات تک پہنچاتا ہے۔

مندرجہ ذیل آیات بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہیں:

اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الرُّجْعٰی (سورۂ علق آیت ۸)

ترجمہ:۔ "یقیناً انسان اپنے پروردگار کی طرف واپس جائے گا۔"

وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَهٰی (سورۂ نجم آیت ۴۲)

ترجمہ:۔ اور یہ کہ آپ کے پروردگار ہی کے پاس پہنچنا ہے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۵۶)

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: ہم اللہ کی طرف سے ہیں اور اللہ ہی کی طرف واپس جائیں گے۔

کبھی انسان کا سفر رحمت الٰہی، جس کا مظہر بہشت ہے، تک انجام پذیر ہوتا ہے۔ کبھی مظہر قہر و غضب[1] الٰہی، یعنی دوزخ، انجام ہوتا ہے۔

دوزخ کے طبقات اور دروازے

دوزخ میں طبقات اور دروازے ہیں۔ قرآن اس بارے میں کہتا ہے:

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ

(سورۂ حجر آیت ۴۴)

ترجمہ:- جس کے سات دروازے ہیں۔ ہر دروازے کے لیے ان لوگوں کے الگ حصے ہیں۔

سورۂ زمر میں بھی فرمایا۔

وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۔ حَتّٰى اِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا۔ (زمر - ۷۱)

ترجمہ: کافر فوج در فوج دوزخ کی جانب ہنکائے جائیں گے اور جب وہاں پہنچیں گے تو جہنم کے دروازے ان پر کھول دیئے جائیں گے۔

اس طرح جنہوں نے حق الناس کھایا ہوگا وہ "درحق الناس" سے وارد جہنم ہوں گے۔ اس دروازے پر سب سے زیادہ بھیڑ ہوگی۔ کیونکہ وہ سب لوگ جو دوسروں کی حیثیت کو داغدار کرتے ہیں، برادرانِ ایمانی کی شخصیت کو نابود کرتے ہیں، دوسروں کے مال کو غصب کرتے ہیں۔ (وغیرہ) تو وہ ان ہی دروازوں سے جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔

روایات میں ہم پڑھتے ہیں کہ امیرالمومنینؑ نے اپنے ہاتھوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر فرمایا۔ کہ جہنم طبقے طبقے ہے۔ دعائے کمیل میں فرماتے ہیں۔

يتقلقل بين اطباقها

"دوزخ کے طبقات کے درمیان سرگرداں ہے"

---

[1] دوزخ مظاہر قہر و غضب الٰہی میں سے ایک ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

سقر

روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جہنم بہت گہری اور سات طبقے ہے۔ طبقہ اوّل عام آدمی کے لیے۔ اور طبقۂ آخر "سقر" ہے جو منافقین کے لیے ہے اور بہت گہرائی میں ہے مشہور روایات میں سے ہے کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت رسولِ خدا کی خدمت میں تھے، ایک ساتھ ایک بڑی مہیب آواز کان میں آئی۔ پیغمبرِ گرامی نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا آواز تھی؟ عرض کیا گیا یا رسولؐ اللہ ستر سال پہلے ایک پتھر جہنم کے ایک کنویں میں پھینکا گیا تھا کہ اس وقت وہ اس کنویں کی گہرائی میں پہنچا ہے۔ اُستادِ بزرگوار رہبرِ عظیم الشان انقلاب اس روایت کے معنیٰ میں فرماتے ہیں کہ انسانوں میں سے بعض دُنیا میں دوزخ کے راستے پر چلتے ہیں اور ستر سال کی عمر کے اخیر میں دوزخ کی گہرائی میں پہنچ جاتے ہیں۔ یعنی یہ پتھر جو قعرِ دوزخ میں پہنچا اور اس قدر مہیب آواز اس سے پیدا ہوئی۔ انسان کا وہ دل ہے جو گناہ کے ارتکاب اور پروردگار سے غفلت کی بنا پر سخت اور پتھر ہو گیا۔ اور دوزخ کی گہرائی میں گرا دیا گیا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

دوزخ کے درجات

بہشت کی طرح دوزخ میں بھی درجات ہیں۔ یعنی جہنم کا عذاب بھی انسان کے گناہ کے اور اللہ تعالےٰ سے غفلت کے تناسب سے شدید یا ہلکا ہوتا ہے۔ جہنم تو ایک ہے۔ مگر اس کے درجے بہت ہیں اور جہنم کے دروازے وہی دروازے ہیں جو دُنیا میں انسان نے گناہ کے ارتکاب کے نتیجے میں اپنے لیے کھولے ہیں۔

ویل

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جہنم میں 'ویل' نام کے متعدد سَل CELL ہیں کہ جو دوزخ کے کنویں ہیں۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ الَّذِي جَمَعَ مَالًا

Presented by: https://jafrilibrary.com

وَّعَدَّدَہٗ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَہٗٓ اَخْلَدَہٗ (سورۂ ہمزہ آیت ۱)

ترجمہ :- بڑی ویل ہے۔ ہر ایسے شخص کے لیے جو پس پشت عیب نکالنے والا ہو۔ رو در رو طعنہ دینے والا ہو، جو مال جمع کرتا ہو۔ اُسے گنتا رہتا تو یہ سمجھتا ہے کہ اُسی کا مال اُسے ہمیشہ زندہ رکھے گا۔

اس آیت شریفہ کی تفسیر میں امام جعفر صادق فرماتے ہیں :

"ویل" نام کا دوزخ میں ایک کنواں ہے۔ یہ ان لوگوں کی جگہ ہے جو دوسروں کے پیٹھ پیچھے عیب جوئی کرتے ہیں، دولت کی پرستش کرتے ہیں، سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور دُنیا سے وابستہ ہیں۔

عذابِ دوزخ کی شدت

خلاصہ یہ کہ دوزخ بے انتہا خطرناک اور تاسف و شرمندگی کی جگہ ہے۔ جیسے اللہ تعالے عظیم و بزرگ ہے۔ اسی طرح اس کی رحمت اور غضب بھی عظیم و بزرگ ہے۔ جہنم جو ایک معنی میں قہر الٰہی کا مظہر ہے اپنی جگہ بہت دہشتناک ہے۔ چنانچہ قرآن میں عذاب کو 'شدید' کہا گیا ہے۔

اور پروردگار فرماتا ہے، "میرا عذاب شدید ہے" (سورۂ ابراہیم ۔ آیت ۷)

اور اس شدید و الیم عذاب سے آدمیوں کو خبردار کیا گیا ہے۔ ان کو انتباہ کیا گیا ہے۔ اور وعدہ اور وعید کے بیان سے اور دوزخ کی خصوصیات گنا کر اور عذاب کی سختی سے ڈرا کر دوزخ کی گرفتاری اور اس کے شدید عذاب سے نجات پانے کی ترغیب دی گئی ہے۔

بہر حال یہ تو سمجھنا چاہیئے کہ امورِ آخرت مثلاً بہشت، دوزخ، عذاب اور نعمت کی حقیقت کا ہم ادراک نہیں کر سکتے۔ دُور سے اس کا محض تصور کر سکتے ہیں۔

بہشت اور اس کے درجے اور طبقے

جہنم کی طرح بہشت کے بھی مختلف درجے اور طبقے ہیں۔

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا ۔ (زمر ۔ ۷۳)

ترجمہ :- اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے وہ گروہ گروہ ہو کر جنت

Presented by: https://jafrilibrary.com

کی طرف روانہ کیے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوں گے۔

بہشت کے دروازے

بہشت کے بہت سے دروازے ہیں۔ جو اعمالِ صالح کے ساتھ ساتھ انسان پر کھل جاتے ہیں۔ جیسا کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: بہشت میں ایک در مخصوص شہداء کے لیے ہے کہ دوسرے اس دروازے سے داخل نہیں ہوں گے۔ دوسرا دروازہ ہے جو صابروں کے لیے مخصوص ہے وہ لوگ جنہوں نے اس دُنیا کی مصیبتوں پر صبر کیا ہوگا۔ جیسے شہداء کے خاندان والے اور وہ لوگ بھی جنہوں نے کبھی فقروفاقہ، کبھی بیماری اور مشکلات پر صبر کیا ہوگا۔ وہ زخمی وغیرہ جو رضائے الٰہی کے لیے صبر کرتے ہیں۔ وہ بھی جو عبادت میں صابر ہیں۔ اور وہ بھی جن کا واسطہ جب گناہ سے ہوتا ہے تو اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور اپنے نفس پر قابو رکھتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔

(سُورۂ زمر آیت ۱۰)

ترجمہ صبر کرنے والوں کو ان کا صلہ بے شمار ملے گا۔

صابروں کو آخرت میں اس قدر اجر ملے گا کہ وہ کہیں گے کہ اے کاش دُنیا میں روز ہمارا جسم قینچی سے کاٹا جاتا اور تکہ تکہ کر دیا جاتا اور ستر سال اس مصیبت پر میں صبر کرتا تا کہ اس وقت اور بھی زیادہ اجر اور انعام ملتا۔

صبر کے مختلف انداز

صبر کے بہت سے انداز ہیں۔ مثلاً جب انسان کی نظر نامحرم عورت پر پڑ جائے تو خدا کے خوف سے اپنی نگاہ ہٹائے اور جب شہوت کا زور ہو تو اس پر قابو پائے اور خدا کے واسطے صبر کرے۔ یا گفتگو کے دوران دوسروں کی غیبت نہ کرے نہ سُنے۔ اگر درجہ ملے تو فخر نہ کرے

Presented by: https://jafrilibrary.com

روزی کے لیے قدم بڑھائے تو حلال سے تجاوز نہ کرے۔ نفس امارہ کو لگام دے۔ اس طور صبر کرنے سے قرب الٰہی اور سلوک کی سو سال کی راہ ایک رات میں عبور کی جا سکتی ہے۔

دوسرے دروازے

عابدوں کے لیے ایک دوسرا دروازہ ہے۔ یعنی وہ لوگ جو رات کے پچھلے پہر خداوند تعالیٰ سے راز و نیاز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں وہ روزِ قیامت درِ عابدین سے بہشت میں وارد ہوں گے

ایک اور دروازہ ہے جو انسانوں کے خدمت گزاروں کے لیے مخصوص ہے۔ یہ دروازہ بے انتہا پُر شکوہ اور اعلیٰ ہے۔

باب الشیعہ

'درِ شیعہ' بہشت کے بہت پُر اژدحام دروازوں میں سے ایک ہے۔ اس دروازے سے شیعہ شفاعت رسُول گرامی کے واسطے سے بہشت میں وارد ہوں گے۔ اسی طرح جنہوں نے امام حسینؑ کی عزاداری کی ہو گی اور ہر صورت میں مظلوم امام سے تعلق رکھتے ہیں چاہے کیسا ہی کم کیوں نہ ہو وہ بھی امام حسینؑ کی شفاعت کے مستحق ٹھہریں گے۔ ان شفاعت پانے والوں کی تعداد بہت ہو گی۔ وہ آپؑ کے در سے جس پر دوسرے دروازوں کے مقابلے میں بھیڑ زیادہ ہو گی، بہشت میں قدم رکھیں گے۔

ذکر

اس طرح یہ آپ حضرات پر ہے کہ اہل بیتؑ خصوصاً حضرت سیّد الشہداءؑ سے توسل تلاش کریں اور آپؑ کے لئے گریہ اور عزاداری کریں۔ 'زیارت عاشورا' اور 'وارث' کو مسلسل وردِ زبان کریں اور مرقد مطہر سیّد الشہداءؑ کی زیارت کا شوق اپنے دل میں ضرور رکھیں اور اپنی زندگی میں امامؑ کی اقتدا کریں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

باب التوبہ

بہشت کے در توبہ پر بھی بہت بھیڑ ہوگی۔ کیونکہ گناہ کتنا ہی بڑا اور زیادہ ہو اگر انسان حقیقتاً اپنے کردار سے پشیمان ہو اور اس کی داخلی کیفیت تبدیل ہو چکی ہو اور توبہ کی شرائط پر عمل کرے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور روزِ قیامت "در توبہ" سے بہشت میں داخل ہوگا۔ قرآن فرماتا ہے۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ

(زمر - ۵۳)

ترجمہ: "اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں تم خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو بالیقین خدا تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا۔"

سب گناہگار دوزخ جائیں گے، بجز ان کے جنہوں نے توبہ کی ہوئی ہوگی اور خدا کی طرف دوبارہ لوٹ چکے ہوں گے۔

سورۂ فرقان - آیت ۷۰:

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ

ترجمہ: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک کام کرتا رہے، تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے گناہوں کی جگہ نیکیاں عنایت فرمائے گا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو حسنات میں تبدیل کر دے گا۔ ان کا سیاہ نامۂ اعمال، نورانی ہو جائے گا اور ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ ان کا انجام نجات وسعادت اور بہشت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

بازآ، بازآ، ہر آنچہ ہستی، بازآ   گر کافر و گبر و بت پرستی بازآ
ایں درگہ ما، درگہ نومیدی نیست   صد بار اگر توبہ شکستی بازآ!

Presented by: https://jafrilibrary.com

بیسویں نشست

بہشت اور دوزخ
کا
منظر

بہشت خداوند تبارک و تعالیٰ کی رحمت کی مظہر ہے اور دوزخ اس کے قہر کی مظہر ہے گویا بہشت ایک عظیم نعمت ہے ، جس کی تعریف بیان نہیں کی جا سکتی ، ہم اس کا ادراک نہیں کر سکتے ۔ اس لیے کہ رحمت خداوندی جب لامتناہی ہوئی تو بہشت جو مظہر رحمت خدا ہے ۔ وہ بھی بیکراں ہوگی ۔

عذاب جہنم بھی اس صورت میں کہ قہر الہٰی کا مظہر ہے ۔ شدید ناقابل ادراک ہے ۔ جیسا کہ اس سے پیشتر ذکر ہوا ۔ جہنم کے طبقات و درجات ہوں گے اور ہر شخص اپنے احوال و اعمال کے مطابق ایک خاص طبقے اور درجے میں رہے گا ۔ دُنیا میں اس کے اعمال ، کردار ، گفتار اور رفتار کی مناسبت سے وہاں اس پر عذاب کی شدت ہوگی ۔

جسم و جان کا جلنا

قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ جہنم کی آگ بدن کی جلد ہی کو نہیں جلائے گی ، بلکہ ہڈیوں کو بھی توڑ کر رکھ دے گی ، جسم و رُوح کو آگ لگ جائے گی اور یہی عذاب الیم ہے ۔

قرآن اس بارے میں فرماتا ہے ۔

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا ۔ (النساء ۵۰ ،

"جب بھی کے جسم کی کھال آتش دوزخ میں جل جائے گی [illegible] ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

نئی جلد چڑھا دیں گے۔

سورۂ ہمزہ میں ہڈیوں میں جہنم کی آگ کے سرایت کر جانے کے بارے میں ہم پڑھتے ہیں:

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۣ ۝١ الَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ ۝٢ یَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗ ۝٣ كَلَّا لَیُنۡۢبَذَنَّ فِی الۡحُطَمَةِ ۝٤ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡحُطَمَةُ ۝٥ نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ۝٦ الَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَةِ ۝٧

(ھمزہ ۱ تا ۷)

"ترجمہ: بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کے لیے جو پس پشت عیب نکالنے والا ہو رو در رو طعنہ دینے والا ہو۔ جو مال جمع کرتا ہو اور اس کو بار بار گنتا ہو۔ وہ خیال کر رہا ہے کہ اس کا مال سدا اس کو زندہ رکھے گا۔ ہرگز نہیں۔ واللہ وہ شخص ایسی آگ میں ڈالا جائے گا جس میں جو کچھ پڑے وہ اس کو توڑ پھوڑ دے اور آپ کو کچھ معلوم ہے، وہ توڑ پھوڑ کرنے والی آگ کیسی ہے۔ وہ اللہ کی آگ ہے۔ جو سلگائی گئی ہے جو دلوں تک جا پہنچے گی۔"

حطمہ کے معنی بتائے گئے ہیں کہ وہ چیز جو ہڈیوں کو توڑ دیتی ہے تو "لَیُنۡۢبَذَنَّ فِی الۡحُطَمَةِ" کے حقیقی معنی یہ ہوئے کہ وہ ایسی آگ میں گرایا جائے گا۔ جہاں اس کی ہڈیاں ٹوٹ کر چور چور ہو جائیں گی۔

دوزخیوں کو آگ گھیرے لے گی

دوزخی جو دوزخ کی آگ کے شعلوں میں پھینک دیئے جائیں گے۔ ان کو چاروں طرف سے آگ گھیرے رہے گی۔ آیت شریفہ اس بات کو پیش کرتی ہے۔

اِنَّهَا عَلَیۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ ۝٨ فِیۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝٩

(ھمزہ ۸، ۹)

ترجمہ: وہ ان پر بند کر دی جائے گی۔ وہ لوگ آگ کے بڑے بڑے ستونوں

Presented by: https://jafrilibrary.com

میں ہوں گے۔

دوسرے لفظوں میں آتش جہنم دوزخیوں پر مسلط رہے گی۔ جب ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو یہ کیفیت ہوگی گویا ان کو ایک بند دیگ میں ڈال دیا گیا ہو جس میں آگ سلگ رہی ہو اور وہ اوپر نیچے سے آگ میں گھر جائیں۔

یتقلقل بین اطباقھا

(دعائے کمیل)

دوزخ کا طوق وزنجیر

جس نے برے اعمال اور گناہوں کے ذریعے دنیا میں اپنے آپ کو خداوند تعالیٰ سے اور نتیجۃً بہشت سے دور کر لیا ہوگا۔ اور دنیا سے دل لگا لیا ہوگا۔ اس کے لیے روزِ قیامت مضبوط طوق وزنجیر تیار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿۳۲﴾

(حاقہ - ۳۰ تا ۳۲)

ترجمہ: "اس شخص کو پکڑ لو اور اس کے طوق پہنا دو پھر دوزخ میں اس کو داخل کرو پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز ہے۔ اس کو جکڑ دو۔"

یعنی خود پسندی، حسد، تفاخر اور تکبر وغیرہ طوق و زنجیر میں تبدیل ہو جائیں گے۔

اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿۸﴾

(یٰس - ۸)

ترجمہ: "ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں۔ پھر وہ ٹھوڑیوں تک (پہنچے) ہیں۔ جس سے ان کے سر اوپر کو اکڑ گئے ہیں۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com

دوزخیوں کا کھانا

قرآن سُورۂ الحاقہ میں اہل دوزخ کی غذا "غسلین" کہتا ہے۔ فرماتا ہے:

وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ (سورۂ الحاقہ۔ آیت ۳۶)

ترجمہ:۔ ان کا کھانا صرف غسلین ہوگا۔" (غسلین یعنی خون اور پیپ)

اسی طرح سُورہ واقعہ میں یہ بھی پڑھتے ہیں:۔

لَآكِلُونَ مِنْ شَجَرٍ مِنْ زَقُّومٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿۵۳﴾ فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ﴿۵۴﴾ فَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهِيمِ ﴿۵۵﴾ هَٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ﴿۵۶﴾

(واقعہ۔ ۵۲ تا ۵۶)

ترجمہ:۔ "درختِ زقوم سے کھانا ہوگا۔ پھر اس سے پیٹ بھرنا ہوگا۔ پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پینا ہوگا۔ پھر پینا بھی پیاسے اُونٹوں کا سا۔ ان لوگوں کی قیامت کے روز یہ دعوت ہوگی:۔

دوزخی سخت بھوک اور پیاس کی وجہ سے پیاسے اونٹوں کی طرح چیختے چلاتے آب حمیم پئیں گے۔ مگر یہ پانی ان کے وجود کو گلانے لگے گا اور ہر دفعہ گلنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گے تاکہ عذاب سے پھر واسطہ پڑے۔

ان کی بھوک و پیاس کا سبب دنیا میں شہوت رانی، اقتدار طلبی، خود غرضی، جھوٹی شخصیت پیدا کرنا، دوسروں کی عیب جوئی اور ان کی کردارکشی وغیرہ ہے۔ جنہوں نے دُنیا میں گناہوں پر اصرار کیا۔ دوزخ میں ان کو شدید بھوک کا مرض لگ جائے گا۔ اور حمیم اور زقوم جو انھوں نے اپنے لیے آگے بھیجا ہوگا۔ وہ وہاں کھائیں گے۔ مگر اس سے نہ صرف یہ کہ ان کی بھوک نہیں مٹے گی بلکہ اور تیز ہوگی۔

جو کچھ اوپر کہا گیا وہ تو دوزخ کا ایک ہلکا سا نقشہ ہے۔ قرآن کی آیات میں غور و تفکر کرنے سے خصوصاً سُورۂ واقعہ سے قرآن کے آخر تک مطالعہ کرنے سے جہنم کی حالت اور اہل دوزخ کے احوال سمجھ میں آتے ہیں اور پڑھنے والے کے قلب کو نرم کرتے

Presented by: https://jafrilibrary.com

ہیں۔ جب بھی قلب کو زنگ لگ جائے اور اس میں سختی پیدا ہو جائے۔ فوراً قرآن میں پناہ لیں۔ غمگین دل لیے ہوئے اور تفکر اور غور و خوض کے ساتھ قرآن کی ان آخری سورتوں میں سے کسی کی تلاوت کریں۔ اس کو بار بار پڑھیں تا کہ دلوں کی کدورت اور زنگ دُھل جائے۔

دلوں کی سیاہی دھونے کا یہ واحد طریقہ ہے۔

بہشت کا منظر

اگرچہ بہشت کی حقیقت بھی اس وقت ہمارے لیے قابل ادراک و تصور نہیں ہے۔ مگر آیاتِ قرآنی کو سمجھنے کی خاطر ہلکی سی تصویر پیش کی جاتی ہے۔

قرآن کہتا ہے :-

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ (سجدہ - ۱۷)

ترجمہ :- "سو کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لیے خزانۂ غیب میں موجود ہے یہ ان کو ان کے اعمال کا صلہ ملا ہے۔"

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ

(توبہ - ۷۲)

ترجمہ :- "اللہ تعالےٰ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کر رکھا ہے۔ جن کے نیچے سے نہریں چلتی ہوں گی۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نفیس مکانوں کا جو کہ ان ہمیشگی کے باغوں میں ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com

بہشت کی قسمیں

جو آیات بیان کی گئیں۔ ان میں قرآن نے تین قسم کی بہشتوں کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ بہشت ۲۔ بہشت عدن ۳۔ رضوان اللہ

بے شک یہ قسمیں مختلف بہشتیں نہیں۔ بلکہ ایک واحد بہشت کے مختلف مراتب ہیں ان مراتب میں فرق اہل بہشت کے مختلف درجوں اور ان کے ایمان و توحید کی پختگی یا کمزوری ہونے پر منحصر ہے۔

بہشت کی لذتیں

بہشت کی لذتیں دو قسم کی ہیں :۔ روحانی اور جسمانی۔

بہشت کی نعمتوں کی ایک اہم خصوصیت یہ ہوگی کہ ان نعمتوں سے نہ کوئی گھبرائے گا۔ نہ تھکے گا۔ بہشت میں دو نوع کی لذتوں کا قرآن ذکر کرتا ہے :

الف :۔ لذاتِ جسمانی جیسے میوے اور مختلف النوع پھل، گوشت، پانی، شربت اور حور العین وغیرہ۔

لذات معنوی

ب :۔ وہ معنوی لذتیں جو اس آیت

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ﴿٢٥﴾ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ﴿٢٦﴾

(واقعہ - ۲۵، ۲۶)

ترجمہ :۔ "وہاں نہ کوئی لغویت سنیں گے اور نہ کوئی بیہودہ بات بس سلام ہی سلام کی آواز آئے گی۔"

اور ایسی دوسری آیتیں جن کا اوپر ذکر ہوا۔ ان میں اس طور سے بیان ہوئی ہیں؛

۱۔ وہاں اہلِ بہشت ایک ... ایک دوسرے پر

Presented by: https://jafrilibrary.com

فتنہ پردازی اور گناہ کا بہتان نہ باندھیں گے۔ بجز سلام، تحیت اور احترام کے کچھ بھی نہ کہیں گے نہ سنیں گے۔

۲۔ وہ مقام وحدت اور یکانگی اور تجلی توحید ہے۔ بیگانگی اور اختلاف کا وہاں وجود نہیں۔ اس لیے کہ غیریت اور اختلاف کثرت کی جگہ ہوتا ہے۔ وہاں نہیں جو تجلی توحید کا محل ہے۔

آن جہان جُز باقی و آباد نیست!
زان کہ ترکیب وی از اضداد نیست
این تفانی از ضد آید ضد را!
چوں نباشد ضد نبود جُز بقا
نفی ضد کرد از بہشت آن بی نظیر
کہ نباشد شمس و ضدش زمہریر!
(مثنوی مولوی)

یعنی نقص، فساد، اختلاف، تضاد، موت وغیرہ کثرت کی جگہ اور عالم اضداد یعنی دُنیا میں ہے۔ عالم رُوحانی میں فساد، تضاد اور موت اور نقص نہیں۔ وہاں بقا ہے، نُور ہے اور تجلی وحدت حق تعالیٰ ہے[۱]

پروردگار کا سلام

سُورۂ مُبارک یٰسٓ میں لذت معنوی کو اس طرح بیان فرمایا ہے:
اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ الۡیَوۡمَ فِیۡ شُغُلٍ فٰکِہُوۡنَ ﴿ۚ۵۵﴾ ہُمۡ

---

[۱] چونکہ خلق، خو اور آدمی کی جان کا گوہر عالم رب سے ہے وہ فطرتاً وحدت اور عالم روحانی اور بہشت کا خواہاں ہے۔ مگر دُنیا جو تضاد، فساد اور اختلاف کی جگہ ہے۔ انسان کو یہی رنگ دیا ہوا ہے اور وہ اس کا پابند ہوا ہے۔ اس کا بال و پر ٹوٹ گیا ہے، جس نے اس کو اس کے اصلی وطن کی طرف پرواز سے باز رکھا ہوا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

وَّ اَزْوَاجُهُمْ فِیْ ظِلٰلٍ عَلَی الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ
فِیْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾ سَلٰمٌ قَوْلًا
مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ﴿۵۸﴾ (یٰسٓ - ۵۵ تا ۵۸)

ترجمہ:- "اہلِ جنت بے شک اس دن اپنے مشغلوں میں خوش دل ہوں گے وہ اور ان کی بیبیاں سایوں میں مسہریوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ان کے لیے وہاں میوے ہوں گے اور جو کچھ مانگیں گے ان کو ملے گا۔ ان کو پروردگار مہربان کی طرف سے سلام فرمایا جائے گا۔"

ہر قسم کے پھل تیار ہونا اور دسترس میں ہونا اور گدوں پر تکیہ لگا کر بیٹھنا لذاتِ جسمانی ہیں۔ مگر اس سے بھی بڑھ کر لذتِ رُوح ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا سلام کہنا۔

یہ درود رحمتِ الٰہی کے فرشتے مقامِ قدسِ ربوبیت سے مطیع و فرمانبردار بہشتی بندوں کے لیے لاتے ہیں اور یہ ساری لذتوں سے افضل لذت ہے۔ یہ لذت حورالعین کے دیکھنے بہشتی پھل کھانے سے اور بہشت کے خوبصورت باغوں کا نظارہ کرنے سے مختلف ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

مشاہدۂ انوارِ جمال

دوسری قیمتی لذتوں میں سے ایک تجلیات و اشراقات و انوارِ جلال و جمالِ الٰہی کا مشاہدہ ہے یہ وہی بنیادی بات ہے کہ ائمہ طاہرین اس پر فائز ہیں۔ جیسا کہ ان کی مناجات سے ظاہر ہے:-

وَلَا تَحْرِمْنِی النَّظَرَ اِلٰی وَجْهِكَ۔

(مناجاتِ شعبانیہ)

"الٰہی مجھے رویت پر نظر سے محروم نہ فرما"

وَاَلْحِقْنِیْ بِنُوْرِ عِزِّكَ الْاَبْهَجِ فَاَكُوْنَ عَارِفًا۔

(مناجاتِ شعبانیہ)

"الٰہی مجھے اپنی عزت کے نور تک جو سراپا بہجت ہے پہنچا دے۔ تاکہ تجھے

Presented by: https://jafrilibrary.com

پہچان سکوں۔"

وان ابصار قلوبنا بضیاء نظرھا الیک حتّٰی تخرق ابصار القلوب حجب النور فتصل الی معدن العظمۃ وبصیر ارواحنا معلقۃ بعزّ قدسک۔ (مناجات شعبانیہ)

"خدایا! میری چشمِ دل کو اس نور سے منور فرما، جس سے وہ تجھ کو دیکھ سکے اور جہاں حجاب ہوں وہ نورانی کردے کہ عظمت کی کان تک پہنچ سکے اور ہمارے مقامات ایسے ہو جائیں کہ تیری عزت قدس سے تعلق پیدا ہو جائے۔"

پروردگار کا پیغام

روایات میں ہم پڑھتے ہیں کہ کبھی اپنے جنتی بندہ کے لیے پروردگار کی طرف سے اس مضمون کا خط آتا ہے:

من الحی الذی لا یموت الی الحی الذی لا یموت۔

(بحار الانوار)

یہ جو جناب عزّ وجل کی طرف سے اپنے بندے کے لیے خط آتا ہے جو پروردگار کے سلام کے بعد مذکورہ بالا عنوان سے شروع ہوتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑے مقام کی نشاندہی کرتا ہے اور اس سے بڑھ کر کسی لذت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

بہشتیوں کی شان

آیت شریفہ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّۃِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ سے ایک دوسری اہم بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ روزِ قیامت ہر شخص اپنی شان اور مقام میں مشغول ہے۔ یہ شان اور مقام اس سے ربط رکھتا ہے کہ اس نے دنیا میں کیا کیا تھا، کیا اعمالِ صالحہ انجام دیئے تھے۔ کن مقاماتِ معنوی تک پہنچا تھا۔ سلوک میں اس کی ہمت کس انداز کی تھی۔ جنت میں بھی اس کا مقام اور اس کی شان اسی انداز سے ملائم ہوگی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

بہشتیوں کی عام شان

کچھ بندے ایسے ہوں گے کہ ان کی شان بس اس حد کے اندر ہو گی کہ وہ بہشت کی مادی نعمتوں مثلاً نہروں، درخت، محل، حور العین وغیرہ سے استفادہ کریں گے۔ کبھی کبھی اللہ تعالےٰ ان کو سلام کہلوائے گا۔ اور پیغام بھیجے گا۔ یہ ان آدمیوں کی عام شان ہو گی جو بہشت میں جائیں گے بے شک یہ بہت بڑی شان ہے اور اس کی لذت کا تصور کرنے کے لیے ذوق و معرفت چاہیے۔ اس صورت میں یہ مقام بہشت کے نچلے حصے میں ہے۔

دوسرا گروہ اہل بہشت کا اس سے بالاتر مقام پائے گا۔ ان کی شان عالم وحدت میں انغمار کی ہے۔ اور ان کا کام ذاتِ ربوبیت کی تسبیح و تہلیل و تحمید ہے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ (سورۂ فاطر۔ آیت ۳۴)

ترجمہ:۔ "اور کہیں گے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے، جس نے ہم سے غم دور کیا۔ بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا قدر دان ہے۔"

روایات میں ہم پڑھتے ہیں: یہ عالم وحدت میں تسبیح و تہلیل میں اس حد تک مشغول ہوں گے کہ حور العین، محلات اور مادی نعمتوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دیں گے۔

بہشتیوں میں سے ایک تیسرا گروہ پیغمبر اکرم اور ائمہ طاہرین سے مانوس ہو گا۔ اور ان کی لذت ائمہ طاہرینؑ کی قربت میں ہے (ہو سکتا ہے یہی جنتِ عدن ہو)

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾

(نساء - ۶۹)

ترجمہ:۔ "اور جو شخص اللہ و رسول کا کہنا مانے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی انبیاء، صدیقین،

Presented by: https://jafrilibrary.com

شہدار اور صلحار۔ اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔"
رسولِ خدا اور ائمہ ہدیٰ سے قربت اور شناسائی واقعی ایک عظیم نعمت ہے۔

رضوانِ الٰہی

اہلِ بہشت میں سے ایک گروہ اس مقام سے بھی بالاتر مقام ہوگا۔ یہ اللہ کے جوار میں ہوں گے اور رضوان اللہ میں۔ خدا کے قریب ہوں گے۔ اس سے بات کریں گے۔ خدا کی نظر ان کے "سعہ وجودی" کا موجب ہوگی۔

عنایت و لطفِ حق ان کے لیے باعث خوشنودی اور سرور ہوگی۔ قرآن فرماتا ہے

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾

(سورۂ قیامت۔ آیات ۲۲،۲۳)

"اِلٰى رَبِّهَا" کی عبارت گویا اعلان بھی ہے اور بیان بھی اور اس کا تقدم محدودیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یعنی ایک گروہ ہوگا کہ بہشت میں ان کا کام صرف مشاہدۂ جمال حق جل و علا ہوگا۔ وہ صرف وجہ اللہ کی طرف نظر رکھیں گے اور بہشت میں ان کی لذت مشاہدۂ وجہ اللہ ہوگی۔

یہ جو ہم روایات میں پڑھتے ہیں کہ شہید وجہ اللہ پر نظر رکھتا ہے، اس معنیٰ میں ہے کہ شہدا اس آیت شریفہ کے مصداق ہیں۔ جس میں فرمایا گیا ہے،

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾

(فجر۔ ۲۷ تا ۳۰)

ترجمہ:۔ "اے اطمینان والی روح تو اپنے پروردگار کی طرف چل۔ اس طرح کہ تو اس سے خوش رہے اور وہ تجھ سے خوش۔ پھر تو میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔"

معراج کی روایت میں منقول ہے کہ رسول اکرم نے خداوند تعالیٰ سے سوال کیا کہ یہ کون لوگ ہیں

Presented by: https://jafrilibrary.com

کہ "المسجونون" سے خطاب کیا گیا ہے۔ یعنی قید کیے ہوئے۔

پھر مسجونون کے بارے میں اس طرح بیان فرمایا:۔

اَلَّذِیْنَ سُجِنُوْا السنتھم من فضول الکلام وبطونھم من فضول۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ جو دُنیا میں خواہشات اور ترغیبات میں غلطاں نہیں تھے۔ زیادہ باتیں نہیں کرتے تھے اور جس بات سے نہ کوئی دنیوی نتیجہ نکلتا نہ اُخروی نتیجہ تو اس کو زبان پر لاتے ہی نہ تھے۔ جس مجمع میں بے ہودہ باتیں ہوتیں وہاں نہیں بیٹھتے تھے۔ اسی طرح بلاوجہ اور زیادہ نہیں سوتے تھے۔ زیادہ نہیں کھاتے تھے۔ بلا ضرورت آرام نہیں کرتے تھے۔ بلکہ عبادت حق کے لیے کمر ہمت باندھے رہتے تھے۔ اپنی عُمر کو علم کی تحصیل اور شرع کے مقدس احکام پر عمل درآمد میں صرف کرتے۔ مکروہات میں غوطہ نہیں لگاتے۔ ان کا کام ہمیشہ ضرورت اور احتیاج کے تحت ہوتا۔ یعنی اعتدال پسند تھے نہ افراط کرتے نہ تفریط۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

ذکر

عزیزو! قرآن کی آخری سُورتوں کو پڑھا کریں کہ جن میں بہشت اور جہنم کی تعریف بیان کی گئی ہے۔ یہ سُورتیں اور ان کی آیات انسان میں خوف ورجاء پیدا کرتی ہیں۔ انسان سیر وسلوک الٰہی میں خود ان دو حالتوں کی حفاظت کرے۔ اپنے نفس پر نظر رکھے اور جن گناہوں کا مرتکب ہو چکا ہے یا مستقبل میں امکانات ہیں۔ ان سے خوفزدہ رہے اور ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالےٰ کی رحمتِ واسعہ سے امید بھی رکھے۔

چاہیے کہ انسان توجہ رکھے کہ ہر چند اس کے گناہ بڑے اور بار بار سرزد ہوئے بلکہ رحمتِ الٰہی ان سے بڑی اور عظیم ہے۔

دوزخیوں اور اہلِ بہشت کے درمیان مکالمے

قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشت کے لوگ اہلِ دوزخ کو اور دوزخی اہلِ بہشت

Presented by: https://jafrilibrary.com

کو دیکھیں گے اور باہم گفت و شنید کریں گے۔ یہ دونوں گروہ خداوند تعالیٰ سے بات کریں گے اہلِ بہشت پروردگار سے بات کر کے لذت پائیں گے۔ مگر جب دوزخی خداوند تعالےٰ سے بات کریں گے تو قہرِ الٰہی کا سبب بن جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ آگ سے نکالنے کی درخواست کریں گے تو ان سے خطاب ہو گا۔

..... اخسئوا فیھا ولا تکلمون ۔[لہ]

اس گفتگو کا ایک حصہ وہ ہے جو فرشتوں اور اہلِ بہشت کے درمیان ہے جو بے انتہا احترام کے تحت انجام پائے گا۔ مگر جب دوزخیوں سے بات کریں گے تو بے اعتنائی اور پُرخاش سے۔ یہ وہی چیز ہے۔ جو اہلِ دوزخ کو بہت پریشان کرے گی۔ کیونکہ دوزخی جب خداوند تعالےٰ، فرشتوں اور اہلِ بہشت کی طرف سے استہزا کے قابل سمجھے جائیں گے۔ تو بہت آزردہ دل ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ روزِ قیامت مذاق اُڑانا اور تمسخر کیا جانا ایک بڑا عذاب اور آدمی کے وجود کو پارہ پارہ کرنے کا باعث ہو گا۔

چنانچہ سورۂ اعراف میں فرماتا ہے۔

وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ أَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۖ قَالُوا نَعَمْ ۚ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَنْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۝

(اعراف - ۴۴)

ترجمہ :- "اور اہلِ جنت اہلِ دوزخ کو پکاریں گے کہ ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا۔ ہم نے تو اس کو واقعہ کے مطابق پایا، سو تم سے جو تمھارے رب نے وعدہ کیا

لہ پروردگار ہم کو جہنم سے نجات دے۔ اگر پھر تیرا گناہ کیا تو بہت ظالم ہوں گے۔ ان سے پھر سختی سے خطاب ہو گا اسے کتو دوزخ ہی میں رہو۔ اور مجھ سے بات کرنے سے باز رہو۔

(سورۂ مومنون آیات ۱۰۷ اور ۱۰۸)

Presented by: https://jafrilibrary.com

تھا تم نے بھی اس کو مطابق واقعہ کے پایا؟ وہ کہیں گے ہاں۔ پھر ایک پکارنے والا دونوں کے درمیان پکارے گا۔ اللہ کی مار ہو ان ظالموں پر۔"

وَنَادٰۤی اَصۡحٰبُ النَّارِ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ اَنۡ اَفِیۡضُوۡا عَلَیۡنَا مِنَ الۡمَآءِ اَوۡ مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ ؕ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَہُمَا عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۵۰﴾ (اعراف - ۵۰)

ترجمہ :- "اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے کہ ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈال دو یا اور ہی کچھ دے دو جو اللہ تعالےٰ نے تم کو دے رکھا ہے۔ جنت والے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں چیزوں کی کافروں کے لیے بندش کر رکھی ہے۔"

یہ جواب حسرت سے ان کے دل میں ایک آگ سی لگا دے گا۔ ایک دوسری گفتگو کا ذکر قرآن میں اس طرح ہے:

فِیۡ جَنّٰتٍ ۟ؕۛ یَتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۴۰﴾ۙ عَنِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۴۱﴾ۙ مَا سَلَکَکُمۡ فِیۡ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوۡا لَمۡ نَکُ مِنَ الۡمُصَلِّیۡنَ ﴿۴۳﴾ۙ وَ لَمۡ نَکُ نُطۡعِمُ الۡمِسۡکِیۡنَ ﴿۴۴﴾ۙ وَ کُنَّا نَخُوۡضُ مَعَ الۡخَآئِضِیۡنَ ﴿۴۵﴾

(مدثر - ۴۰ تا ۴۵)

ترجمہ :- "بہشتوں میں ہوں گے، مجرموں کا حال پوچھتے ہوں گے کہ تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا۔ وہ کہیں گے ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ غریب کو کھانا کھلایا کرتے تھے اور مشغلے والوں کے ساتھ مشغلے میں ہم بھی رہا کرتے تھے۔"

قرآن اس کے بعد فرماتا ہے: اس روز شافعین کی شفاعت ان لوگوں کے حق میں قبول نہیں ہوگی۔

حرف آخر

اللہ تعالیٰ کا شکر کہ یہ عمدہ بحث اجمالاً ہم لوگوں نے انجام تک پہنچائی۔ شاید کہ اس حق کے سمندر کا جو مجاہدین ہم پر رکھتے ہیں۔ ایک قطرہ ہی ادا ہو گیا ہو۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

ہماری شہرۂ آفاق مطبوعات

۱۔ تفسیر نمونہ (۲۷ جلدیں)	ترجمہ علامہ صفدر حسین نجفیؒ	ہدیہ فی جلد ۱۱۰/- روپے
۲۔ قرآن کا دائمی منشور	" " " " "	ہدیہ فی جلد ۹۰/- روپے
۳۔ تفسیر پیام قرآن	" " " " "	ہدیہ فی جلد ۱۱۰/- روپے
۴۔ ہمارے آئمہؑ (۱۲ کتابوں کا سیٹ)	" " " " "	ہدیہ فی سیٹ ۲۴۰/- روپے
۵۔ ولایت فقیہ (جلد اول)	" " " " "	ہدیہ فی جلد ۱۲۰/- روپے
۶۔ ولایت فقیہ (جلد دوم)	" " " " "	ہدیہ فی جلد ۱۵۰/- روپے
۷۔ تفسیر فصل الخطاب (۷ جلدیں)	علامہ سید علی نقی النقوی	ہدیہ فی جلد ۱۱۰/- روپے
۸۔ تحریف قرآن کی حقیقت	" " " " "	ہدیہ ۳۵/- روپے
۹۔ صلح اور جنگ	" " " " "	ہدیہ ۱۰/- روپے
۱۰۔ مذہب اور عقل	" " " " "	ہدیہ ۴۰/- روپے
۱۱۔ رہنمایان اسلام	" " " " "	ہدیہ ۳۰/- روپے
۱۲۔ اسوۂ حسینی	" " " " "	ہدیہ ۲۵/- روپے
۱۳۔ اثبات پردہ	" " " " "	ہدیہ ۲۰/- روپے
۱۴۔ معراج انسانیت	" " " " "	ہدیہ ۱۵/- روپے
۱۵۔ زندگی کا حکیمانہ تصور	" " " " "	ہدیہ ۲۵/- روپے
۱۶۔ آیت الکرسی	ترجمہ مولانا محمد تقی نقوی	ہدیہ ۷۰/- روپے
۱۷۔ مدخل التفسیر	" " " " "	ہدیہ ۵۰/- روپے
۱۸۔ آیۂ تطہیر	" " " " "	ہدیہ ۳۰/- روپے
۱۹۔ توضیح المسائل	آقائے گلپائیگانی رحمۃ اللہ علیہ	ہدیہ ۹۵/- روپے
۲۰۔ مختصر الاحکام	" " " "	ہدیہ ۳۰/- روپے
۲۱۔ گفتار انبیاء	آقائے لنگرودی	ہدیہ ۴۰/- روپے
۲۲۔ قرآن اہلبیت کی نظر میں	جعفر الہادی ترجمہ شفا نجفی	ہدیہ ۲۰/- روپے
۲۳۔ قرآن فہمی	استاد مطہری شہید ترجمہ سید انوار احمد بلگرامی	ہدیہ ۱۵/- روپے
۲۴۔ معاد قرآن کی نظر میں	آیت اللہ مظاہری ترجمہ " " " "	ہدیہ ۲۵/- روپے
۲۵۔ مدینۃ العلم	ارشادات پیغمبر اکرمؐ ترجمہ سید جاوید جعفری	ہدیہ ۲۰/- روپے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۶۔ خطبہ مونقہ ارشادات علیؑ ابن ابی طالب	ترجمہ " " " " "	ہدیہ	۱۰/- روپے
۲۷۔ اسلام میں مقام قرآن و عترت	ترجمہ سید محمد حسین زیدی	ہدیہ	۳۰/- روپے
۲۸۔ صحیفۂ پنجتن پاک	ترتیب آغا حسن رضا غدیری	ہدیہ	۱۵/- روپے
۲۹۔ ردِّ دھریت	کیپٹن فہیم رضا	ہدیہ	۲۵/- روپے
۳۰۔ اسلامی اقتصادیات	حافظ سید ریاض حسین نجفی	ہدیہ	۱۵/- روپے
۳۱۔ آئینِ تربیت	ترجمہ: ثاقب نقوی۔ قیصر عباس	ہدیہ	۴۰/- روپے
۳۲۔ خلاصہ الغدیر	مولانا رضی جعفر نقوی	ہدیہ	۴۵/- روپے
۳۳۔ مسئلہ خمس	مولانا ابن حسن نجفی	ہدیہ	۲۵/- روپے
۳۴۔ تعلیماتِ اسلام	مولانا شیخ علی مدد نجفی	ہدیہ	۱۵/- روپے
۳۵۔ خاندان اور انسان	مولانا ذیشان حیدر جوادی	ہدیہ	۴۵/- روپے
۳۶۔ توحید القرآن	مولانا محمد ہارون زنگی پوری۔	ہدیہ	۵۰/- روپے
۳۷۔ شیعہ اور تحریفِ قرآن	آقائے علی میلانی	ہدیہ	۲۵/- روپے
۳۸۔ مبانی حکومتِ اسلامی	آیت اللہ جعفر سبحانی	ہدیہ	۴۰/- روپے
۳۹۔ میراثِ انبیاء	سید مجتبیٰ حسین	ہدیہ	۴۰/- روپے
۴۰۔ معاد	آقای محمد تقی فلسفی	ہدیہ	۱۰۰/- روپے
۴۱۔ تاریخ قرآن	ڈاکٹر محمود رامیار	ہدیہ	۱۵۰/- روپے

ملنے کا پتہ :

قرآن سنٹر

۲۴۔ الفضل مارکیٹ، اُردو بازار لاھور

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com
Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com
Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

Rs 30

Rs 30.

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com
Presented by: https://jafrilibrary.com